3 جمادی الثانی بروز جمعة المبارک 6 دسمبر 2024

درس 1۔ سراجی کے مصنف کا نام ابو طاہر سراج الدین محمد ابن عبد الرشید سجاوندی ہے۔ ان کے مزید احوال کا علم نہیں۔ البتہ انکے عنداللہ قبولیت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ سینکڑوں سال سے انکی کتاب علماء کی توجہ کا مرکز ہے اور مدارس میں پڑھائی جا رہی ہے۔

علم میراث کی تعریف، موضوع اور غرض و غایت:۔

تعریف: الفرائض ھی علم باصول من فقه و حساب یعرفه به حق المورثة من الترکة۔

موضوع: میت کا ترکہ اور اسکے مستحقین ہے۔

غرض: مستحقین ترکہ اور اسکے شرعی حقوق اور حصوں کو معلوم کرنا۔

سوال: علم میراث کو علم الفرائض کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب۔ فرائض جمع ہے فریضة کی اور فریضة کے معنی ہے مُبَرَّر (یعنی مقرر کی گئی چیز) تو فریضة بمعنی مفروضة کے ہے۔ چونکہ وارثوں کے یہ حصے اللہ کی طرف سے مقرر کردہ ہیں، اس لئے یہ علم "علم الفرائض" کہلاتا ہے۔

علم الفرائض کا سیکھنا فرض کفایہ ہے۔

قال رسول اللہ ص " تعلّموا الفرائضَ و علموا ھا الناسَ فانھا نصف العلم"۔

قال رسول اللہ ص "تعلموا الفرائض و علموهُ الناس تعلموا الفرائض و علموه الناسَ فانی اِمْرُءٌ مَقْبوضٌ والعلمُ سَیُقْبَضُ و یَظْهَرُ الفِتَنُ حتی یختلفُ اثنانِ فی فریضةٍ لا یَجدانِ احدٌ یفصِلُ بینهما"۔

ترکہ کی تعریف۔ التركةُ فی الُّغتِ ما یَتْرُکُـهُ الشخصُ و یُبْقِهِ و فی الاصطلاحِ التركةُ ما ترک الانسانُ صافیا خالیا عن حق الغیر۔

صحابہ رض میں سب سے بڑے عالم فرائض حضرت زید بن ثابت رض ہے۔ اسی طرح حضرت ابوبکر رض، حضرت عمر رض، حضرت عثمان رض، حضرت علی رض، حضرت ابن مسعود رض، حضرت ابن عباس رض، اور حضرت موسیٰ اشعری رض اس علم کے بڑے ماہر تھے۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم ط

درس 2۔ الحمدُ للہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ ربّ العالمین جو پروردگار ہے تمام عالموں (جہانوں) کا حمدَ الشاکرین شکر گزار بندوں کی شکر کی طرح۔ حمدَ الشاکرین یہ مفعول مطلق ہے، (مفعول مطلق وہ مصدر جو ماقبل فعل کے معنیٰ میں ہو۔ جیسے ضربتُ ضربًا، میں ضربًا مفعول مطلق ہے) اور اسکے عامل کو بعض مواقع پر حذف کرنا واجب ہوتا ہے۔ اور یہ بھی اُن مواقع میں سے ایک موقع ہے۔ اور اسکے عامل کو وجوبًا حذف کیا گیا ۔ ای "احمدُ حمدَ الشاکرینَ" : میں حمد بیان کرتا ہوں شکر گزار

بندوں کی طرح۔ یہاں حمدٌ مفعولِ مطلق تشبیہ کے لئے آیا ہے۔ یعنی ایسا حمد جو شکر گزار بندوں کی طرح ہو۔ تو یہ حمد تشبیہ کے لئے ہے۔ اور علماء نحو کے نزدیک جب مفعول مطلق تشبیہ کے لئے آئے اور وہ مفعول مطلق افعال جوارح میں سے ہو یعنی اعضاء کا فعل ہو قلب کا فعل نہ ہو۔ اور حمد زبان سے ادا کی جاتی ہے۔ اور اس مفعول مطلق سے ماقبل ایسا جملہ ہو جس میں مفعول مطلق کا اسم آجائے اور صاحب اسم کا ذکر بھی ہو یعنی ما قبل میں الحمد وہ اسم بھی آیا اور للہ یعنی صاحب اسم کا ذکر بھی آیا۔ تو اس صورت میں مفعول مطلق کا عامل یعنی فعل کو حذف کرنا واجب ہے۔ والصلاۃُ اور رحمت ہو والسلامُ اور سلامتی ہو علیٰ خیرَ البریۃِ مخلوقات میں سب سے بہت پر۔ بَرِیَّۃ (صرف یا مشدد ہو) بمعنیٰ مخلوق، اور بَرِّیَّۃ (را اور یا دونوں مشدد ہو تو بمعنیٰ جنگل)۔ محمدٍ یعنی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وَآلِہٖ اور انکی آل پر، ای آلِ محمدص : آلِ محمدص سے کون لوگ مراد ہیں؟ ان میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس مراد حضورص کی ازواج ہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ان سے مراد حضورض کے قریبی رشتہ دار ہیں بنو ہاشم میں سے۔ بعض فرماتے ہیں کہ بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب میں سے جو قریبی رشتہ دار ہیں وہ مراد ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہرض، حضرت علیرض، حضرت حسنرض اور حضرت حسینرض مراد ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد تمام قریش والے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضورص کے تمام متبعین مراد ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے متقی مؤمنین مراد ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے نیک علماء مراد ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد علماء مجتہدین ہیں۔

الطیبین اور الطاھرین: یہ آل کی صفت ہے۔ یعنی پاکیزہ۔ تو یہ طیبین اور طاہرین کا قرینہ بتلا رہا ہے کہ دعا کا مقام ہے تو آل سے مراد ہر متقی مؤمن مراد ہے۔ حضرت انسرض سے روایت ہے کہ حضورص سے پوچھا گیا ؟ مَنْ آلُ محمدص۔ تو آپص نے جواب میں فرمایا، "کلُّ تَقِیٍّ" ہر متقی مؤمن۔ تو یہاں پر یہ طیبین اور طاہرین صفت آگئی تو معلوم ہوا کہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے، قرآن میں اللہ فرماتے ہیں، "انما یُرِیدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عنکم الرجسَ اھل البیتِ و یُطَھِّرُکُمْ تطھیرًا"۔ اللہ تعالیٰ تو یہی ارادہ کرتے ہیں کہ تم سے گندگی کو دور کر دے اے پیغمبرص کے گھر والوں، اور تمہیں اللہ خوب پاک کر دے۔ اس آیت کی تفسیر میں رئیس المفسرین حضرت ابن عباسرض فرماتے ہیں کہ "نساءُ رسولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم" یعنی حضورص کے ازواج مراد ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ کتاب کے مطابق آل سے "حضورص کی ازواج" معنیٰ لینا زیادہ مناسب ہے۔ یا یہ معنیٰ کرے کہ حضورص کے قریبی نسبی اور سببی رشتہ دار جو ایمان لے کر آئے۔ بعض علماء نے الطیبین اور الطاہرین کے معنیٰ میں فرق کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ طیبین سے مراد وہ لوگ ہیں جو دل کے اعتبار سے پاکیزہ ہو۔ اور الطاہرین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے قلب بھی پاکیزہ

ہے اور جوارح بھی پاکیزہ ہیں۔ یعنی نہ گناہ کا خیال آتا ہے اور نہ گناہ کرتے ہیں۔ یہاں الطیبین سے مراد ہے کہ وہ پاکیزہ ہے اعتقاد کے لحاظ سے۔ اور الطاھرین یعنی پاکیزہ ہے وہ باعتبار اعمال کے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور ص فرماتے ہیں تعلموا الفرائضَ فرائض سیکھو و علّمو ھا النّاسَ اور لوگوں کو فرائض سکھاؤ فانھا نصف العلم یقیناً یہ نصفِ علم ہے۔

نصف العلم: وجہ اوّل۔ انسان کی دو حالتیں ہیں۔ ایک حیات اور دوسرا موت۔ باقی علوم حیات کے بارے میں ہیں اور علم فرائض موت کے بارے میں۔ اس لئے اسکو نصف علم قرار دیا۔

وجہ دوم۔ اس کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ علماء فرماتے ہیں، علم فرائض کا ایک مسئلہ کسی کو بتانے پر اتنا ثواب ملتا ہے جو باقی علوم کے سو مسائل پر جتنا ملتا ہے۔

وجہ سوم۔ اس کے مسائل بہت زیادہ ہے۔ اسکے جزئیات باقی تمام علوم کے جزئیات کے برابر ہے۔

وجہ چہارم۔ آپ ص نے ترغیب اور تعظیم کے طور پر یہ نصف علم قرار دیا۔ تا کہ لوگ اس کے سیکھنے میں رغبت کرے۔

وجہ پنجم۔ تمام چیزوں کی تملیک اختیاری طور پر ہے جبکہ انسان غیر اختیاری طور پر وراثت کا مالک بن جاتا ہے۔ باقی تمام علوم میں تملیک اختیاری کے مسائل بیان کئے گئے ہیں جبکہ علم الفرائض میں وہ مسائل ہیں جن کا انسان غیر اختیاری طور پر مالک بنتا ہے۔ چنانچہ علماء لکھتے ہیں کہ کسی وارث نے مورث کی زندگی میں قسم اٹھائی کہ میں تیرے مال میں سے کچھ بھی نہیں لوں گا وراثت کے طور پر۔ اگر میں نے کچھ بھی لیا تو میری بیوی کو طلاق ہے۔ تو علماء فرماتے ہیں کہ مورث کے مرنے پر یہ خود بخود مالک بن جائے گا اور اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائینگی۔ شریعت کے اندر کوئی شخص کسی کو عاق نہیں کر سکتا۔

درس 3۔ انبیاء ع کے مال میں میراث جاری نہیں ہوتی اکثر علماء کا یہی قول ہے۔ جبکہ بعض علماء کے نزدیک یہ صرف نبی کریم ص کی خصوصیت ہے۔ تو حضور ص حکم میراث سے مخصوص و مستثنیٰ ہیں۔ باجماع صحابہ رض و اتفاق علماء۔ حدیث میں آتا ہے "ما ترکنا صدقۃٌ" یعنی ہم انبیاء جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ حضور ص نے درھم و دینار تو نہ چھوڑے البتہ کچھ زمین اور باغ وغیرہ تھا۔ حضور ص کی ازواج نے اس کو تقسیم کرانے کا ارادہ کیا۔ اور آپکی صاحبزادی حضرت فاطمہ رض نے اس کے تقسیم ہونے اور میراث میں دئیے جانے کی درخواست بھی فرما دی تھی۔ لیکن جب انہیں حضور ص کا ارشاد معلوم ہوا تو مطالبہ کے خیال کو چھوڑ دیا اور حضرت فاطمہ رض نے تو پھر تمام عمر اسکا ذکر ہی نہیں کیا۔ زمین کی پیداوار میں سے آپ ص کے ارشاد کے مُوافق آپ کی ازواج مطہرات کا نفقہ دینے کے بعد جو کچھ باقی رہتا وہ عام مسلمانوں کے کاموں اور جہاد وغیرہ کے ساز و سامان میں صرف رہا۔ اور

آپ ص کے عزیز و اقارب، نواسوں وغیرہ کو مال غنیمت اور بیت المال سے بڑے بڑے وظیفے اور تنخواہیں ملتی رہی۔

انبیاء ع تمام امت کے روحانی باپ ہوتے ہیں اور ساری امت کے ساتھ اِن کا یکساں تعلق ہوتا ہے، اسی وجہ سے اُن کے مال کو بھی تمام مسلمانوں کے مصالح میں خرچ کیا جاتا ہے، تا کہ سب کے کام آئیں۔

انبیاء کرام ع اپنی قبور مبارکہ میں زندہ اور حیات ہیں۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح مدارج النبوۃ جلد 2 میں فرماتے ہیں، "حیات انبیاء ع متفقٌ علیہ ہے۔" علماء امت میں سے کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا۔ مولانا حسین احمد مدنی رح اپنے مکتوبات میں حضور ص کے حیات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "آپ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام مؤمنین کی ہے، بلکہ جسمانی بھی ہے، اور از سبیل حیات دنیوی بلکہ بہت سی وجوہ سے اس سے قوی تر ہے۔" حوالہ مکتوب نمبر 130 جلد اول۔

علامہ شبیر احمد عثمانی رح فتح الملحم جلد 2 صفحہ 441 پر فرماتے ہیں، "کہ آنحضرت ص زندہ ہیں جیسا کہ سب مانتے ہیں، اور آپ اپنی قبر مبارک میں آذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔"۔

چونکہ انبیاء ع اپنی قبورِ مبارکہ میں زندہ ہیں تو یہ اُسی حیات کا اثر ہے کہ انکی میراث تقسیم نہیں ہوتی، جیسے زندہ شخص کے مال کو وارثوں میں تقسیم نہیں کیا جاتا، اور یہ اِسی حیات کا اثر ہے کہ حضور ص کی ازواجِ مطہرات کے لئے نکاح ثانی حرام رہا، جیسا کہ آپ ص کی حیات میں حرام تھا۔ نیز اِسی حیات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ انور شاہ کشمیری رح لفظِ خاتم النبیین پر یہ نکتہ بیان فرماتے ہیں، "کہ آنحضرت ص کی رسالت ہمیشہ کے لئے جاری ہے، جبکہ مورث خود موجودہ ہے، کیونکہ نبوت کا وارث نہیں ہو سکتا"۔

سوال: حضرت زکریا ع نے دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ مجھ کو ایسی اولاد عطا فرما جو میری وارث ہو۔ اسی طرح قرآن میں ہے، " وَ وَرِثَ سلیمانُ داؤدَ" یعنی سلیمان ع اپنے والد داؤد ع کے وارث ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا، کہ انبیاء کے مال میں میراث جاری ہوتی ہے۔

جواب۔ اس سے مراد مال و اسباب کا وارث ہونا نہیں، بلکہ علمی وراثت اور نبوت میں وراثت مراد ہے۔

درس 4۔ قال علماؤنا رحمۃ اللہ علیہم ہمارے علماء کرام رح فرماتے ہیں تَتَعَلَّقُ بترکۃِ المیّتِ کہ متعلق ہوتے ہیں میت کے ترکہ کے ساتھ حقوقٌ اربعۃٌ چار حقوق مُرَتَّبَۃٌ ترتیب وار الاول: یُبدأ بتکفینہ و تجہیزِہ پہلا یہ کہ، کہ ابتدا کی جائیگی اُس کی تجہیز و تکفین سے، یہاں الاوّلُ مبتدا ہے اور یُبْدَأُ بِتَکْفِیْنِہٖ و تَجْہِیْزِہٖ یہ خبر ہے۔ یہاں خبر جملہ ہے اور جملے کو جب کسی چیز سے جوڑا جائے تو ربط کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن یہاں کوئی ربط نہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خبر ہو تو جملہ مگر مفرد کی حکم میں ہے۔

یُبدأ بتکفینه ای الابتداءُ بتکفِینهٖ، تو یہاں یُبْدَأُ فعل ابتدا مصدر کے معنیٰ میں ہوا۔ تو معنیٰ کے لحاظ سے یہ مفرد لہ لہٰذا کسی عائد کی ضرورت نہیں۔

تجہیز: التجھیزُ ھو جمیعُ ما یَحتاجُ الیهِ المَیِّتُ حتّی القبرِ۔ یہاں تجہیز تکفین کے مقابلے میں آیا۔ تو یہ مطلب لی جائیگی کہ تکفین کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں وہ تجہیز میں شامل ہیں۔ مثلاً غُسل دینے والے کی اُجرت، قبر کھودنے والے کی اُجرت، اسی طرح اگر ضرورت پڑی اور قبرستان کے اندر قبر کے لئے جگہ نہیں تھا اور قبر کے لئے زمین خریدنا پڑھے تو یہ سب اسی میں داخل ہیں۔ من غیر تبذیر و لا تقتیر بغیر اسراف اور بخل کے، تبذیر: اسراف یعنی حد سے زیادہ خرچ کرنا، تقتیر بخل کرنا یعنی کمی کرنا۔ مرد کا مسنون کفن تین کپڑے ہیں۔ اس سے زیادہ دینا تبذیر میں شمار ہوگا اور اس سے کم دینا تقتیر میں شمار ہوں گا۔ اسی طرح عورت کے لئے پانچ کپڑے ہیں اس سے زیادہ دینا تبذیر ہے اور اس سے کم دینا تقتیر ہے۔ اسی طرح میت زندگی میں جس قسم کا لباس استعمال کرتا رہا تو اُسی قسم کا کفن ہونا چاہئے۔ اگر اُس سے ادنیٰ درجہ کا کپڑا دیا تو یہ تقتیر کر دی اور اگر اعلیٰ درجہ کا کپڑہ دیا تو یہ تبذیر کر دی۔ پس عدد اور قیمت دونوں کے لحاظ سے تبذیر اور تقتیر نہیں ہونا چاہئے۔

مرد کا مسنون کفن۔ اِزار، لفافہ اور قمیص۔ اِزار: ایک کپڑا ہوتا ہے جو میت کے سر سے لے کر قدموں تک سارا ڈھانپ لے۔ قمیص۔ جو گردن سے لے کر قدموں تک سب کو ڈھانپ لے۔ فرض کریں میت کی لمبائی گردن سے قدموں تک ڈیڑھ گز ہے تو یہ تقریباً دُگنا یعنی تین گز ہوگا۔ اس کو درمیان سے موڑ لیں گے اور پھر تھوڑا سا کاٹ لے جہاں سے میت کا سر گزرا جائے۔ اور ایک حصہ میت کے نیچے آجائے گا اور ایک حصہ اوپر۔

لفافہ: سب سے اوپر کا کپڑا جس میں میت کو لپیٹا جاتا ہے۔ اوپر کی طرف ایک گرہ لگائی جاتی ہے اور نیچے کی طرف بھی۔ سب سے پہلے میت کو قمیص پہنائی جائے اور پھر اس کے بعد اِزار آجائے گا۔ اور پھر لپیٹتے ہوئے بھی یہ خیال رکھیں کہ دائیں جانب والا کپڑا اوپر آجائے، اور سب سے اوپر لفافہ آجائے گا۔

عورت کی مسنون کفن۔ اِزار، لفافہ، قمیص، خِرقہ اور خِمار

خِمار: اوڑھنی تقریبا ڈیڑھ گز لمبا کپڑہ ہوتا ہے۔ جو میت کے سر پر ڈالا جاتا ہے اور پھر میت یعنی عورت کے بال کے دو حصے کیا جاتے ہیں۔ آدھے ایکطرف اور آدھے دوسری طرف۔ تو جو کپڑا سر کے نیچے دائیں طرف آتا ہے اُس میں دائیں طرف والے بال لپیٹے جاتے ہیں اور جو بائیں طرف کپڑا آتا ہے اُس میں بائیں طرف والے بال لپیٹا جاتا ۔ اور پھر اِن بالوں کو عورت کے سینے پر ڈال دیا جاتا ہے۔

خرقہ یا سینہ بند: جو سینے سے لے کر کم از کم رانوں تک ہو۔

اگر بیوی کا انتقال ہو جائے اور اُس کا شوہر زندہ ہے تو اِسکے کفن دفن کا خرچہ بیوی کے مال سے نہیں لیا جائیں گا بلکہ خاوند کے مال سے لیا جائیں گا۔ جیسے زندگی میں اس کی ضروریات پوری کرنا خاوند کے ذمہ تھا اس طرح موت کے بعد بھی خاوند کے ذمہ ہے۔ یہ امام ابو یوسفؒ کا قول ہے۔ جبکہ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ موت سے رشتہ زوجیت ختم ہوا۔ یہ کفن دفن کا خرچہ بیوی کے مال سے لیا جائیں گا۔ لیکن فتویٰ امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہے۔ اگر کوئی شخص مُفلس ہے اور اس پاس کچھ نہیں تھا، تو کفن دفن کا خرچہ اسکے ورثاء پر ہیں۔ اگر یہ مال چھوڑ دیتا اور جو جو اسکے مال میں وارث ہوتے، اور کسی کو زیادہ مال ملتا اور کسی کو کم مال ملتا، تو اِسی طرح جس کو زیادہ ملتا وہ زیادہ خرچہ کرے گا اور جس کو کم ملتا تو وہ کم خرچہ کریں گا۔ اگر ورثاء بھی مفلس ہیں تو پھر یہ محلہ اور شہر والوں کی ذمہ داری ہیں۔

اسی طرح انتقال پر عموماً میت کے مال سے خوب صدقات و خیرات کئے جاتے ہیں، حالنکہ بعض اوقات اُسکے نا بالغ اولاد ہوتی ہیں تو یہ درست نہیں۔

درس 5۔ ثُمَّ تُقْضیٰ دُیُونُہٗ مِنْ جَمِیْعِ مَا بقیَ مِنْ مالِہٖ: پھر اُس کے دُیون ادا کئے جائیں گے اُس سارے مال میں سے جو باقی بچ گیا ہو۔ قرض مقدم ہے۔ قرضوں کی ادائیگی میں چاہیے پورا مال خرچ ہو جائے پھر بھی ادا کرنا ہوگا۔

قرضوں میں تفصیل: 1۔ حقُّ اللہ   2۔ حقُّ العبد

1۔ حقُّ اللہ۔ اگر میت کے ذمّہ روزوں کا فدیۃ یا زکوۃ وغیرہ باقی ہے تو وارثوں پر انکی ادائیگی ضروری نہیں الّا یہ کہ میت نے وصیت کی ہو اور یہ وصیت ما بقی مال کے تیسرے حصے میں ہوں گی، الّا یہ کہ وارث اجازت دے دیں۔

2۔ حقُّ العبد۔ یہ دو قسم پر ہیں۔ 1۔ دَینِ صحت،   2۔ دَینِ مرض۔ دَینِ صحت مقدَّم ہے دَینِ مرض پر۔

ثُمَّ تُنْفَذُ وَصایاہُ پھر نافذ کیا جائیں گا اُس میت کی وصیتوں کو مِنْ ثُلُثِ ما بقی بعدَ الدَّیْنِ تیسرے حصے میں سے وہ جو باقی بچ گیا ہے دَیْن کے بعد، اگر وارث اجازت دے دیں تو پھر پورے حصّے میں بھی وصیت نافذ ہو سکتی ہے۔ جس کا کوئی وارث نہیں تو پھر سارے مال کا وصیت بھی کر سکتا ہے۔ نیز انسان زندگی میں وصیت سے رجوع کر سکتا ہے۔ (صراحتًا رجوع کرنا ہوگا، یا کوئی ایسا عمل کرے جس سے رُجوع کا پتہ چلے۔ نفسِ انکار سے رجوع نہیں ہوگا۔) ابتدائے اسلام میں وصیت فرض تھی۔ پھر یہ حکم منسوخ ہوا۔ اب وارث کا حصہ اللہ نے خود مقرر کیا ہے۔ (تقسیم ترکہ کے لئے وصیت جائز نہیں۔)

ثُمَّ یُقسَمُ الباقی پھر تقسیم کیا جائے گا باقی کا مال بینَ ورثتــِہ بالکتاب والسنۃ واجماع الامۃ اُن وارثوں کے درمیان جو ثابت ہے کتاب اللہ، سنت اور اجماع امت کے ذریعے۔

درس 6۔ وراث دس قسم پر ہیں۔

1۔ ذوی الفروض:۔ یعنی حصوں والے۔ وہ وارث ہیں جن کے حصّے کتاب اللہ، سنت رسول ؐ اور اجماع امت سے ثابت ہیں۔ مقرّرہ حصّے چھ ہیں۔ (نصف، ربع، ثمن، ثلثان، ثلث اور سدس)۔ ذوی الفروض بارہ افراد ہیں۔ جن میں چار مرد اور آٹھ عورتیں ہیں۔ مردوں میں شوہر، باپ، دادا اور اخیافی بھائی یعنی ماں شریک بھائی ہیں۔ اور عورتوں میں بیوی، بیٹی، پوتی، حقیقی بہن یعنی ماں باپ شریک، علاتی بہن یعنی باپ شریک، اخیافی بہن، ماں اور جدّہ یعنی دادی، نانی وغیرہ آخر تک۔ کچھ ذوی الفروض نسبی ہیں اور کچھ سببی۔ سببی ذوی الفروض صرف دو ہیں یعنی میاں اور بیوی۔

2۔ عصبات نسبی:۔ عصبۃ بنفسہٖ کی تعریف: یہ وہ شخص ہے جو میت سے رشتہ جُڑنے میں درمیان میں کسی عورت کا واسطہ نہ آئے اور یہی وہ شخص ہے جو ذوی الفروض سے باقی بچ جانے والے سارے مال کو لے لیں اور اگر اکیلا ہو تو سارے مال کا وارث بن جائے۔ یہ دو قسم پر ہیں یعنی عصبۃ نسبی اور عصبۃ سببی۔ مثال کے طور پر ایک بے اولاد شخص کا انتقال ہو جائے اور اس میت کی بیوی، ماں اور باپ زندہ ہے۔ اس شخص کے مال سے چوتھ حصہ بیوی کو ملے گا۔ باقی مال کا تیسرا حصہ میت کی ماں کو ملے گا۔ اور جو دو حصّے بچ گئے تو یہ باپ کو ملے گا کیونکہ یہاں پر باب عصبۃ ہے۔

3۔ عصبۃ سببی۔ عصبۃ سببی مُعْتِقِ میِّت کو کہتے ہے۔ مثلا میت کسی زمانے میں غلام تھا اور پھر کسی شخص نے آزاد کیا۔ تو جس شخص نے میت کو آزاد کیا تھا تو یہ شخص غلام کا مُعْتِق ہے۔ اور یہ غلام اُسکا عصبۃ سببی ہے۔ جب غلام کا انتقال ہوا اور اسکا اصول و فروغ میں سے کوئی بھی زندہ نہیں اور نہ باقی ذوی الفروض میں سے کوئی زندہ ہے، تو پھر غلام کا مال عصبۃ سببی یعنی معتِق جسے وَلاء کہتے ہے کو ملے گا۔ (عصبۃ بنفسہٖ میں عصبہ نسبی اور عصبۃ سببی دونوں داخل ہیں۔)

4۔ عصبۃ سببی کے عصبات اولاً نسبی ثانیا سببی۔ اگر عصبۃ سببی کا بھی پہلے انتقال ہو چکا ہو تو اب عصبۃسببی کے عصبات کو ترتیب سے مال ملے گا۔ پہلے نسبی کو اگر نسبی میں سے کوئی نہیں تو پھر سببی کو ملے گا۔ یعنی اگر اس مالک کا آگے کوئی معتِق تھا تو اس کو دیں گے۔ (یعنی وہ مالک بھی کسی کا غلام تھا اور بعد میں اس نے آزاد کیا) اس میں صرف مردوں کو مال ملے گا عورتوں کا حصہ نہیں۔ دونوں صورتوں میں۔

5۔ نسبی ذوی الفروض پر انکے حصوں کی بقدر ردّ۔

درس 7۔ 6۔ ذوی الارحام۔ ذوی الفروض اور عصبات کے علاوہ باقی رشتہ دار ذوی الارحام کہلاتے ہیں۔ مثلاً بھانجا، بھانجی، نواسہ، خالا، ماموں، پھوپھی وغیرہ۔

7۔ مَوْلَائے مُوالات۔ وہ شخص جس کے ساتھ میت نے عقدِ مُوالات کیا تھا۔ مثلا کوئی مجہول النسب شخص کسی دوسرے شخص سے کہتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد میرے مال کے وارث تم ہوں گے بشرطیکہ زندگی میں مجھ سے کوئی جرم یا جِنایت ہو جائے تو زمان اور دِیَت تم ادا کروں گے اور دوسرا شخص اِسے قبول کر لے، تو دونوں کے درمیان جو عقد ہوا اِسے عقد مُوالات کہتے ہیں۔ اور اِس مجہول النسب کے مرنے کے بعد اس دوسرے شخص یعنی مولائے موالات کو مال ملے گا۔

8۔ مُقَرٌّ له بالنسب علی الغیر۔ اقرار کرنے والے کو مُقِرٌّ اور جس کے لئے اقرار کرے اُسے مُقَرٌّ لَهٗ کہتے ہے۔ جب مقَرٌّ له یہ اقرار کرے کہ یہ مقِر میرا بھائی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ مقَر له اس مقِر کا نسبت اپنے باپ سے ثابت کرنا چاہتا ہے، اپنے سے نہیں۔ تو مقِر له بالنسب ہوا علی الغیر۔ اسی طرح کسی شخص کے بارے میں مرنے والے نے کہا کہ یہ میرا چچا ہے تو اب یہ دادا پر نسب ڈالتا ہے۔ تو اس صورت میں دادا سے اقرار ضروری ہے۔ باپ بھی تصدیق کریگا۔ جب باپ یا دادا تصدیق کرے گا تو اب یہ مقر له علی الغیر نہیں ہوگا بلکہ سابقہ قسموں میں سے کسی کا ہوگا۔ اقرار شرعًا معتبر ہو یعنی اگر مرنے والے نے اُسے اپنا بھائی قرار دیا ہے تو پھر اِسکا عمر اتنا ہونا چاہئے کہ یہ اُس کا بھائی بن سکے۔ نیز موت تک میت اس اقرار پر قائم ہو۔

9۔ موصیٰ له بجمیع المال۔ وہ شخص جس کے لئے میت نے پورے مال کی وصیت کی ہو۔

10۔ بیت المال۔

یاد رکھے! سوتیلے ماں، باپ اور سوتیلے اولاد کا وراثت میں کوئی حق نہیں۔

فَیُبْدَأُ باصحابِ الفرائضِ[1]: پس ابتدا کی جائے گی اصحاب فرائض سے۔ آگے صاحب کتاب اصحاب الفرائض کی تعریف فرما رہے ہیں۔ و ھو الذین لھم سِھامٌ مقدرّۃٌ فی کتاب اللہ تعالیٰ اور اصحاب فرائض وہ لوگ ہیں کہ جس کے حصے مقررہ ہے اللہ کے کتاب میں ثم بالعصبات من جھۃ النسب[2] پھر ابتدا کی جائیں گی اُن عصبات سے جو نسب کی جانب سے ہو۔ صاحب کتاب آگے عصبة کی تعریف کر رہا ہے۔ و العصبۃ اور عصبة کلُّ ہر وہ شخص ہے مَن یأخذ جو لے لیں ما اُس مال کو اَبْقَتْهُ اصحابُ الفرائض جس کو باقی چھوڑ دیں اصحاب الفروض و عند الافرادِ اور اکیلے ہونے کی صورت میں یُحْرِزُ جمیعَ المالِ وہ حاصل کر لے گا سارے مال کو ثم بالعصبۃ من جھۃ السبب[3] پھر ابتدا کی جائے گی وہ عصبة جو سبب کی جہت سے ہیں۔ آگے صاحب کتاب عصبة سببی کی

وضاحت کرتا ہے۔ و ھو مولی العتاقة اور وہ مولیٰ عتاقہ ہے۔ ثم عصبته[4] پھر ابتدا کی جائے گی اِس عصبة سببی کے جو عصبة ہے علی الترتیبِ ترتیب سے، ترتیب کا مطلب ہے پہلے نسبی اور پھر سببی۔ ثُمَّ الردُّ علی ذوی الفروض النسبیةِ بقدْرِ حُقُوقِهِمْ[5] پھر رد ہوگا ذوی الفروض نسبی پر اُن کے حصوں کے بقدر ثُمَّ ذوی الارحام[6] پھر ذوی الارحام ہیں۔ ثم مولی الموالاةِ[7] پھر مولائے موالات ہے۔ ثم المقَّر لهُ بالنسب علی الغیر[8] پھر مُقَر له بالنسب علی الغیر ہے۔ بحیث لم یَثْبُتْ اس حیثیت سے کہ ثابت نہ ہو نَسَبُهُ اُس مقَر له کا نسب باقرارِہ اِس مقِر کے اقرار کی وجہ سے من ذٰلک الغیر اُس غیر سے، یعنی اگر مقِر نے اُسے بھائی کہہ دیا۔ تو اُس کے بھائی کہنے سے اسکا نسب ثابت نہیں ہوتا۔ اذا مات المقِرُّ علی اقرارِہ جبکہ مر جائے اقرار کرنے والا اپنے اقرار پر ثم الموصیٰ له بجمیع المال[9] پھر موصیٰ له بجمیع المال ہے۔ یعنی وہ شخص جس کے لئے وصیت کی گئی ہے سارے مال کی۔ ثم بیت المال[10] پھر اسکے بعد بیتُ المال ہے۔ اگر بیتُ المال نہ ہو تو اگر میاں بیوی میں کوئی زندہ ہو تو اُس پر رد کیا جائے گا۔

درس 8- فصل فی الموانع: یہ فصل ہے موانع کے بیان میں

یاد رکھئے! یہ جو اللہ نے وارثوں کے حصّے مقرر فرمائیں، تو ان سب وارثوں میں ایک قسم کا تعلق اور ربط موجود ہیں۔ لیکن اگر کوئی ایسی بات ہوجائے جس سے جدائی اور علیحدگی یا ایک قسم کی نفرت ثابت ہو جائے تو پھر اس صورت میں یہ تعلق نہ رہا گویا کہ رشتہ داری کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور پھر اُس صورت میں یہ شخص وراثت سے محروم ہوتا ہے۔ تو اس فصل میں ہم وہ چیزیں پڑھیں گے جس سے انسان وراثت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور وہ چار چیزیں یہ ہیں۔

1۔ غلامی، 2۔ قتلِ مورِث، 3۔ اختلافِ دِیْن، یعنی وارث اور مورث کا دین مختلف ہو۔ 4۔ اختلاف دار، یعنی دونوں کا مُلک الگ الگ ہو۔

المانعُ من الارثِ اربعةٌ مانع اِرث چار چیزیں ہیں الرِّقُّ وافرًا کانَ اَوْ ناقصًا[1] غلامی پوری ہو یا ناقص۔

الاوّل: غلام کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا اور اسکے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ اس کے آقا کا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں مالک بننے کی صلاحیت نہیں اس لئے وہ کسی کا وارث بھی نہیں بن سکتا۔

مُکاتب: وہ غلام جسکے ساتھ آقا نے عقدِ کتابت کیا ہو، مثلاً آقا کسی غلام سے کہہ دے کہ تو اتنے سال کے اندر اندر اتنی رق دو تو میں تمہیں آزاد کروں گا۔ اب یہ غلام آزاد شخص کی طرح ہے۔ اب آقا اس سے کام نہیں لے سکتا۔ مکاتب اب بھی کامل غلام ہے۔ لیکن اس کے اندر ملکیت کامل نہیں۔

مُدَبَّر: وہ غلام جس کو آقا نے کہہ دیا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ اب یہ غلامی اس میں ناقص ہوئی کیونکہ ہر حال میں اس نے آزاد ہونا ہے۔ مکاتب میں آزادی یقینی نہیں۔ اور مدبر کی صورت میں آقا رجوع کرنا چاہے تو رجوع کی کوئی صورت نہیں۔

اُمِّ وَلد: وہ باندی جس سے آقا کی اولاد ہوئی اور آقا اقرار بھی کرے کہ یہ میری اولاد ہے تو وہ باندی ام ولد کہلاتی ہے۔ کیونکہ یہ فِراش ضعیف ہے۔ اور بیوی فِراش قوی ہے۔ اُمِّ ولد نے آقا کے مرنے کے بعد ہر حال میں آزاد ہونا ہے۔ تو اسکے اندر بھی غلامی ناقص ہے۔

وَ القَتْلُ الذی یَتَعَلَّقُ بِہٖ وجوبُ القِصاصِ او الکفارةِ[2] اور وہ قتل جس کے ساتھ متعلق ہو قصاص کا وجوب یا کفارۃ کا وجوب، یعنی جس قتل کے ذریعے قصاص واجب ہوتا ہو یا کفارہ واجب ہوتا ہو تو یہ بھی اِرث سے مانع ہے۔

الثانی: وہ قتل جس کے ساتھ قصاص واجب ہو یا کفارہ یہ بھی مانع ہے وراثت سے۔ یہ اس صورت میں ہے جب وارث، مورث کو قتل کرے۔ باقی صورتوں میں قاتل وراثت سے محروم نہیں ہوگا۔یعنی قاتل کسی اور شخص کو قتل کرے۔ اور یہ محروم اس لئے ہوگا تا کہ دلوں میں بدگمانی پیدا نہ ہو۔

قتل پانچ قسم پر ہیں اور قتل سے متعلق احکام بھی پانچ قسم پر ہے۔

1۔ قتل عمد، 2۔ شِبْہِ عَمْد، 3۔ قتل خطاء، 4۔ شبہ خطاء، 5۔ قتل بسبب۔

قتل سے متعلق احکام بھی پانچ ہیں۔ 1۔ قصاض، 2۔ دِیَت، جس میں سو اونٹ یا دس ہزار دِرھم یا ایک ہزار دینار دینے پڑتے ہیں۔ 3۔ کفارۃ۔ اس میں اولاً ایک غلام آزاد کرنا پڑتا ہے، یا اگر غلام میسر نہ ہو تو پھر ساٹھ روزے رکھنا پڑتا ہے وہ بھی مسلسل۔ 4۔ قتل کا گناہ اور 5۔ وراثت سے محروم ہونا یا حِرمانِ میراث۔

1۔ قتل عمد وہ ہے جس میں کسی کو آلہ قتل کے ساتھ قتل کیا جائے۔ یا آلہ قتل جیسی چیز سے۔ اسکے اندر قصاص آئیں گا، اور قتل کا گناہ ہوگا اور حِرمان میراث بھی ہوگا۔ یہاں قِصاص آیا، اس وجہ سے وارث کو وراثت نہیں ملے گا۔ اور یہ بھی صرف اُس صورت میں کہ وارث نے مورث کو قتل کیا ہو۔

2۔ قتل شبہ عمد وہ قتل ہے جس میں آلہ قتل کے علاوہ کسی چیز سے قتل کرے۔ اسکے اندر دِیت آتی ہے۔ کفارۃ بھی آئے گا، قتل کا گناہ بھی ہوگا اور حرمانِ میراث بھی ہوگا کیونکہ اس قتل میں کفارۃ بھی ہے۔

3۔ قتل خطا وہ قتل ہے جب غلطی سے کوئی شخص قتل ہو جائے۔ مثلاً شکار وغیرہ کی صورت میں۔

4۔ شبہ خطاء۔ کوئی شخص سویا ہوا تھا اور کوئی دوسری شخص اس کے نیچے آیا اور اس کا سانس گھٹا اور وہ مر گیا۔ نمبر 3 اور نمبر 4 دونوں صورتوں میں کفارۃ بھی آئے گا اور دِیت بھی۔ البتہ قتل کا گناہ نہیں بلکہ بے احتیاطی کا گناہ ہوگا۔ نیز حرمان میراث آئے گا۔ کیونکہ کفارۃ آرہا ہے۔

5۔ قتل بسبب۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی جگہ اپنی ملکیت کے علاوہ کنواں یا گڑھا وغیرہ کودتا ہے اور اس پر پتھر وغیرہ رکھ کر چلا گیا اور پھرکوئی اور شخص آکر کنویں میں گرا یا وہ پتھر اس پر گرا تو یہ قتل بسبب ہے۔ اس میں دِیت آئیں گی۔ قصاص، کفارۃ اور قتل کا گناہ نہیں۔ حِرمان میراث نہیں ہوگا، کیونکہ نہ قصاص ہے اور نہ کفارہ۔

(بچہ یا مجنون اگر اپنے مورث کو کسی بھی طریقے سے قتل کر دے تو اس میں حرمان میراث نہیں آئے گا۔)

والد اگر اپنے بیٹے کو عمدًا آلہ قتل کے ساتھ بھی قتل کرے تو قصاص اور کفارۃ نہیں آئے گا لیکن حرمان میراث آئے گا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اولاً اس پر قصاص آیا تھا لیکن شُبہ کی وجہ سے قصاص چلا۔ پس لہٰذا جب اولاً قصاص آیا ہے تو حرمانِ میراث ہوگا۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ اَنْتَ و مالُکَ لِاَبِیْکَ: الحدیث۔ اور "فلا تقل لهما اُفٍّ --- القرآن)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

درس 9۔ واختلاف الدینینِ اور دینوں کا اختلاف۔ وراثت سے منع کرنے والی تیسری چیز، دو دینوں کا اختلاف ہے۔ یعنی وارث کا ایک دین اور مورث کا دوسرا دین۔ یعنی ایک مسلمان اور دوسرا کافر۔ اگر دونوں کافر ہو چاہے اُن کا دین الگ الگ کیوں نہ ہو، تو یہ ایک دوسرے کے وارث بن سکتے ہیں۔ کیونکہ "الکفرُ ملّۃٌ واحدۃٌ"۔

اسی طرح اگر کوئی مرتد ہو جائے تو ارتداد سے بھی اہلیت اِرْث ختم ہو جاتی ہے۔ مرتد نہ کسی مسلمان کا وارث بن سکتا ہے اور نہ کسی کافر کا۔

مرتد مرد کا حکم: اگر مرد مرتد ہو جائے تو اسے تین دن کے لئے قید میں ڈال دیا جائے گا۔ علماء اس کو وعظ و نصیحت کرکے، اور اُس کے شبہات کو دور کرے گا۔ اگر وہ پھر بھی مرتد رہا تو پھر اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اور حالت ایمان میں مرتد مرد نے جو مال چھوڑا ہے وہ اس کے مسلمان وارثوں کو ملے گا اور حالت کفر میں جو مال کمایا تھا وہ بیت المال میں جمع کیا جائے گا۔ اگر مرتد دار الحرب جائے اور وُرثاء قاضی کے پاس آئے اور قاضی یہ فیصلہ کرے کہ مرتد دارالحرب جا چکا ہے، تو یہ موتِ حکمی کی طرح ہے، اب مرتد کا مال ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا۔

مرتد عورت کا حکم: اگر عورت مرتد ہو جائے، تو اسے قتل نہیں کیا جائیں گا، بلکہ اُس کو قید میں ڈال دیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ توبہ کرکے واپس مسلمان ہو جائے یا وہاں پر مر جائے۔ اور جب عورت مرتد ہو جائے پھر چاہے مر جائے یا چاہے دارالحرب جائے، اُس کا سارے کا سارا مال مسلمان ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا۔ چاہے حالت اسلام میں کمایا ہو یا حالت کفر میں۔

وَ اختِلافُ الدارَیْنِ اور دو داروں کا اختلاف۔ اگر وارث ایک دار میں اور مورث دوسرے دار میں رہتا ہو۔ اور اُن دونوں ملکوں کے درمیان کوئی معاہدہ صلح وغیرہ نہ ہو بلکہ اکثر بر سر پیکار رہتے ہیں تو اس صورت میں یہ اختلاف دارین مانع اِرث ہے۔ لیکن یاد رکھئے! یہ اختلاف دارین مانع ہے صرف کفار کے لئے، لیکن اگر مسلمان ہو تو پھر اختلاف دار مانع نہیں۔ چاہے دنیا کے جس کونے میں رہتا ہو۔ اور اگر صلح ہو دونوں ملکوں کے درمیان، تو پھر یہ اختلاف دارین کفار کے حق میں بھی مانع اِرث نہیں۔ اَمَّا حقیقةً پھر یہ اختلاف یا تو حقیقةً ہوگا۔ كالحربی والذمی جیسے کہ حربی اور ذمی، یعنی وہ کفار جو دارالحرب میں رہتے ہیں اور وہ کفار جو دارالاسلام میں رہتے ہیں اور جزیہ دیتے ہیں۔ تو یہ دونوں کافر آپس میں وارث نہیں بن سکتے۔ او حکمًا اور یا یہ اختلاف دارین کبھی حکمًا ہوتا ہے۔ كالْمُستأمِن و الذِّمِّیّ جیسے مستأمن اور ذمّی، مستامن: وہ حربی جو امان لے کر دارالاسلام میں آئے۔ مثلاً باپ مستأمن ہے اور بیٹا ذمی۔ اب حقیقتًا تو دونوں کا دار ایک ہی ہے لیکن حکمًا دونوں کے دار مختلف ہیں۔ تو اس صورت میں بھی یہ ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے۔

او الْحَرْبِیّین من دارین مختلفین اور یا جیسے دو حربی ہوں دو مختلف داروں سے، دو حربی ہیں۔ ایک ، ایک دارالحرب میں رہتا ہے اور دوسرا، دوسرے دارالحرب میں رہتا ہے۔ تو دونوں کا دار حقیقتًا الگ الگ ہیں۔ چونکہ یہ مثال ہے کہ جب دونوں دار حقیقتًا مختلف ہو۔ لہٰذا مصنفؒ کو یہ کالحربی والذمی کے بعد لکھنا چاہئے تھا۔ ورنہ شبہ پڑتا ہے کہ شائد یہ کالمستأمن والذمی کی طرح ہے۔ اور اُن میں حکمًا دار مختلف ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ والدارُ اِنَّما تَخْتَلِفُ بِاِختلافِ المَنَعَةِ ای العسکر وَ الْمَلِکِ اور دار مختلف ہوتا ہے، لشکر کے اور بادشاہ کے مختلف ہونے سے، ہر ایک کا لشکر الگ ہو اور بادشاہ الگ ہو۔ لِاِنْقِطاعِ العِصْمَةِ فیما بینهم ابوجہ عِصمت یعنی حفاظت کے منقطع ہو جانے کے اُن کے درمیان، یعنی ایک ملکر والے اپنے لوگوں کی حفاظت کرتا ہے اور دوسرے ملک والے اپنے لوگوں کی حفاظت کرتا ہے۔ جب ایک شخص ایک ملک سے نکل کر دوسرے میں چلا تو اب اسکی عِصمت یہاں نہ رہی، کیونکہ یہ دوسرے ملک میں ہے۔ انقطاع کا ہمزہ وصلی ہے۔ لِنْقِطَاعِ پڑھنا ہے۔

اسی طرح اگر ایک شخص عیسائی عورت سے شادی کر لیتا ہے، اور ان سے ایک مرتا ہے تو یہ ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے۔

درس 10- باب معرفة الفروض و مستحقیها

یہ باب حصوں اور ان حصوں کے مستحقین کے پہچان کے بارے میں ہے۔ مستحقین میں نون اضافت سے گر گیا۔

الفروضُ المقدَّرَةُ فی کتاب اللہ تعالیٰ وہ حصے جو مقرر ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سِتّةٌ چھ ہیں النّصفُ والرُّبُعُ و الثُّمُنُ والثلثانِ والثلث والسُّدُسُ آدھا، چوتھا، آٹھواں، دو تہائی، ایک تہائی اور چھٹا علی التَّضعیف والتَّنصِیفِ تضعیف اور تنصیف کے طریقے پر۔ تضعیف کا معنیٰ دُگنا کرنا اور تنصیف کا معنیٰ آدھا کرنا۔ واصحابُ ھٰذہِ السِّھامِ اور اِن حصّوں والے جو لوگ ہیں۔ اثنا عشرَ نفرًا وہ بارہ افراد ہیں۔ عربی میں تین سے دس تک لوگوں کی جماعت کو نفر کہا جاتا ہے۔ اگر اس سے پہلے عدد آجائے تو یہ فرد کے معنیٰ میں ہو جاتا ہے۔ پس اثنا عَشرَ نفرًا کا یہ معنیٰ نہیں کہ بارہ جماعت یعنی کم از کم چھتیس افراد۔ بلکہ نفر سے پہلے عدد آیا تو یہ فرد کے معنیٰ میں ہوا۔ اب معنیٰ یہ ہو کہ بارہ افراد۔ اربعةٌ من الرجال چار مردوں میں سے ہیں۔ و ھم اور وہ یہ ہیں الاب باپ ہے و الجدُّ الصّحیحُ اور جد صحیح ہے۔ صحیح کا قید لگا کر جدِّ فاسد کو نکالا۔ و ھو ابُ الابِ اور وہ باپ کا باپ ہے۔ یعنی دادا۔ و اِنْ عَلَا اگر چہ اوپر ہو، یعنی پر دادا، لکڑ دادا وغیرہ۔ اور جہاں درمیان میں ماں کا واسطہ آجائے وہی جد فاسد ہے۔ جیسے نانا، والاخ لامٍّ اور ماں شریک بھائی یعنی اخیافی بھائی والزّوجُ اور چوتھے نمبر پر شوہر ہے۔

و ثمانٌ من النساء اور آٹھ عورتوں میں سے ہیں۔ و ھُنَّ اور وہ یہ ہیں الزوجةُ بیوی ہے والبنتُ اور بیٹی ہے و بنتُ الابنِ و اِنْ سَفَلَتْ اور بیٹے کی بیٹی یعنی پوتی ہے، اگر چہ نیچے تک ہو۔ والاختُ لاب و امٍّ اور ماں باپ شریک بہن، یعنی حقیقی بہن والاختُ لاب اور باپ شریک بہن یعنی علاتی بہن والاختُ لامّ اور ماں شریک بہن یعنی اخیافی بہن والامُّ اور ماں ہے والجدّة الصّحیحةُ اور جدۃ صحیحة ہے۔ صحیحة کی قید لگا کر جدۃ فاسدۃ کو نکال لیا۔ آگے مصنف ؒ جدّہ صحیحہ کی تعریف فرما رہے ہیں۔ و ھی التی اور یہ وہ ہے۔ لا یَدْخلُ کہ داخل نہ ہو فی نسبتها نسبت کرنے میں الی المیّت میت کی طرف جدٌّ فاسدٌ جدّ فاسد۔ یعنی جدّہ صحیحہ وہ عورت ہے کہ جب اُس کی نسبت میت کی طرف کی جائے اور درمیان میں جدّ فاسد نہ آئے۔

امّا الاب فلہُ احوالٌ ثلاثٌ باقی باپ جو ہے تو اُس کے تین احوال ہیں۔ الفرضُ المطلقُ فرضِ مطلق و ھو السّدسُ اور وہ چھٹا حصہ ہے۔ و ذٰلک مع الابن اور یہ چھٹا حصّہ بیٹے کے ساتھ ہوگا۔ او ابن الابن یا بیٹے کے بیٹے کے ساتھ یعنی پوتے کے ساتھ۔ و ان سفلَ اگر چہ نیچے تک ہو۔ مثلاً ایک شخص کا انتقال ہو جائے اور اسکا والد زندہ ہے، اور اس شخص کا بیٹا بھی زندہ ہے، تو اس صورت میں والد کو چھٹا حصّہ ملے گا۔ اگر مرنے والے شخص کا بیٹا بھی پہلے مر چکا ہے اور اسکا پوتا زندہ ہے تو پھر مرنے والے شخص کے والد کو چھٹا ملے گا۔ اسی طرح اس مرنے والے شخص کا بیٹا بھی مر گیا ہے، پوتا بھی مر گیا ہے مگر پوتے کا بیٹا یا پوتے کا پوتا نیچے تک کوئی زندہ ہے تو پھر بھی والد کو چھٹا حصّہ ملے گا۔

ایک لفظ ابن آتا ہے اور ایک لفظ ولد آتا ہے۔ ولد کا اطلاق مذکر اور مؤنث دونوں پر ہوتا ہے۔ واحد، تثنیہ، جمع سب پر ولد بولا جاتا ہے۔ اردو میں لفظ اولاد ہے۔

و الفرضُ والتّعصیبُ معًا اور فرض اور تعصیب دونوں ہوں گے۔ یعنی چھٹا حصہ بھی ملے گا اور عصبة بھی بنے گا۔ وَ ذٰلک مع الابنۃِ اور یہ بیٹی کے ساتھ اَو ابنۃ الابن اور یا بیٹے کی بیٹی کے ساتھ یعنی پوتی کے ساتھ و ان سفلتْ اگرچہ نیچے تک ہو۔ یعنی ایک شخص کا انتقال ہو جائے اور اس کا باپ اور بیٹی زندہ ہے۔ تو پہلے باپ کو اُس کا چھٹا حصہ ملے گا۔ پھر بیٹی کو اُسکا اپنا حصّہ ملے گا۔ اور باقی جو مال بچ جائے تو باپ بطور عصبة لے گا۔ اسی طرح اگر میت کی بیٹی کا انتقال ہو چکا ہے اور اسکی پوتی زندہ ہے یا نیچے تک۔ تو پھر بھی باپ کو چھٹا حصہ ملے گا۔ پوتی وغیرہ کو اپنا حصّہ ملے اور باقی مال باپ بطور عصبة لے گا۔ والتعصیبُ المحضُ اور تیسری صورت میں صرف عصبة بنتا ہے۔ و ذٰلک عند عدم الولد اور یہ اولاد کے نہ ہوتے وقت ہوگا، یعنی میت کا کوئی اولاد نہ ہو۔ یعنی بیٹا بھی نہ ہو اور بیٹی بھی نہ ہو۔ و ولد الابن اور بیٹے کی اولاد، بیٹے کی اولاد بھی نہ ہو۔ و ان سفل اگر چہ نیچے تک۔ یعنی پوتے پڑپوتے کی اولاد نہ ہو۔

والجدّ الصّحیح کالاب اور جد صحیح یعنی دادا وہ بھی والد کی طرح ہے۔ یعنی وہاں بھی یہ تین صورتیں بنے گی۔ الّا فی اربع مسائلَ مگر چار مسائل کے اندر و سنذکُرھا فی مواضعھا ان شاء اللّٰہ تعالیٰ اور ہم ذکر کریں گے عنقریب اُن کو اُن کی جگھوں کے اندر، یعنی وہ چار مسائل جن میں صورت مختلف بنتی ہیں۔ ان شاء اللّٰہ تعالیٰ۔

درس 11۔ و یسقط الجدُّ بالابِ اور ساقط ہو جائے گا دادا باپ کی وجہ سے۔ یہاں باپ واسطہ اور دادا ذوالواسطہ یعنی واسطہ والا ہے۔ اور قانون ہے کہ واسطہ کے ہوتے ہوئے ذوالواسطہ محروم ہوتا

ہے۔ یعنی قریب والے کے ہوتے ہوئے دور والا محروم ہوگا۔ لانّ الاب اصلٌ اس لئے کہ باپ اصل ہے۔ فی قَرابَةِ الجدِّ دادا کی رشتہ داری کے اندر الی المیّتِ میّت کی طرف۔ والجدُّ الصّحیحُ ھو الذی لا تدْخُلُ اور جدّ صحیح وہ ہے کہ داخل نہ ہو فی نسبتهٖ اسکی نسبت کرنے میں الی المیّتِ میت کی طرف اُمٌّ ماں۔ یعنی درمیان میں کوئی ماں یعنی عورت کا واسطہ نہ آئے۔ تو اوپر کی طرف جو اُصول ہیں تو جہاں بھی درمیان میں کہیں عورت کا واسطہ آئیں، تو سمجھ لینا کہ یہ جدّ فاسد ہے۔ اور اگر درمیان میں عورت کا واسطہ نہیں تو وہ جدّ صحیح ہے۔

و اَمّا لِاَوۡلَادِ الاُمِّ اور باقی اولادِ اُم جو ہے، یعنی احیافی بہن، بھائی، یہاں اولاد کا لفظ ایا ہے۔ جس کا اطلاق مذکر مؤنث دونوں پر ہوتا ہے۔ فاحْوالٌ ثلٰثٌ اُن کے تین احوال ہیں۔ السُّدُسُ للواحد اگر اِن میں سے کوئی ایک ہو، چاہے اخیافی بھائی ہو یا اخیافی بہن، تو اسکا چھٹا حصّہ ہے۔ نیز اخیافی بہن بھائی کو اُس صورت میں حصہ مل سکتا ہے جب میت کا بیٹا نہ ہو، پوتا پڑپوتا نیچے تک نہ ہو۔ اور والد اور جدّ بھی نہ ہو۔ و الثلثُ للاثنین فصاعدًا اور ثلث ملے گا دو یا زیادہ اخیافی بہن بھائی کو یعنی ایک تہائی ملے گا اگر دو یا دو سے زیادہ اخیافی بہن بھائی ہو۔ شرط وہی ہے کہ جب میت کا بیٹا نہ ہو، پوتا پڑپوتا نیجھے تک نہ ہو، اور والد اور جدّ بھی نہ ہو۔ ذُکورُھم و اِناثُھم فی القسمتِ و الاستحقاقِ سواءٌ اِن کے مذکر اور اِن کے مؤنث تقسیم کے اندر اور مستحق ہونے کے اندر برابر ہیں۔ و یسقطون بالوَلَدِ و ولد الابنِ وان سَفَل اور یہ ساقط ہو جائیں گے اولاد کی وجہ سے بھی، اور بیٹے کے اولاد کی وجہ سے بھی، اگر چہ نیچے تک ہو۔ و بالاب والجدّ بالاتفاق اور باپ اور دادا کی وجہ سے بھی ساقط ہو جائیں گا بالاتفاق۔

و امّا للزّوج فحالتان اور باقی خاوند جو ہے، اسکی دو حالتیں ہیں۔ الّنصفُ عند عدم الولدِ و ولدِ الابن وَ اِنۡ سفل شوہر کے لئے نصف ہے جبکہ میت کا کوئی اولاد نہ ہو یا بیٹے کا کوئی اولاد نہ ہو اگر چہ نیچے تک۔ والرُّبُعُ اور شوہر کو چوتھا حصہ ملے گا مع الولد او ولد الابن وان سفل ساتھ اولاد کے۔ یا بیٹے کی اولاد یعنی پوتا وغیرہ ہو اگر چہ نیچے تک ہو۔ یعنی مرنے والی عورت کی اولاد میں سے کوئی زندہ ہو، تو اس صورت میں شوہر کو چوتھا حصّہ ملے گا۔

درس 12- فصل فِي النّساءِ

امّا للزّوجات فحالتان باقی بیویاں جو ہیں اُن کے دو حالتیں ہیں۔ الرُّبع للواحدة فصاعدةً ایک یا زیادہ کے لئے ربع ہے۔ عند عدم الولد جبکہ اولاد نہ ہو۔ و ولد الابن اسی طرح بیٹے کی بھی اولاد نہ ہو، و ان سفل اگر چہ نیچے تک ہو۔ والثمن مع الولد اور آٹھواں حصّہ ملے گا جب مرنے والے کی اولاد ہو۔ او ولد الابن وان سفل یا بیٹے کی اولاد ہو نیچے تک ۔

و امّا لبنات الصّلب فاحوال ثلٰثٌ باقی حقیقی بیٹیاں جو ہیں، اُن کے تین احوال ہیں۔ النّصف للواحدة نصف جو ہے ایک کے لئے ہو گا۔ والثلثان للاثنتين فصاعدة اور دو تہائی مال ہوگا دو کے لئے یا دو سے زیادہ کے لئے، مؤنث کو کسی بھی صورت میں دو تہائی سے زیادہ نہیں مل سکتا بطور ذوی الفروض کے۔ و مع الابن اور بیٹے کے ساتھ للذكر مثل حَظّ الاُنثيين کہ مذکر کے لئے دو مؤنث کے حصّوں کی بقد ہوگا۔ و هو يُعَصِّبُهُنَّ اور بیٹا اِن بیٹیوں کو عصبۃ بنا دے گا۔ اور اسکو عصبت بالغیر کہتے ہیں۔

و بناتُ الابنِ اور بیٹے کی بیٹیاں جو ہیں۔ یعنی پوتیاں، پڑپوتیاں وغیرہ كبنات الصّلب حقیقی بیٹیوں کی طرح ہیں۔ و لهنّ احوال ستٌّ اور انکے چھ احوال ہیں۔

1- نصف، 2، ثلثان، 3- سدس، 4- محجوب بالبنات، 5- عصبة بالغیر، 6- محجوب بالابن

النصف للواحدةِ ایک کے لئے نصف ہے۔ یہ اُس وقت ہوگا جب میت کا بیٹا بیٹی بھی نہ ہو۔ اور اس پوتی کے مقابل کوئی پوتا بھی نہ ہو۔ اگر اس کے ساتھ پوت آیا تو وہ لڑکا اسکو عصبة بنائے گا۔ و الثلثان للاثنتين فصاعدة اور ثلثان ہوگا دو یا زیادہ کے لئے عند عدم بنات الصّلب یہ اُس وقت ہوکا جب حقیقی بیٹیاں نہ ہو و لهن السّدسُ اور پوتیوں کے لئے سدس ہوگا مع الواحد الصُّلبية ایک حقیقی بیٹی کے ساتھ تكملةً للثُّلثَينِ دو تہائی پورا کرنے کے لئے و لا يرثن مع الصّلبِيَّتَينِ اور یہ وارث نہ ہوں گے دو حقیقی بیٹیوں کے ساتھ، اسکو محجوب بالبنات کہتے ہیں۔ الّا مگر ان يكون بحذائهنّ یہ کہ ان کے برابر میں، حذاء: برابر کو کہتے ہیں۔ او اسفل منهن غلام یا اِن سے نیچے کوئی لڑکا ہو۔ برابر سے مراد پوتا، اور نیچے سے مراد پڑ پوت۔ فيعَصِّبُهُنّ تو وہ لڑکا اِن کو عصبة بنا دے گا۔ مثلاً ایک شخص کا انتقال ہوا۔ اسکے دو بیٹیاں، ایک پوتا اور ایک پوتی زندہ تھی۔ تو دو بیٹیوں کو ثلثان ملے گا۔ اب اگر پوتا نہ ہوتا تو پوتی نے محروم ہونا تھا۔ لیکن پوتا اس پوتی کو عصبة بنائے گا۔ اور مابقی مال "للذکر مثل حظ الانثیین" کے طریقے سے تقسیم ہوگا۔ نیز یاد رکھے لڑکا اپنے اوپر جو جو محروم ہوئی تھی

اُس کو بھی عصبۃ بنا دے گا اور جو اِس لڑکے کے برابر ہے اُس کو بھی عصبۃ بنا دے گا۔ والباقی اور باقی مال جو بچا بینھم اُن کے درمیان للذکر مثل حظّ الانثیین للذکر مثل حظ الانثیین کے طریقے پر تقسیم ہوگا۔ و یَسۡقُطۡنَ بالابن اور پوتیاں ساقط ہو جاتی ہے بیٹے کی وجہ سے، اسکو محجوب بالابن کہتے ہے۔

درس 13۔ مسئلہ تشبیب۔

و لو ترک اور اگر چھوڑی میّت نے ثلٰث بنَاتِ ابنٍ تین بنات ابن، ابن کا ہمزہ وصلی۔ بنات ابن کا اطلاق پوتی، پڑپوتی سب پر ہوتا ہے۔ بعضھن اسفلُ من بعضٍ اور اُن میں سے بعض بعض کے نیچے ہیں۔ یعنی ایک پوتی، دوسری پڑپوتی اور تیسری لکڑ پوتی۔ و ثلٰث بنات ابنِ ابنٍ اٰخَرَ اور تین بیٹے کے بیٹے کی بیٹیاں دوسرے بیٹے سے، یعنی اس میت کا دوسرا بیٹا تھا۔ پھر اُس کا ایک بیٹا تھا یعنی میت کا پوتا۔ اور پھر اس پوتے کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی یعنی میّت کا پڑپوتا اور پڑپوتی۔ پھر اس پڑپوتے کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔ یو میت کا لکڑ پوتا اور لکڑ پوتی ہے۔ پھر اس لکڑ پوتے کی ایک بیٹی ہے جو میت کی سکڑ پوتی ہے۔ بعضُھنَّ اسۡفلُ من بعضٍ اُن میں سے بعض بعض کے نیچے ہیں۔

و ثلٰث بنات ابن ابن ابن اٰخر اور تین بیٹے کے بیٹے کی بیٹیاں چھوڑی۔ یعنی تین لکڑ پوتیاں بعضُھنّ اسفل من بعضٍ اِن میں سے بعض بعض کے نیچے ہیں۔ بھٰذہ الصورۃ اس نقشے کے اندر

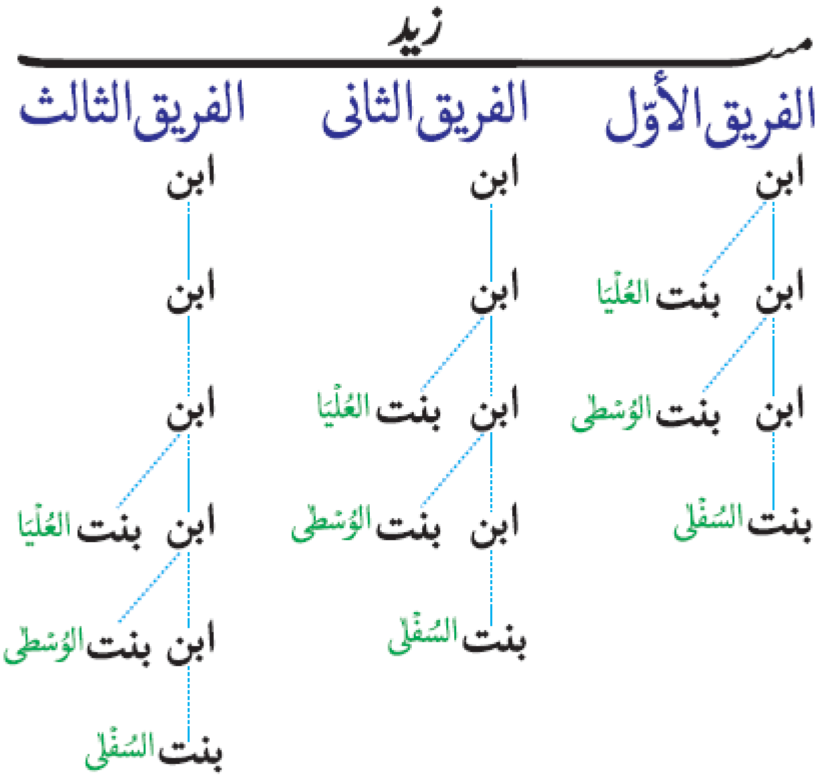

یہ ابنٌ جو الفریق الاول کے نیچے لکھا ہے۔ یہ خود الفریق الاول ہے اور زید کا بیٹا ہے۔ اس الفریق الاول کا ایک بیٹا ہے اور ایک بیٹی ہے۔ اسی طرح الفریق الثانی کے نیچے جو ابن لکھا ہے یہ خود الفریق الثانی ہے اور زید کا بیٹا ہے۔ اسی طرح الفریق الثالث کے نیچے جو ابن لکھا ہے یہ خود الفریق الثالث ہے اور زید کا بیٹا ہے۔ نیز اس نقشے میں مذکر کوئی زندہ نہیں۔ اور بیٹی کوئی نہیں۔ تو پوتی کو میراث ملے گا۔
العُلیا من الفریق الاوّل عُلیا جو ہے فریق اوّل میں سے لا یُوازیھا احدٌ کوئی ایک بھی اسکے برابر نہیں والوُسطیٰ من الفریق الاوّل اور وسطیٰ فریق اوّل میں سے توازیھا العُلیا من الفریق الثانی اُسکے برابر میں فریق ثانی کی علیا ہے۔ والسفلیٰ من الفریق الاوّل اور سُفلیٰ فریق اوّل میں سے توازیھا الوُسطیٰ من الفریق الثانی اسکے برابر میں وسطیٰ ہے فریق ثانی میں سے والعُلیا من الفریق الثالث اور علیا ہے فریق ثالث میں سے والسُّفلیٰ من الفریق الثانی اور جو سُفلیٰ ہے فریق ثانی میں سے توازیھا الوسطیٰ من الفریق الثالث اُسکے برابر میں ہے وسطیٰ فریق ثالث میں سے والسُّفلیٰ من الفریق الثالث اور جو سُفلیٰ ہے فریق ثالث میں سے لا یوازیھا احدٌ اُسکے برابر میں کوئی نہیں۔ اذا عرفت ھٰذا جب تم یہ جان چکے فنقولُ ہم کہتے ہیں العُلیا من الفریق الاول النصفُ جو علیا ہے فریق اوّل میں سے اُس کے لئے نصف ہے۔ کیونکہ یہ حقیقی بیٹی کی قائم مقام ہوئی۔ چونکہ بیٹیوں کو ثلثان

دینا ہے۔ اور نصف فریق اوّل کے علیا کو ملا، جب ثلثان سے نصف منفی کرے تو باقی سدس رہ جائے گا۔ اب باقی سدس رہ گیا۔

و للفسطیٰ من الفریق الاوّل اور جو وسطیٰ ہے فریق اول میں سے مع من یوازیھا ساتھ اُس کو جو اُس کے برابر میں ہے، یعنی فریق ثانی کی علیا السدس اِن دونوں کے لئے سُدُس ہے۔ تکملۃ للثلثین دو ثلث کو پورا کرنے کے لئے و لا شئ للسفلیات اور نیچے والوں کے لئے کچھ بھی نہیں ہوگا۔ الا ان یکون معھن غلامٌ مگر یہ کہ اُن کے ساتھ کوئی لڑکا آ جائے۔ فیُعَصِّبُھن تو وہ لڑکا اُن کو عصبۃ بنائے گا۔ من کانت بحذائہٖ وہ عورتیں جو اِس لڑکے کے برابر میں ہیں و من کانت فوقۃٌ اور وہ عورتیں جو اس لڑکے کے اوپر ہیں ممّن لم تکن ذاتَ سہمٍ اُن عورتوں میں سے جو حصے والیاں نہیں ہیں و یسقط من دونہ اور اسکے علاوہ کو ساقط کر دے گا۔

درس 14۔

و امّا للاخوات لاب و ام اور باقی جو حقیقی بہنیں ہیں فاحوال خمسٌ اُن کے پانچ احوال ہیں۔ النّصفُ للواحدۃٍ نصف ایک کے لئے والثلثان للاثنتین فصاعدۃ اور ثلثان ہوگا دونوں کے لئے یا زیادہ کے لئے و مع الاخ لاب و اُمٍّ اور حقیقی بھائی کے ساتھ للذکر مثل حظّ الانثیین مذکر کے لئے دو مؤنث کے حصّوں کی بقدر ہوگا یصرن بہٖ عصبۃٌ وہ اِس کے ساتھ عصبۃ بن جائے گی۔ اسکو عصبۃ بالغیر کہتے ہیں۔ لِاِسْتوائھم فی القرابۃ الی المیّت بوجہ اُسکے برابر ہونے میں رشتہ داری میں میت کی طرف، استوائھم کا ہمزہ وصلی ہے۔ و لھن الباقی اور اُن کے لئے باقی کا مال ہوگا۔ مع البنات او بنات الابن میت کی بیٹیاں ہو یا پوتیاں ہو، اسکو عصبۃ مع الغیر کہتے ہیں۔ عصبۃ بالغیر میں غیر اور یہ دونوں عصبۃ بن جاتے ہینع اور عصبۃ مع الغیر میں وہ غیر عصبت نہیں ہوتا، بلکہ یہ خود عصبۃ بنتا ہے۔ لقولہٖ علیہ السّلام "اجعلوا الاخواتِ مع البناتِ عصبۃٌ" آپ ص فرماتے ہیں کہ بناؤ تم بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبۃ۔ یہاں تک چار صورتیں ذکر ہوئی اور پانچواں صورت اخوات لاب میں اکھٹی دونوں کے لئے ذکر کرے گا۔ اور پانچواں صورت یہ ہیں کہ یہ حقیقی بہنیں میت کے بیٹوں، پوتوں یا نیچے تک کی وجہ سے ساقط ہوں گی۔ نیز میت کی اب کی وجہ سے بالاتفاق اور میت کی جدّ کی وجہ سے امام اعظمؒ کے قول کے مطابق یہ ساقط ہو جائیں گی۔

والاخوات لاب کالاخوات لاب و ام علّاتی بہنیں بھی حقیقی بہنوں کی طرح ہیں و لھن احوال سبعٌ اور اُنکے سات احوال ہیں النصف للواحدۃ اکیلی ہو تو نصف ملے گا و الثلثان للاثنتین

فصاعدة اور ثلثان ملے گا جب دو یا دو سے زیادہ ہے عند عدم الاخوات لاب وام جبکہ نہ ہو حقیقی بہنیں و لهن السّدس اور علاتی بہن کے لئے چھٹا حصہ ہوگا، مع الاخت لاب وام جب ایک حقیقی بہن آجائے تکملة للثلثين تا کہ دو ثلث پورے ہو جائے۔ یعنی یہ عصبة مع الغیر ہوا۔ و لا يرثن مع الاختين لاب و ام اور یہ وارث نہیں ہوں گی جب دو حقیقی بہنیں ہوں کے ساتھ۔ اسکو محجوب بالاناث کہتے ہیں۔ الا ان يكون معهن اخ لاب مگر یہ کہ اِن علاتی بہنوں کے ساتھ کوئی علّاتی بھائی آجائے۔ فيعصبهن پھر وہ بھائی اس بہن کو عصبة بنا دے گا۔ والباقي بينهم للذكر مثل حظ الانثيين اور باقی مال انکے درمیان للذکر مثل حظ الاثیین کے طریقے پر تقسیم ہوگا۔ یہ عصبة بالغیر ہے۔ و السادسة اور چھٹی حالت ان يصرن عصبة مع البنات او بنات الابن کہ یہ عصبة بن جائیں گی بیٹیوں کے ساتھ یا پوتیوں کے ساتھ۔ اور یہ عصبة مع الغیر کہلاتا ہے۔ لما ذكرنا اُس وجہ سے ہم نے ذکر کی یعنی وہ حدیث شریف۔ و بنو الاعيانِ والعلاتِ یعنی حقیقی بھائی بہن اور علاتی بھائی بہن، بنون جمع ہے اِبن کا۔ كلُّهم يسقطون بالابنِ وابنِ الابنِ و ان سفل سب کے سب ساقط ہو جائیں گے بیٹے کیوجہ سے، یا ابنُ الابن کی وجہ سے اگر چہ نیچے تک ہو۔ و بالاب بالاتفاق اور باپ کی وجہ سے بھی بالاتفاق ساقط ہو جائیں گی۔ و بالجدِّ عند ابی حنيفة رح اور اما اعظم رح کے نزدیک دادا کی وجہ سے بھی یہ سب ساقط ہو جائیں گی۔ و يسقُطُ بنو العلات ايضا بالاخ لاب و ام اور اسی طرح حقیقی بھائی کی وجہ سے علاتی بھائی بہن ساقط ہو جائیں گی۔ یہ صورت محجوب بالذکور کہلاتا ہے۔ و بالاخت لاب و ام اور اسی طرح یہ ساقط ہو جائیں گے حقیقی بہن کی وجہ سے بھی اذا صارت عصبة جب وہ عصبة بن جائے - یعنی محجوب بالاناث۔

درس 15-

وَ امّا للام فاحوال ثلاثٌ: اور باقی ماں جو ہے اُس کے تین احوال ہیں۔ نمبر1۔ ثلث کل۔ یعنی جب تجہیز و تکفین، ادائے دَین اور وصیت کے نفاض کے بعد جتنا ماۂ بچ جائے، اُس کا ثُلث۔

نمبر 2۔ ثلث ما بقی بعدَ فرضِ احدِ الزوجینِ، یعنی میاں بیوی میں سے کسی ایک کا حصہ نکال کر باقی مال کا ثلث میت کے ماں کو ملے گا۔ نمبر 3۔ سدس۔

السدس اور ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ مع الولد میت کے اولاد کے ساتھ او ولدِ الابنِ یا بیٹے کی اولاد کے ساتھ وَ اِنْ سَفَلَ اگر چہ نیچے تک ہو او مع الاثنین اور جب دو ہوں من الاخوۃ والاخوات بھائی بہنوں میں سے فصاعدًا یا زیادہ من ای جھۃ کانا جس جہت سے بھی وہ دو ہوں۔ و ثلث الکلّ اور کل مال کا ثلث ملے گا عند عدم ھٰؤُلاءِ المذکورینِ اوپر جو مذکور ہوئے اِن کے غیر موجودگی میں۔ و ثُلُث ما بقیَ بعد اور مابقی کا ثلث ملے گا فرض احد الزوجین میاں بیوی میں سے ایک کے حصے کے بعد و ذٰلک فی مَسْئَلَتَیْنِ اور یہ دو صورتوں میں ہوگا۔ زوج و ابوین خاوند اور ماں باپ، یہاں پر ہم ماں کے احوال پڑھ رہیں ہیں۔ تو پہلا صورت یہ ہوگا کہ عورت نے وفات پائی اور اُسکا خاوند اور باپ زندہ ہو۔ و زوجۃ و ابوین بیوی اور ماں باپ، تو دوسرا صورت یہ ہوگا کہ مرد نے وفات پایا اور اُسکی بیوی اور باپ زندہ ہو۔ اور اِن دونوں صورتوں میں چونکہ میت کی اولاد نہیں۔ تو بیوی یا خاوند کا حصہ نکالنے کے بعد ما بقی کا ثلث ماں کو ملے گا اور باپ عصبۃ بن جائے گا۔

مسئلہ 1۔ زوج و ابوین (زوج یا زوجۃ میں سے کوئی زندہ ہو تو سب سے پہلے وہ لکھیں۔ یہاں زوج کو نصف، ماں کو ثلث ما بقی ملے گا۔ جبکہ باپ عصبۃ بن جائے گا۔

مسئلہ 6

زوج	أمّ	أب
3	1	2

مسئلہ 2۔ زوجۃٌ و ابوین (یہاں زوجۃ کو ربع، ماں کو ثلث ما بقی اور باپ عصبۃ بن جائے گا۔)

مسئلہ 4

زوجۃ	أمّ	أب
1	1	2

و لو کان مکان الاب جدّ اور اگر باپ کی جگہ دادا ہوا، یعنی جد صحیح فللامّ ثلث جمیع المال تو ماں کے لئے سارے مال کا ثلث ہوگا۔ یعنی ثلث کل۔ الا عند ابی یوسف رح مگر امام ابو یوسف رح کے نزدیک فان لها ثلث الباقی ماں کے لئے ما بقی کا ثلث ہوگا۔ فتویٰ طرفین کے قول پر ہے۔

مسئلہ 1: زوج و جدّ طرفین کے نزدیک: (زوج کے لئے نصف، ام کے لئے ثلث کا یعنی 6 میں سے 2 اور جد عصبة بن جائے گا)۔

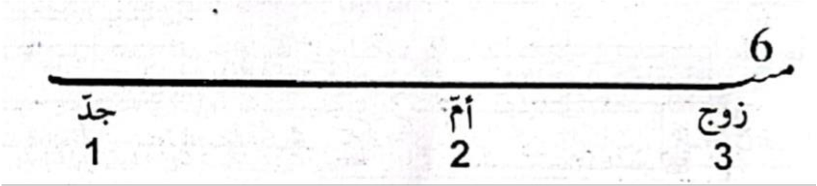

مسئلہ 2۔ زوجة و جدّ طرفین کے نزدیک (زوجة کے لئے ربع، ام کے لئے ثلث کل یعنی 12 میں سے 4 اور جد عصبة بن جائے گا)۔

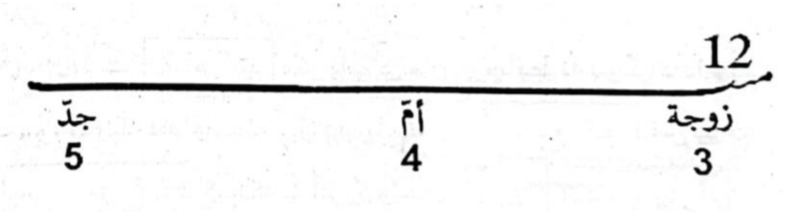

درس 16۔

جده کے احوال:۔ (1) اگر جدّہ دو یا دو سے زیادہ ہو تو برابر درجہ کا ہونا چاہیئے۔ یعنی میت اور جدات کے درمیان ایک جتنی پشتیں ہونی چاہیئے۔ اگر ایک جدّہ میت سے تین پشت پر ہے اور دوسرا چار پشت پر ہے تو تین پشت والی کو میراث ملے گا اور چار پشت والی میراث سے محروم ہوں گی۔ اور اگر ان دونوں کے درمیان ایک جتنا فاصلہ ہے تو پھر سدس ان کے درمیان تقسیم ہوں گی۔

(2) ایک ماں کے والد کا واسطہ آنے سے جدّ یا جدّہ فاسد ہو جاتا ہے۔

(3) واسطہ کے ہوتے ہوئے ذوالواسطہ محروم ہوتا ہے۔ یعنی بیٹے کے ساتھ پوتا آجائے تو پوتا میراث سے محروم ہوں گا۔ اسی طرح باپ اور دادا دونوں زندہ ہو تو دادا محروم رہے گا۔ لیکن اخیافی بھائی بہن اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے۔ اگر چہ اس سے واسطہ ماں کی وجہ سے ہے۔ لیکن ماں کے ہوتے ہوئے بھی وہ وارث بن جائے گا۔

(4) جس طرح واسطہ کی موجودگی خرمان میراث کا سبب ہے، اسی طرح اتحاد سبب بھی حرمان میراث کا باعث بنتا ہے۔ یعنی سبب متحد ہو۔ مثلاً ایک شخص کا انتقال ہوا اور اسکی ماں اور دادی

زندہ ہے۔ اور باقی کوئی بھی زندہ نہیں۔ یہاں ماں، دادی کے لئے واسطہ نہیں بنتا۔ لیکن پھر بھی ماں، دادی کو محروم کر دیں گی۔ کیونکہ وارث بننے کا سبب متحد ہیں۔ کیونکہ دونوں وارثہ بنتی ہیں ماں ہونے کی وجہ سے۔ دادی بھی ماں ہے اور یہ بھی ماں ہے۔ تو لہٰذا ماں ہونے کی اعتبار سے دونوں میں اتحاد ہیں۔ اور یہ ماں قریبی ہے اور دادی بعید ہے۔ تو یہ ماں دادی کو محروم کر دیں گی۔ یا مرنے والے کی نانی زندہ ہے اور باپ کی طرف سے پر دادی زندہ ہے۔ تو نانی کی وجہ سے وہ پردادی وراثت سے محروم ہوں گی۔

(5) قریب والی بعید والی کو ساقط کر دیں گی۔ جیسا کہ نانی اور پردادی۔ قریب والی چاہیے خود ہی محروم کیوں نہ ہو بعید والی کو محروم کر دیں گی۔ مثلاً میت کا پرنانی اور باپ زندہ ہے، تو باپ کے ہوتے ہوئے پرنانی کو حصہ ملے گا، کیونکہ پرنانی کو حصہ ماں ہونے کی بنا پر ملتا ہے۔ اگر پرنانی کے ساتھ دادی بھی زندہ ہو۔ تو دادی قریب ہوا اور پرنانی بعید۔ تو دادی کی وجہ سے پرنانی محروم ہوں گی۔ اگر چہ یہاں دادی خود محروم ہے میت کے والد کی وجہ سے۔

جیسے باپ کے ہوتے ہوئے میت کے بھائی بہن محروم ہو جاتے ہیں۔ اگر میت کی دو بھائی بہن زندہ ہو تو ماں کو اس صورت میں ثلث کا یا ثلث ما بقی نہیں ملے گا بلکہ سدس ملے گا۔ یہاں بہن بھائی خود بھی باپ کی وجہ سے محروم تھے لیکن پھر بھی ماں کا حصہ کم کر دیا۔

جو وراث دوسرے کے حصّے کو کم کر دے یا ختم کر دے اسے حاجب کہتے ہیں۔

و للجدّة السُّدُس جدّہ کے لئے چھٹا حصہ ہے۔ لامّ کانت او لابٍ ماں کی طرف سے ہو یا باپ کی طرف سے ہو واحدۃ کانت او اکثر ایک ہو یا ایک سے زیادہ، اگر ایک ہے تو چھٹا حصّہ ملے گا اور اگر ایک سے زیادہ ہے تو آپس میں تقسیم کر دیں گی۔ اذا کنّ ثابتات جبکہ وہ صحیح ہو متحاذیات فی الدّرجة اور درجہ میں برابر ہو، یعنی ایک اوپر والی اور دوسری نیچے والی نہ ہو۔ و یسقطن کلّھن بالامّ اور ساری جدّات ساقط ہو جاتی ہے ماں کی وجہ سے، یہ اتحاد سبب کی وجہ سے ہے والابویاتُ ایضا بالابِ اور جو باپ کی طرف سے ہے وہ باپ کی وجہ سے ساقط ہوں گی۔ یہ سقوط واسطہ کی وجہ سے ہے۔

و کذٰلک بالجد اور اسی طرح دادیاں ساقط ہو جائیں گی دادا کی وجہ سے الّا امّ الاب مگر باپ کی ماں یہ ساقط نہ ہوں گی دادا کی وجہ سے وان علت اگر چہ اوپر ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ دادا فاسط نہیں بن رہا۔ فانھا ترث مع الجدّة اس لئے کہ باپ کی ماں وارثۃ بنے گی دادا کے ساتھ لانھا لیست من قِبَلِه کیونکہ یہ اُس کے واسطے سے نہیں والقربیٰ من ایّ جهة کانت اور قریب والی

جس جہت سے بھی ہو تحجب البعدیٰ روک دے گی دور والی کو من ای جهة كانت جس جہت سے بھی وہ ہو۔ یہ اتحاد سبب کی وجہ سے ہے۔ وارثة كانت القُربٰى او محجوبة یہ قریب والی وارثة ہو یا محجوب ہو۔

درس 17۔ واذا كانتِ الجدةُ ذاتَ قرابةٍ واحدةٍ اور جس وقت جدة ایک ہی قرابت والیہو، یعنی میت کے ساتھ ایک ہی جہت سے رشتہ بن رہا ہے۔ كام ام الاب جیسا کہ باپ کی ماں کی ماں، نیچے نقشے میں ام (6) مراد ہے۔ والاخرىٰ اور دوسری جو ہے ذات قرابتين او اكثر وہ دو یا دو سے زیادہ قرابتوں والی ہے۔ كامّ امّ الامّ جیسا کہ میت کی ماں کی ماں یعنی میت کی پرنانی، نقشہ میں ام(3) مراد ہے۔ وهي ايضًا امّ اب الاب اور یہ میت کے باپ کے باپ کی ماں بھی ہے۔ یعنی باپ کی دادی بھی ہے۔ نقشہ میں ام(3) مراد ہے۔ بهٰذه الصّورةِ جیسا کہ نقشہ میں دیا گیا ہے۔ يُقسَّمُ السّدسُ بينهما عند ابي يوسف رحمه الله تعالىٰ انصافًا تو تقسیم کیا جائے گا اِن دونوں جدّات میں امام ابو یوسفؒ کے نزدیک آدھا آدھا باعتبار الابدانِ بدن کا اعتبار کرتے ہوئے و عند محمد رحمه الله تعالى اثلاثا اور امام محمدؒ کے نزدیک تقسیم ہوگا تین حصوں کے اعتبار سے باعتبار الجهات جہات کا اعتبار کرتے ہوئے۔

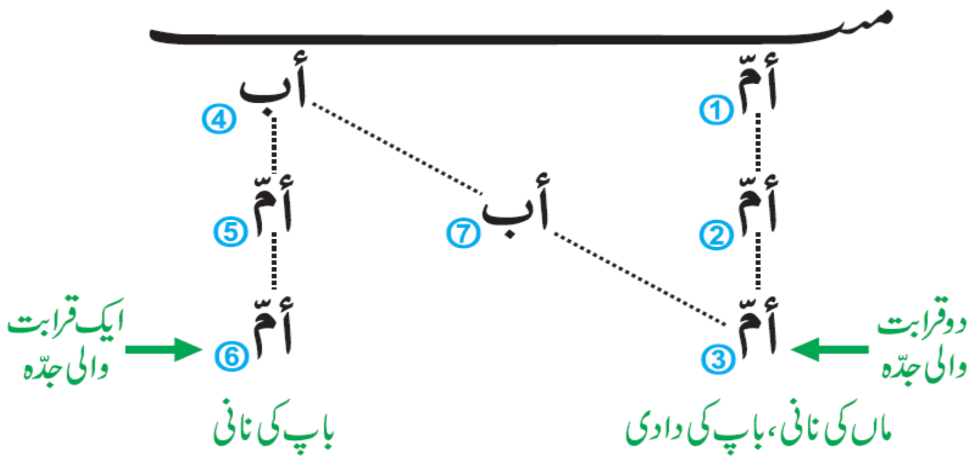

یہ ام (3) میت کی ماں کی نانی یعنی پرنانی بھی ہے اور باپ کی دادی یعنی پردادی بھی ہے۔ تو اِس کا میت کے ساتھ رشتہ دو جہت سے ہے۔ اور ام (6) میت کے باپ کی نانی ہے۔ یعنی صرف ایک جہت سے رشتہ ہے۔ اب اگر یہ دونوں وارثة بنتی ہیں تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ابدان کو دیکھا جائے گا۔ اور چھٹا حصہ اِن دونوں میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔

جبکہ امام محمدؒ کے نزدیک جہات کو دیکھیں گے۔ تو ام (3) کے ساتھ دو جہات کے ساتھ رشتہ ہے۔ اور ام (6) کے ساتھ ایک جہت سے رشتہ ہے۔ تو سدس کے تین حصے کر دیں گے۔ دو حصے ام(3) کو ملے گا اور ایک حصہ ام (6) کو ملے گا۔

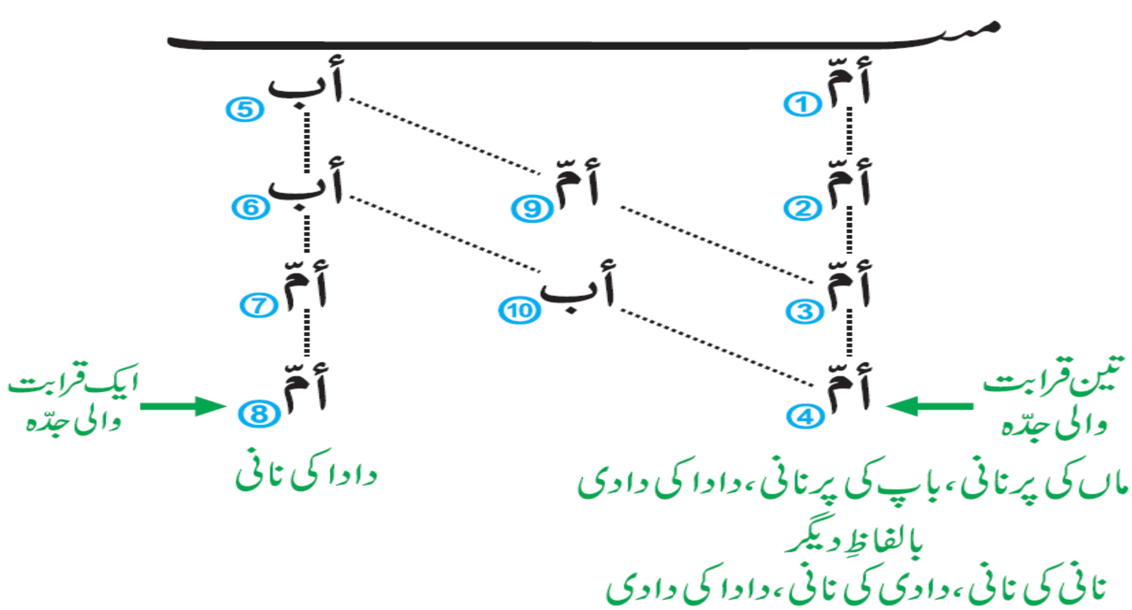

اب ان دونوں میں وراثت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دونوں میں سدس برابر برابر تقسیم کرے۔ جبکہ امام محمدؒ کے نزدیک سدس کو چار حصے کرے۔ تین حصہ ام (4) کو ملے ۔ جسکا میت کے ساتھ تین جہتوں سے رشتہ ہے۔ اور ایک حصہ ام(8) کو ملے جس کا میت کے ساتھ ایک جہت سے رشتہ ہے۔

درس 18-باب العصبات

العصباتُ النسبیّة ثلٰثة نسبی عصبات تین ہیں عصبة بنفسہٖ و عصبة بغیرہٖ و عصبة مع غیرہٖ ایک عصبة بنفسہٖ ہے ایک عصبة بغیرہٖ ہے اور ایک عصبة مع غیرہٖ ہے۔

امّا العصبة بنفسہٖ عصبة بنفسہٖ جو ہے۔ فکل ذکرٍ ہر وہ مرد ہے لا تدخلُ کہ داخل نہ ہو فی نسبتہ الی المیت اُس کی میت کی طرف نسبت میں اُنثٰی کوئی عورت، یعنی میت کے ساتھ اُس کا رشتہ جُڑنے میں درمیان میں کسی عورت کا واسطہ نہ آئے۔

و ھم اربعةُ اصنافٍ اور یہ چار قسم پر ہے۔ جزءُ المیت ایک میت کا جُز، یعنی میت کی مذکر اولاد، جیسا کہ بیٹا، پوتا، پڑپوتا نیچے تک وأصلُہٗ ای اصلُ المیت، یعنی میت کا والد، والد کا والد اوپر تک، بیٹے کی موجودگی میں والد عصبة نہیں بن سکتا۔ و جزءُ ابیہِ اور میت کے باپ کا جز، یعنی میت کے بھائی، اور بھائیوں کے نیچے جو مذکر اولاد ہے، یعنی بھتیجے اور اُس سے جو نیچے مذکر اولاد ہے۔ تو اِس میں حقیقی بھائی اور اُسکی اولاد بھی داخل ہوئی، اور علّاتی بھائی اور اُسکی اولاد بھی داخل ہوئی۔

و جزءُ جدِّہٖ اور میت کے دادا کا جز، یعنی چچا اور چچا کے نیچے جو مذکر اولاد ہے نیچے تک۔

الاقربُ فالاقربُ قریب والے درجہ بہ درجہ یُرَجَّحُون بقرب الدرجة یہ کہ ترجیح دی جائیں گی درجہ کے قرب کے سبب سے اعنی اولٰھم بالمیراث جزء المیت یعنی کہ اُن میں زیادہ لائق میراث کے، وہ جزءِ میّت ہے۔ ای البنون یعنی کہ بیٹے ثم بنوھم پھر اُن کے بیٹوں کے بیٹے و ان سفلوا اگر چہ نیچے تک ہو۔

ثم اصلُہٗ اگر اِن میں سے کوئی نہیں تو پھر اصل کی طرف ای الابُ یعنی کہ باپ ثم الجدّ ای اب الاب پھر دادا ہے یعنی کہ باپ کا باپ وان علا اگر چہ اوپر تک ہو۔ ثم جزءُ ابیہ پھر تیسرے نمبر پر اُس ک باپ کے جز ہیں۔ ای الاخوة یعنی کہ بھائی ثم بنو ھم و ان سفلوا اور پھر اُن بھائیوں کے جو بیٹے ہیں، یعنی بھتیجے وغیرہ ثم جزءُ جدّہٖ پھر میت کے دادا کا جز ای الاعمامُ یعنی کہ چچا ہیں ثم بنوھم و ان سفلوا پھر اُن چچاؤں کے بیٹے ہیں اگر چہ نیچے تک ہو۔

ثم یرجحون بقوة القرابة پھر یہ ترجیح دی جائیں گی قوت قرابت کے اعتبار سے، یعنی جس کے ساتھ قرابت زیادہ ہوگی وہ ترجیح پائے گا دوسرے پر، اعنی بہٖ مراد اِس کے ذریعے یہ ہے کہ اَنَّ ذا القرابتین اَوْلٰی کہ دو قرابتوں والا اولیٰ ہوگا من ذی قرابةٍ واحدةٍ ایک قرابت والے سے، جیسا کہ حقیقی بھائیوں کے ساتھ قرابت دو واسطوں سے ہیں اور علاتی بھائیوں کے ساتھ قرابت ایک واسطہ سے

ہے۔ تو حقیقی بھائی کی موجودگی میں علاتی بھائی محروم رہے گا۔ ذکرا کان او اُنثیٰ مذکر ہو یا وہ مؤنث، یہاں اُنثیٰ کا ذکر بطور عصبۃ نہیں کیا۔ بلکہ ضابطہ کے طور پر کیا۔ کہ اگر ایک عورت دو جہتوں سے قرابت ہے اور دوسری عورت کا ایک جہت سے قرابت ہے۔ تو یہ دو قرابتوں والی اولیٰ ہے۔ لقولہٖ علیہ السّلام حضورؐ کے اس قول کی وجہ سے اِنَّ اعیانَ بنی الام یتوارثون دون بنی العلات بے شک ماں کے بیٹوں میں سے جو عینی ہیں، وہ وارث ہوں گے نہ کہ علّاتی بھائی، اعیان جمع ہے عین کی، اور عین کہتے ہیں عمدۃ اور اعلیٰ شے کو۔ تو بنی الام میں اخیافی بھائی اور حقیقی بھائی دونوں اس میں داخل ہوئے۔ اور اس میں حقیقی بھائی عمدۃ اور اعلیٰ ہیں۔ تو اعیان بنی الام سے مراد حقیقی بھائی ہے۔ کالاخ لاب و ام او الاخت لاب و امّ جیسے کہ حقیقی بھائی اور حقیقی بہن اذا صارت عصبۃ من البنت جب یہ حقیقی بہن عصبۃ بن جائے بیٹی کی وجہ سے اولیٰ تو یہ اولیٰ ہے۔ من الاخ لاب علاتی بھائی سے والاخت لاب اور وہ حقیقی بہن جب بیٹی کی وجہ سے عصبۃ بنے تو یہ اولیٰ ہے علاتی بہن سے و ابن الاخ لاب و ام اولیٰ من ابن الاخ لاب اور حقیقی بھتیجے اولیٰ ہے علاتی بھتیجوں سے۔ و کذٰلک الحکم فی اعمام المیت اور اسی طرح حکم ہے میت کے چچوں میں بھی ثم فی اعمام أبیہ پھر میت کے باپ کے چچوں میں ثم فی اعمام جدّہٖ اور پھر میت کے دادا کے چچوں میں

وَ امّا العصبۃ بغیرہٖ فاربع من النّسوۃ اور باقی عصبۃ بغیرہٖ جو ہے وہ چار ہیں عورتوں میں سے و ھنّ اللّاتی اور یہ وہ عورتیں ہیں فرضُھُنَّ کہ اسکا حصہ جو تھا النصفُ والثلثان نصف اور ثلثان تھا۔ اور وہ چار یہ ہیں۔ بیٹی، پوتی، حقیقی بہن اور علّاتی بہن۔ اور یہ سب کے سب ذوی الفروض میں سے ہیں۔ یصرن عصبۃ یہ عصبۃ بن جائے گی باخوتھن اپنے بھائیوں کی وجہ سے کما ذکرنا فی حالاتھن جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اُن کے حالات میں، اگر اُن کے ساتھ اُن کا بھائی آیا تو یہ ذوی الفروض میں سے نکل کر عصبۃ میں چلی جائیں گ۔ و من لا فرض لھا اور وہ جس کے لئے کوئی حصہ نہ ہو من الاناث عورتوں میں سے واخُوھا عصبۃٌ اور اُسکا بھائی عصبۃ ہو لا تصیر عصبۃ باخیھا تو وہ عورت اپنے بھائی کی وجہ سے عصبۃ نہیں بنے گی۔ بھائی کی وجہ سے صرف وہ عورت عصبۃ بنے گی جو ذوی الفروض میں سے ہو۔ کالعم والعمۃ جیسا کہ چچا اور پھوپی المال کلہ للعم دون العمۃ تو مال جو ہے وہ سارے کا سارا چچا ہو گا نہ کہ پھوپھی کے لئے۔

و اما العصبة مع غیرہ باقی جو عصبة مع غیرہ ہے فکل اُنثیٰ ہر وہ عورت ہے تصیر عصبة مع انثیٰ اخریٰ کہ وہ عصبة بن جائے دوسری مؤنث کے ساتھ کالاخت مع البنت جیسا کہ بہن ہے بیٹی کے ساتھ لما ذکرنا اُس وجہ سے جو ہم نے ذکر کی یعنی وہ حدیث شریف۔

درجہ اوّل کے عصبات: 1۔ میّت کا بیٹا، 2۔ پوتا، 3۔ پڑپوتا، 4۔ لکڑ پوتا، 5۔ سکڑ پوتا نیچے تک۔ یہاں اگر اِن کے ساتھ اُنکی بہن آجائے تو وہ عصبة بن جائے گی۔

درجہ دوم کے عصبات: 6۔ میت کا باپ، 7۔ دادا، 8۔ پر دادا، 9۔ لکڑ دادا، 10۔ سکڑ دادا اوپر تک۔ یہاں اگر بہن آجائے تو وہ عصبة نہیں بن سکتی۔ کیونکہ یہ عورتیں ذوی الفروض میں سے نہیں۔

درجہ سوم کے عصبات۔ 11۔ حقیقی بھائی، 12۔ علاتی بھائی، حقیقی بھائي اور علاتی بھائی کے ساتھ اگر بہن آجائے تو وہ عصبة بن جائے گی۔ 13۔ حقیقی بھائی کا بیٹا، 14۔ علاتی بھائی کا بیٹا، 15۔ حقیقی بھائی کا پوتا، 16۔ علاتی بھائی کا پوتا، 17۔ حقیقی بھائی کا پڑ پوتا، 18۔ علاتی بھائی کا پڑ پوتا، اسی ترتیب سے نیچے تک۔

درجہ چہارم کے عصبات: 19۔ حقیقی چچا، 20۔ علاتی چچا، 21۔ حقیقی چچا کا بیٹا، 22۔ علاتی چچا کا بیٹا، 23۔ حقیقی چچا پوتا، 24۔ علاتی چچا کا پوتا، 25۔ حقیقی چچا کا پڑپوتا، 26۔ علاتی چچا کا پڑپوتا، اسی ترتیب سے نیچے تک۔ 27۔ میت کے باپ کا حقیقی چچا، 28۔ میت کے باپ کا علاتی چچا، 29۔ میت کے باپ کے حقیقی چچا کا بیٹا، 30۔ میت کے باپ کے علاتی چچا کا بیٹا۔ 31۔ میت کے باپ کے حقیقی چچا کا پوتا، 32۔ میت کے باپ کے علاتی چچا کا پوتا، اسی ترتیب سے نیچے تک۔ 13 سے لے کر 31 تک اگر یہاں بہن آئی تو وہ عصبة نہیں بنے گی۔ بلکہ ذوی الارحام میں شامل ہوگی۔

درس 19۔

و اٰخرُ العصباتِ اور آخری عصبات جو ہیں مولَی العِتاقةِ وہ مولیٰ عتاقہ ہے۔ یعنی مُعْتِقِ میّت۔ میت کو آزاد کرنے والے۔ وہ شخص جس نے مرنے والے کو آزاد کیا تھا۔ وراثت سب سے پہلے ذوی الفروض کو ملتا ہے۔ پھر عصبة نسبی کو اور پھر عصبة سببی کو۔ اور اگر مولی العتاقة زندہ نہ ہو تو پھر مال اِس مولی العتاقة کے عصبات کو ملے گا۔ اور اِس کے عصبات میں سب سے پہلی ترجیح نسبی عصبات کو ہوں گی۔ اور اگر اُن میں کوئی نہ ہو تو پھر سببی عصبات کو۔ ثم عصبَتُهُ پھر اُس کے جو عصبة ہے۔ علی الترتیب الذی ذکرنا اُسی ترتیب سے جو ہم نے ذکر کی۔ لقولہ علیه السّلام حضورؐ کے اس قول کی وجہ سے الوَلَاءُ لُحْمَةٌ ولاء جو ہے وہ رشتہ داری ہے، کلُحمةِ النسب

جیسے کہ نسب کی رشتہ داری ہے۔ " لحمة: رشتہ داری، تعلق، جس طرح باپ اپنے اولاد کو وجود دینے میں سبب ہے، اسی طرح وہ شخص جو اِس غلام کو آزاد کر دے تو وہ بھی اِس غلام کے لئے زندگی کا سبب ہے۔ ولاء: اپنے آزاد کردہ غلام سے جو مال بطور میراث حاصل ہو اُسے وَلاء کہتے ہے۔

و لا شئَ اور کوئی چیز نہیں ہوگی للاناثِ عورتوں کے لئے من ورثة المعتِق معتِق کے وارثوں میں سے، لقوله عليه السّلام آپ ص کے اِس قول کی وجہ سے لیس للنساء من الولاءِ عورتوں کے لئے وَلاء نہیں ہیں۔

عورت آٹھ صورتوں میں ولاء لے سکتی ہے۔ آگے ان آٹھ صورتوں کا ذکر ہے۔ ہر ایک کے اوپر میں نمبر لگاتا ہوں۔ پہلی صورت: اِلّا ما اَعْتَقْنَ [1] مگر وہ جس کو اُس نے آزاد کیا ہے۔ ای الّا وَلاءَ اعتقن، مگر اُس غلام یا باندی کی وَلاء جس کو اِنہوں نے آزاد کیا۔ "ما" سے مراد غلام یا باندی ہے۔ اور "ما" غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے، اور مَنْ ذوی العقول کے لئے آتا ہے۔ تو غلام بھی غیر ذوی العقول کی طرح ہے۔ اس لئے آپ ص نے لفظ بھی غیر ذوی العقول والا استعمال کیا۔ وَلاء مضاف یہاں محذوف ہے۔ "ما اَعتقن": وہ غلام جسے انہوں نے آزاد کیا۔ اعتقن کے سات ھا ضمیر عائد کا یہاں محذوف ہے۔ "ما" چونکہ اسم موصول ہے۔ اور اسکے آگے صلہ میں ایک ضمیر ہوتا ہے، جو اِس کی طرف لوٹتا ہے۔ اور جب عائد مفعول واقع ہو رہا ہو، تو مفعول چونکہ فَضلة یعنی زائد چیز ہوتا ہے، تو اس لئے اِس کو حذف کرنا جائز ہے۔ تو یہاں اصل میں "الّا ولاءَ ما اعتقتهُ" ہے۔ یعنی عورت نے خود کسی غلام کو آزاد کیا تھا۔ عورت کو صرف آٹھ صورتوں میں ولاء مل سکتی ہیں۔

دوسری صورت: اَوْ اَعْتَقَ یا آزاد کیا مَنْ اُس شخص نے، یہ مَنْ فاعل ہے اَعتق کے لئے۔ اب چونکہ یہ شخص آزاد ہو چکا ہے، اِس لئے آپ ص نے "مَنْ" کے ساتھ ذکر فرمایا۔ مثلاً ایک عورت نے کسی غلام کو آزاد کیا۔ اِس غلام کی وَلاء اُس عورت کے لئے ہے۔ اور پھر آزاد کردہ نے کسی غلام کو آزاد کر دیا۔ تو اب اگر یہ غلام مر جائے تو اسکی ولاء اُس پہلے غلام کو ملے گی جس کو اُس عورت نے آزاد کیا تھا۔ لیکن اگر اُس مُعْتَقْ کا انتقال ہو چکا ہے تو اب وَلاء اُس عورت کو ملے گی۔ لیکن ترتیب وہی ہوگا جو ہم نے پڑھا ہے۔ اَعْتَقْنَ [2] جس کو اُنہوں نے آزاد کیا تھا۔

تیسری اور چوتھی صورت: او کاتبنَ [3] یا وہ جس کو اُن عورتوں نے مُکاتَب بنایا تھا۔ او کاتبَ مَنْ کاتَبْنَ [4] یا مُکاتب بنالیا، جس کو اُن عورتوں نے مُکاتب بنایا تھا۔ یعنی کسی عورت نے کسی غلام کو مُکاتَب بنایا۔ پھر وہ مکاتب آزاد ہوا اور آگے کسی اور غلام کو مُکاتب بنایا۔ اب اِس مکاتب کا انتقال ہو جائے تو مال اُسی صورت میں تقسیم ہوگا۔ یعنی پہلے اِس دوسرے مکاتب کے ذوی الفروض کو۔ اسکے بعد

عصبۃ نسبی اور پھر عصبۃ سببی میں۔ تو اِس دوسرے مکاتب کا عصبۃ سببی وہ پہلا مکاتب ہے۔ اگر پہلے مکاتب کا بھی انتقال ہو جائے تو پھر مال اُس عورت کو مل سکتی ہے۔

پانچواں صورت۔ او دَبَّرَنَ [5] یا جیسے اُن عورتوں نے مُدَبَّر بنایا ہو، جب عورت کا انتقال ہو جائے تو یہ غلام آزاد ہو جائے گا۔ اب اگر اس غلام کا انتقال ہو جائے تو اِسکی وَلاء اس عورت کو ملے گی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ عورت تو مر چکی ہے۔ تو اس صورت میں مال کسے ملے گا۔ تو اسکی صورت یہ ہے کہ فرض کرے عورت مرتدہ ہوئی۔ اور مرتدہ عورت جب تک توبہ نہ کرے اُس وقت تک قید میں رہے گی۔ تو قید والی صورت میں بھی غلام آزاد نہیں ہو سکتا۔ پس یہ عورت مرتدہ ہو کر دارالحبر چلی جائے تو قاضی یہ فیصلہ لکر کر دے گا کہ یہ عورت مرتدہ ہوئی اور دارالحرب چلی گئی۔ تو قاضی کا یہ فیصلہ گویا کہ اِس عورت کے لئے موت ہے۔ تو اب اسکی وراثت تقسیم ہوگی اور یہ مدبر آزاد ہوگا۔ اور پھر اس عورت کو اللہ نے توفیق دے دی، مسلمان ہو گئی اور دارالاسلام میں آئی۔ اور مدبر اسی طرح آزاد ہے۔ اور مدبر کے انتقال کی صورت میں یہ عورت اُس کی وَلاء کی مستحق ہے۔ او دبَّرَ اور یا مدبّر بنایا من دبّرن [6] وہ جس کو اُن عورتوں نے مدبّر بنایا تھا۔ او جرَّ ولاءً یا کھینچ لیا وَلاء کو، ولاءً یہ مفعول ہے جرّ کے لئے۔ مُعْتَقُهُنَّ [7] اُن عورتوں کے آزاد کردہ نے، یہ فاعل ہے جرّ کے لئے، مثلاً ایک عورت نے اپنے غلام کو کسی کے باندی کے ساتھ نکاح کی اجازت دی۔ اور نکاح کے بعد اُس باندی کو اُس کے آقا نے آزاد کیا۔ یا پہلے سے آزاد تھی اور غلام نے اُس کے ساتھ نکاح کیا۔ اب غلام کی عقد میں ایک آزاد عورت ہے اور انکا ایک بیٹا پیدا ہوا۔ اور بچہ آزادی اور غلامی میں ماں کے تابع ہوتا ہے۔ تو یہ بچہ آزاد ہوا۔ اب یہ بچہ بڑا ہو کر مالدار ہوا، اور پھر اُس کا انتقال ہو گیا۔ اور ماں کا بھی پہلے انتقال ہو چکا ہے۔ تو باپ چونکہ غلام ہے اور وہ اِرث سے مانع ہے۔ تو اس صورت میں وَلاء اُس شخص کو ملے گا جس نے اِس کے ماں کو آزاد کیا تھا۔ لیکن اگر بچے کی وفات سے پہلے وہ عورت اپنے اس غلام جو کہ بچے کا والد ہے آزاد کر دے۔ تو یہ غلام شخص بچے کی ولاء اُس مُعْتَق سے کھینچ کر اپنی مُعْتِقَه کے پاس لائے گا۔

آٹھواں صورت: او معتَقُ معتَقِهِنَّ [8] یا اُس کے آزاد کردہ کے آزاد کردہ نے ولاء کو کھینچ لیا۔ مثلا ایک عورت نے کسی غلام کو آزاد کیا۔ پھر اس غلام نے آگے کسی غلام کو خریدا، اور پھر اُس غلام نے اپنے غلام کو کسی باندی کے ساتھ نکاح کی اجازت دے دی۔ باقی وہی صورت جو اوپر ذکر کیا گیا۔ پھر بچے کی انتقال کی صورت میں ولاء اُس باندی جو کہ آزاد ہوئی تھی اس کے مالک کو ملنا تھا۔ لیکن بچے کے انتقال سے پہلے اُس پہلے غلام نے اپنے اِس غلام کو آزاد کیا تھا۔ تو یہ دوسرا غلام ولاء کو اُس باندی

کے آزاد کرنے والے سے کھینچ کر اپنے مالک یعنی غلام اوّل کو دے گا۔ اور جب یہ غلام اوّل کے مرنے کی صورت میں ولاء اُس عورت کو مل سکتی ہے لیکن وہی ترتیب ہوگا۔

تو یہ کل آٹھ صورتیں ہوئی جس میں عورت ولاء بن سکتی ہیں۔ ہر ایک کے اوپر میں نے نمبر لگا دئیے ہیں۔

درس 20۔

ایک آدمی نے کسی غلام کو آزاد کیا۔ پھر وہ آدمی مر گیا۔ لیکن اُس کا والد اور بیٹا زندہ ہے۔ پھر اِس غلام نے خوب مال کمایا اور یہ غلام بھی وفات پا گیا۔ اب اِس کا کوئی رشتہ دار نہیں۔ تو مال معتِق کو جائے گا۔ اور معتِق کا پہلے سے وفات ہو چکا ہے۔ تو مال معتِق کے نسبی عصبات کی طرف جائے گا۔ جس میں معتِق کا بیٹا اور والد دونوں زندہ ہیں۔ طرفینؒ کے نزدیک بیٹا ولاء کا مستحق ہے۔ جبکہ امام یوسفؒ کے نزدیک باپ کو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی پانچ حصے بیٹے کو ملے گی۔ پس امام ابو یوسفؒ نے اثر مِلک کو حقیقتِ ملک کے درجے میں اُتار دیا۔ اور طرفین کے نزدیک یہ مال مُعتِق کا حقیقت مِلک نہیں تھا۔ بلکہ اثر ملک تھا۔ اور اِس صورت میں عصبات میں جو قریبی ہیں وہ سارے مال کو لے جائے گا۔ اگر آزاد کرنے والا کا باپ اور بیٹا زندہ ہیں تو بالاتفاق بیٹا حقدار ہوگا۔

و لو ترک ابا الْمُعْتِقِ اور اگر چھوڑا کسی شخص نے آزاد کرنے والے کے باپ کو وابنَهُ اور آزاد کرنے والے کے بیٹے کو عند ابی یوسف امام ابویوسفؒ کے نزدیک سدسُ الولاء للأب وَلاء کا چھٹا حصہ جوہ ہوگا وہ باپ کے لئے ہوگا۔ و الباقی للابن اور باقی اس کے بیٹے کے لئے ہوگا۔ و عند ابی حنیفة و محمد رحمهما الله تعالیٰ الولاء کله للابن اور طرفینؒ کے نزدیک ولاء ساری کا ساری بیٹے کے لئے ہوگی۔ و لا شیءُ للاب اور باپ کے لئے کچھ نہیں ہوگا۔

و لو ترک ابن المعتِق و جدّه اور اگر چھوڑا اُس غلام نے آزاد کرنے والے کے بیٹے کو اور دادا کو فالولاء کلهُ للابن بالاتفاق پھر ولاء جو ہے وہ ساری کی ساری بیٹے کے لئے ہوگی بالاتفاق۔

و مَن مَلَکَ جو شخص مالک ہوا۔ ذا رحمٍ مَحْرِمٍ منه ایسے قریبی رشتہ دار کا جو مَحْرَمْ بھی ہو اسکا، مَحْرَمْ وہ رشتہ دار جس کے ساتھ شادی کو ہمیشہ کے لئے شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔ رحم: رِحم اور رَحْم دونوں پڑھ سکتے ہیں۔ اس میں دو شرائط ذکر کی گئی ہیں۔ پہلا وہ قریبی رشتہ دار ہو، دوسرا وہ مَحرِم بھی ہے۔ جیسا کہ بہن، بھائی، پھوپی، وغیرہ۔ تو اِس سے چچا کی بیٹی وغیرہ خارج ہوئی۔ کیونکہ وہ قریبی رشتہ دار تو ہے لیکن محرم نہیں۔ نیز رضاعی ماں بھی نکل گئی کیونکہ وہ محرم تو ہے

لیکن ہو سکتا ہے کہ قریبی رشتہ دار نہ ہو۔ مثلاً کسی شخ نے اپنے والد کو خریدا جو کسی وجہ سے غلام بن گیا تھا۔ تو جس وقت ایجاب و قبول ہو گیا اُسی لمحے وہ فوراً آزاد ہو جائے گا۔

یہ مُحَرِمٍ صفت ہے ذا رحمٍ کی۔ اور ذا رحم منصوب ہے۔ مَحْرِمٍ کی جگہ مُحرِمًا منصوب پڑھنا چاہئے تھا۔ لیکن اس کو رَحِمٍ کی وجہ سے مجرور پڑھا گیا۔ اس کو جرّ جوار کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کے ماقبل والے لفظ پر جرّ آیا تھا، تو اُسی کے مُوافق یہ بھی پڑھ لی گئ۔

عَتَقَ علیہ وہ اُس پر آزاد ہو جائیں گا۔ و یکون وَلاؤہُ لہُ بقدْرِ الْمِلک اور ولاء اُسی کے لئے ہوگی ملکیت کے بقدر۔ کثلْثٍ بناتٍ جیسے کہ تین بیٹیاں ہیں۔ للکبریٰ ثلْثون دینارًا بڑی کی تیس دینار ہیں۔ و للصغریٰ عشرون دینارًا اور چھوٹی کے پاس بیس دینار ہیں۔ فاشترتا ابا ھما بالخمسین پس اِن دونوں نے خریدا اپنے والد کو پچاس دینار کے بدلے ثم ماتَ الابُ پھر والد کا انتقال ہوا و ترک شیئا اور اُس نے کوئی مال وغیرہ چھوڑا۔

درس 21۔ فالثلثانِ بینھن تو دو ثلث ان تینوں بہنوں کے درمیان اَثْلَاثًا تین حصے ہو کر تقسیم ہوں گے۔ بالفرض فرض کی وجہ سے، اور ذوی الفروض میں سے باقی کوئی بھی نہیں، اور عصبۃ نسبی میں سے بھی کوئی نہیں تو مال عصبۃ سببی کو ملے گا جو یہ بڑی بہن اور چھوٹی بہن ہے۔ مسئلہ 45 سے حل کرنا ہے۔ والباقی بین مشتریتی الاب اور باقی مال باپ کے خریدنے والے دونوں بہنوں مین تقسیم ہوگا، مشتریتینِ میں نون اضافت کی وجہ سے گر گیا۔ اخماسًا پانچ حصّے ہو کر بالولاء ولاء کی وجہ سے ثلٰثۃ اخماسہٖ للکُبریٰ تین خمس بڑی کو ملے گی۔ وَ خُمسَاہُ للضغریٰ اور دو خُمس چھوٹی بہن کے لئے ہوگا۔ خمسانِ میں نون اضافت کی وجہ سے گر گیا۔ وَ تَصِحُّ مِنْ خمسۃٍ و اربعینَ اور مسئلہ صحیح ہوگا پینتالیس سے۔

باب الحُجُب : روکنا اور منع کرنا۔

باب نصر سے آتا ہے حَجَبَ یَحْجُبُ حَجْبٌ، کسی دوسرے کو روکنا اور علمِ میراث میں حَجْب اُسے کہتے ہین کہ جب ایک شخص دوسرے شخص کی حصے میں کمی کر دے یا اُسے پورے طور پر اُس کے حصے سے محروم کر دے۔

جیسا کہ اولاد کی موجودگی میں شوہر کا حصہ کم ہو جاتا ہے۔ تو اسے حجب نقصان کہتے ہے۔ اور بیٹے کی موجودگی میں پوتا بالکل محرو ہو جاتا ہے تو اسے حجب حرمان کہتے ہے۔ جو شخص رکاوٹ بنے اُسے حاجب کہتے ہے۔ اور جو شخص محروم ہو جائے اُسے مَحْجُوب کہتے ہے۔

پس محجوب کا لفظ اُسی کے لئے بولا جائے گا جو بالکل محروم ہو۔ یعنی اوپر کے مثالوں میں شوہر کے لئے محجوب کا لفظ استعمال نہیں ہوتا اور پوتے کے لئے محجوب کا لفظ استعمال ہوگا۔

محروم اور محجوب میں فرق: محروم وہ ہوتا ہے جس کے اپنے ذات میں کوئی خرابی یا سبب موجود ہو جس کی وجہ سے وہ میراث سے محروم ہوتا ہے۔ جیسا کہ غلامی، قتل مورِث یا اختلاف دِین۔ اور محجوب کے اپنے ذات میں کوئی خرابی نہیں ہوتی۔ بلکہ دوسروں کی وجہ سے وہ میراث سے محروم ہوتا ہے۔ جیسا کہ بیٹے کی موجودگی میں پوتا بالکل محروم ہوتا ہے۔ ہاں کبھی کبھی محروم کا لفظ محجوب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

الحجبُ علی نوعین حجب دو قسم پر ہیں۔ حجب نقصان ایک حجب نقصان ہے۔ و هو حجب عن سهم الیٰ سهم اور وہ محجوب ہونا ہے ایک حصّے سے دوسرے حصّے کی طرف، یعنی زیادہ حصے سے کم حصے کی طرف، جیسا کہ اولاد کے بغیر خاوند کو ملتا تھا نصف، اور اولاد کی موجودگی میں ربع۔ و ذٰلک لخمسة نفر ای لخمسةِ افرادٍ: اور یہ پانچ افراد کے لئے ہوگا، نفر: تین سے لے کر دس تک آدمیوں کی جماعت کو نفر کہتے ہیں۔ لیکن جب اس کے ساتھ عدد آجائے تو پھر یہ فرد کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔ للزوجین و الام و بنت الابن و الاخت لاب و قد مر بیانه میاں بیوی اور ماں اور پوتی اور علاتی بہن ہیں۔ اوری تحقیق اسکا بیان گزر گیا۔

و حجبُ حرمانٍ اور دوسری قسم ہے حجبِ حرمان۔ والورثةُ اور وارث جو ہیں۔ فیه اس حجبِ حرمان میں فریقان وہ دو فریق ہیں۔ یعنی کچھ وہ وارث ہیں کہ اُس کے حصّوں میں کبھی بھی حجبِ حرمان نہیں آئیں گا۔ اور بعض وہ ہے جسکے حصّوں میں حجبِ حرمان کچھ صورتوں میں آئیں گا۔ فریقٌ لا یُحْجَبُونَ بحالٍ ایک وہ فریق ہے جو محجوب نہیں ہوتا کسی بھی حال میں۔ البتَّة قطعی طور پر۔ و هم ستَّةٌ اور وہ چھ افراد ہیں۔ الابنُ والاب والزوج والبنتُ والامّ والزّوجة بیٹا

اور باپ، اور خاوند، اور بیٹی اور ماں اور بیوی۔ آسانی سے یوں کہے کہ ابَوان، یعنی ماں باپ، اِبنانِ یعنی بیٹا بیٹی، اور زوجانِ یعنی میاں بیوی۔ یہاں تغلیب پر عمل کیا۔ بعض اوقات دو افراد ہوتے ہیں۔ ایک ہی کے نام کو غلبہ دے کر دونوں مراد لی جائے۔ جیسا کہ ابوان۔

و فریقٌ یرثون بحالٍ اور ایک فریق وہ ہے، جو وارث ہوتا ہے ایک حال میں و یحجبون بحال اور محجوب ہوتے ہیں دوسرے حال میں و ھٰذا مبنیّ علیٰ اصلین اور اسکی بنیاد دو ضابطوں پر ہیں۔

ایک تو یہ کہ واسطہ کے ہوتے ہوئے ذوالواسطہ محروم ہوتا ہے۔ جیسا کہ بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتا محروم ہو جاتا ہے۔ بیٹا واسطہ ہے اور پوتا ذوالواسطہ یعنی واسطے والا۔ لیکن اِس میں ایک شرط ہے۔ اور وہ شرط یہ ہے کہ واسطہ میں پورے مال کے وارث بننے کی صلاحیت ہو۔ یعنی کوئی ایسی صورت ہو جس میں وہ کل مال کا وارث بن سکتا ہے۔ اگر ایسا کوئی صورت نہیں تو پھر وہ مانع نہیں بن سکتا۔

اور دوسرا الاقربُ فالاقربُ ۔ یعنی قریب والے کے ہوتے ہوئے بعید والا محروم ہوتا ہے۔ جیسا کہ بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتا محروم ہوتا ہے۔ باپ کے ہوتے ہوئے دادا محروم ہوتا ہے۔ ماں کے ہوتے ہوئے نانی محروم ہوتی ہے۔

احدُھما اُس میں ایک ضابطہ یہ کہ کہ ہر وہ شخص ھو اَنّ کلَّ من یدلی الی المیت بشخص ہر وہ وارث جس کی نسبت ہو رہی ہے میت کی طرف کسی دوسرے شخص کے ذریعے، یعنی ذوالواسطہ کی نسبت ہو رہی ہے میت کی طرف واسطہ کے ذریعے۔ ادلیٰ یُدْلِیْ: باب افعال ہے جس کا مطلب ہے منسوب ہونا۔ لا یرثُ وہ وارث نہیں بنتا مع وجودِ ذٰلک الشخصُ اُس شخص کے پائے جاتے ہوئے۔ سوٰی اولادِ اُمٍّ سویٰ اولادِ ام کے، یعنی اخیافی بھائی بہن۔ یہاں ماں واسطہ ہے اور اولاد ام ذوالواسطہ۔ چونکہ ماں کبھی بھی پورے مال کی وارث نہیں بنتی۔ اور یہاں ایک شرط یہ تھا کہ واسطہ میں یہ صلاحیت موجود ہو کہ وہ پورے مال کا وارث بنے۔ اس لئے اولاد ام محروم نہیں ہوگا ماں کی موجودگی میں۔ نیز یہاں سبب بھی متحد نہیں ہے۔ ماں وارث بنتی ہے امیت کی وجہ سے۔ اور بہن بھائی وارث بنتے ہیں اخوت کی وجہ سے۔ فانھم یرثون معھا اور اولاد ام، ماں کے ساتھ وارث بنتے ہیں۔

لانعدام استحقاقھا جمیعَ الترکۃ اِس لئے کہ ماں کا پورے ترکہ کا وارث ہونا معدوم ہے۔

والثانی الاقرب فالاقرب اور دوسرا یہ کہ قریب والے کے ہوتے ہوئے بعید والا محروم ہوگا۔ جیسا کہ بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتا محروم ہوگا۔ کما ذکرنا فی العصباتِ جیسا کہ ہم نے عصبات کے بیان میں ذکر کیا۔ والمحروم لا یحجب عندنا ہمارے نزدیک محروم نہ حجب کا نقصان کر سکتا ہے اور

نہ حجب حرمان کر سکتا ہے۔ جبکہ عبد اللہ ابن مسعودؓ کے مذہب میں محروم حجب نقصان کر سکتا ہے۔ جبکہ حجب حرمان نہیں کر سکتا۔

مثال کے طور پر ایک عورت کا انتقال ہو جائے، اور اُس کا شوہر بھی زندہ ہے، ایک بیٹا بھی زندہ ہے لیکن وہ کسی سبب سے محروم ہے۔ اور دو اخیافی بھائی بہن بھی زندہ ہیں۔ اب ہمارے نزدیک اس عورت کے شوہر کو نصف ملے گا۔ اور دو اخیافی بہن بھائی کو ثلث ملے گا۔ کیونکہ بیٹا کالعدم ہے، یعنی گویا کہ ہے ہی نہیں۔ جبکہ عبد اللہ ابن مسعودؓ کے نزدیک چونکہ محروم حجب نقصان کر سکتا ہے تو اس صورت میں شوہر کو ربع اور دو اخیافی بھائی بہن کو ثلث ملے گا، کیونکہ محروم حجب حرمان نہیں کر سکتا۔

و عند ابن مسعودؓ یُحْجِبُ حَجْبَ النُّقصان اور عبد اللہ ابن مسعودؓ کے نزدیک وہ حجب نقصان کر سکتا ہے۔ کاالکافر والقاتل والرقیق جیسا کہ کافر ہے، قاتل ہے اور غلام ہے۔ والمحجوبُ یَحْجَبُ بالاتفاق اور محجوب، حاجب بنتا ہے بالاتفاق، وہ حجب نقصان بھی کریگا اور حجب حرمان بھی۔

حجب نقصان کی مثال: مثلاً اخیافی بھائی بہن، باپ کے ہوتے ہوئے محجوب ہوتے ہیں۔ لیکن اِس کے باوجود وہ ماں کے حصے میں کمی کر دیں گے۔ تو محجوب نے یہاں حجب کا نقصان کیا۔

حجب حرمان کی مثال: مثلاً ایک شخص کا انتقال ہوا، اسکا باپ بھی زندہ، دادی بھی زندہ اور پرنانی بھی زندہ۔ اب دادی باپ کی وجہ سے محجوب ہے۔ کیونکہ باپ واسطہ تھا اور دادی ذوالواسطہ۔ اور اُن نے پرنانی کو بھی محجوب کیا۔ کیونکہ دادی قریب والی ہے اور پرنانی بعید والی۔

کالاثنین من الاخوۃ والاخوات جیسا کہ دو بھائی بہن فصاعدا یا زیادہ مِن ای جِھۃٍ کانا جس جہت سے بھی وہ دونوں ہوں۔ فانھما لا یرثان مع الاب تو یہ وارث نہیں ہوں گے باپ کے ساتھ، چاہیے حقیقی بھائی ہو، علاتی بھائی ہو یا اخیافی بھائی ہو، یہ وارث نہیں ہوں گے باپ کے ساتھ و لٰکن یحجبان الامّ لیکن یہ ماں کے لئے مانع بن جائیں گے۔ من الثُّلُث الی السُّدُس ثلث سے سدس کی طرف، یعنی اُس کے حصّے میں کمی کر دیں گے۔

درس 22 باب مخارج الفروض یہ باب ہے فروض کے مخارج کے بیان میں

إعلم جان لے تو اَنَّ الفروضَ المذکورةَ فی کتاب اللہ تعالیٰ وہ حصّے جو مذکور ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے اندر نوعان وہ دو قسم پر ہیں۔ الاولُ پہلی قسم جو ہے النصف والرّبع والثمن نصف، ربع اور ثمن ہیں۔ والثّانی اور دوسری قسم جو ہیں الثلثان والثلث والسدس وہ ثلثان، ثلث اور سدس ہیں۔ علی التضغیف و التّنصیف تضغیف اور تنصیف کے طریقے پر، تضغیف: دُگنا کرنا، تنصیف: آدھا کرنا۔

پہلا قانون: اگر ذوی الفروض میں سے کوئی بھی نہ ہو، تو جتنے تعداد میں عصبات ہو، تو اُسی تعداد سے مسئلہ بنے گا۔

مسئلہ: اگر ایک شخص کا انتقال ہو جائے اور ذوی الفروض میں سے کوئی زندہ نہ ہو، اور صرف عصبات زندہ ہو اور وہ سارے ایک درجے کے ہو، تو اس کا مسئلہ آگے کے مثالوں سے واضح کیا جاتا ہے۔

ایک شخص کا انتقال ہوا اور اُس کے صرف تین بیٹے زندہ ہیں۔ باقی کوئی بھی زندہ نہیں۔ مسئلہ 3 سے حل ہوگا۔

مثال نمبر 1

مسـ 3

ابن	ابن	ابن
1	1	1

ایک شخص کا انتقال ہوا اور اُس کے صرف پانچ بھائی زندہ ہیں۔ مسئلہ 5 سے حل ہوگا۔

مثال نمبر 2

مسـ 5

أخ	أخ	أخ	أخ	أخ
1	1	1	1	1

ایک شخص کا انتقال ہوا، اس کے 4 بیٹے اور تین بیٹیاں زندہ ہیں۔ مسئلہ 11 سے بنے گا۔ اور مسئلہ للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق حل کرنا ہوگا۔

مثال نمبر 3

مسـ 11

ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
2	2	2	2	1	1	1

دوسرا قانون: اگر ذوی الفروض میں سے صرف ایک آئے، تو اس کا جو حصہ ہے، اسی کے عدد سے مسئلہ بنے گا۔ مثلاً اُس کا حصہ ثمن ہے تو مسئلہ آٹھ سے بنے گا۔

مثال نمبر 4

مسئلہ 4

زوج 1 — ابن 3

یہاں زوج کا حصہ ربع ہے۔ تو مسئلہ 4 سے حل کرنا ہے۔

مثال نمبر 5

مسئلہ 2

بنت 1 — عم 1

اس صورت میں بنت کو نصف ملے گا۔ تو مسئلہ 2 سے حل ہوگا۔

مثال نمبر 6

مسئلہ 8

زوجۃ 1 — ابن 7

یہاں زوجۃ کو ثمن ملے گا۔ اور اسکا معین عدد آٹھ ہے۔ تو مسئلہ 8 سے حل ہوگا۔

مثال نمبر 7

مسئلہ 6

أب 1 — ابن 5

یہاں اب کو سدس ملے گا۔ اور سدس کا ہمنام عدد 6 ہے۔ تو مسئلہ 6 سے حل ہوگا۔

فاذا جاء فی المسائل من هٰذه الفروض جب آجائے مسائل کے اندر اُن حصوں میں سے أُحَادُ أُحَادُ ایک ایک، اُحاد کا معنیٰ ایک ایک ہے۔ فمخرج كلِ فرض ہر حصے کا مَخْرَج سَمِّيّتُهُ اُسکا ہم نام ہے، سمِیّ: ہم نام الّا النّصفَ سوائے نصف کے و هو من اثنين اور وہ دو سے ہوگا۔ كالرُّبُعِ من اربعةٍ جیسے رُبع اربعۃ سے ہیں والثمن من ثمانية اور ثمن ثمانیۃ سے ہے۔ و الثلث من ثلاثةٍ اور ثُلث ثلاثہ سے ہے۔

اگر ایک ہی نوع کے دو یا تین حصے آجائیں تو جو سب سے چھوٹا حصہ ہے اُسی کے ہم نام عدد سے مسئلہ ہوگا۔

مثال نمبر 8

مسئلہ 4

زوج 1 — بنت 2 — عم 1

زوج کا حصہ اولاد کی صورت میں ربع ہے، بیٹی اگر اکیلی ہو تو نصف ملتا ہے۔ دونوں ایک ہی نوع کے ہیں۔ اور ان میں سے چھوٹا ربع ہے۔ اور ربع کا ہم نام عدد 4 ہے تو مسئلہ 4 سے حل ہوگا۔

مثال نمبر 9 مسـ 8

زوجہ	بنت	عم
1	4	3

زوجہ کا حصّہ اولاد کی صورت میں ثمن ہے۔ اور بیٹی اکیلی ہے تو اسے نصف ملے گا۔ ثمن چونکہ چھوٹا ہے اور اس کا ہم نام عدد 8 ہے۔ تو مسئلہ 8 سے حل ہوگا۔

درس 23۔ و اذا جاء مثنیٰ او ثلٰث اور جب آجائیں دو دو اور تین تین، یعنی دو دو اور تین تین حصے آجائیں و ھما من نوعٍ واحدٍ اس حال میں کہ وہ ایک ہی نوع سے ہو، واو حالیہ ہے۔ فکلُّ عددٍ یکون مخرجا لجزءٍ پس ہر وہ عدد جو مخرج ہوگا جز کا، یعنی جس سے وہ جز ہوگا۔ مثلاً نصف اور ربع میں ربع نصف کا جز ہے، جبکہ نصف ربع کا جز نہیں۔ یعنی جو چھوٹا ہوتا ہے وہ بڑے کا جز ہوتا ہے۔ فذٰلک العدد ایضًا یکونُ مخرجا تو وہ عدد جو ہے وہ مخرج ہوگا لِضِعْفِ ذٰلکَ الجُزءِ اُس جز کے دُگنے کے لیے بھی مخرج ہوگا۔ و لِضِعفِ ضِعْفِہٖ اور اُسکے دُگنے کے دُگنے کے لئے بھی جز ہوگا۔ کالستۃ ھی مخرج للسّدس جیسا کہ چھ مخرج ہے سدس کے لئے، چھ کا چھٹا حصہ ایک ہے۔ اور ثلث دو ہے۔ اور ثلثان چار ہے۔ و لضعفہ اور یہ چھ مخرج ہے سدس کے دُگنے یعنی ثلث کے لئے بھی و لضعف ضعفہٖ اور اسکے دُگنے کے دُگنے کا بھی۔ اور ثلث کا دُگنا ثلثان ہے۔ تو یہ چھ ثلثان کے لئے بھی مخرج ہے۔

اگر نوع اول سے صرف دو ہو اور نوع ثانی سے جو بھی ہو تو مسئلہ چھ سے بنے گا۔ اور اگر نوع اول سے صرف چار ہو اور نوع ثانی سے جو بھی ہو تو مسئلہ بارہ سے بنے گا۔ اور اگر نوع اول سے صرف آٹھ ہو اور نوع ثانی سے جو بھی ہو تو مسئلہ چوبیس سے بنے گا۔

اگر نوع اول سے دو یا تین اکٹھے آئیں اور نوع ثانی سے بھی کچھ آئیں۔ تو اس صورت میں نوع اول میں سے جو سب سے چھوٹا ہو تو اسی کا اعتبار کر لیں گے۔ اگر نوع اول سے نصف اور ربع اور نوع ثانی سے ثلث۔ تو ربع کا اعتبار کر لیں گے۔ اور مسئلہ بارہ سے بنے گا۔ اسی طرح اگر نوع اول سے نصف، ربع اور ثمن اور نوع ثانی سے کوئی بھی آئے تو اعتبار ثمن کا کریں گے۔ اور مسئلہ 24 سے بنے گا۔

واذا اختلط النصفُ من الاوّل اور جب مل جائے نصف پہلے قسم میں سے بکل الثانی او ببعضہٖ نوع ثانی کے سب کے ساتھ یا بعض کے ساتھ فھو من ستّۃ تو مسئلہ چھ سے ہوگا۔ و اذا اختلط الرّبع بکل الثانی او ببعضہٖ اور جب نوع اول کا ربع نوع ثانی کے کل کے ساتھ مل جائے یا

بعض کے ساتھ فھو من اثنی عشر تو مسئلہ بارہ سے ہوگا و اذا اختلط الثمن بکل الثانی او ببَعْضِہٖ اور جب نوع اوّل کا ثمن نوع ثانی کے کل کے ساتھ مل جائے یا بعض کے ساتھ فھو من اربعةٍ و عشرین تو پھر مسئلہ چوبیس سے حل ہوگا۔

مثال نمبر 10

مسئلہ 6

بنت	أمّ	عم
3	1	2

اکیلی بیٹی کو نصف اور اولاد کی صورت میں ماں کو سدس۔ تو یہاں مسئلہ 6 سے حل ہوگا۔

مثال نمبر 11

مسئلہ 12

زوج	بنتان
3	9

اولاد کی صورت میں زوج کا حصہ ربع اور بنتان کا حصہ ثلثان۔ تو مسئلہ 12 سے حل ہوگا۔ یہاں زوج کو تین اور بنتان کو 8 حصّے ملیں گے۔ اب ایک حصہ بچتا ہے۔ اب چونکہ ذوی الفروض میں سے کوئی بھی نہیں۔ تو ہم عصبات کی طرف جائیں گے۔ اور یہاں عصبات میں سے کوئی نہیں۔ تو ہم عصبہ سبب کے عصبات کی طرف جائیں گے۔ اُن میں سے بھی کوئی نہیں ہے۔ پھر نسبی ذوی الفروض پر رد ہو جائے گا۔ میں بیوی سببی ذوی الفروض ہیں۔ اور ردّ یہاں نسبی ذوی الفروض پر ہوگا۔ اور نسبی ذوی الفروض یہاں بیٹیاں ہیں۔ تو یہ ایک بھی اُن بیٹیوں کو ملے گا، تو بیٹیوں کو 9 حصے ملیں گے۔

مثال نمبر 12

مسئلہ 12

زوجة	أمّ	عم
3	4	5

زوجہ کو اولاد نہ ہونے کی صورت میں ربع اور ام کو اولاد نہ ہونے کی صورت میں ثلث۔ تو مسئلہ 12 سے حل ہوگا۔ عَمّ عصبة بنے گا۔

مثال نمبر 13

مسئلہ 24

زوجة	أمّ	ابن
3	4	17

زوجہ کو اولاد ہونے کی صورت میں ثُمن اور اُم کو اولاد ہونے کی صورت میں سدس۔ تو مسئلہ 24 سے حل ہوگا۔ ابن عصبة بنے گا۔

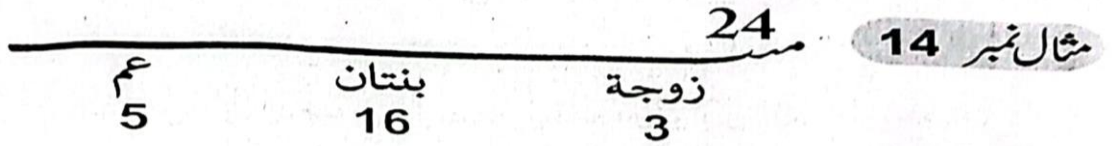

زوجه کو اولاد ہونے کی صورت میں ثمن اور بنتان کو ثلثان۔ تو مسئله 24 سے حل ہوگا۔

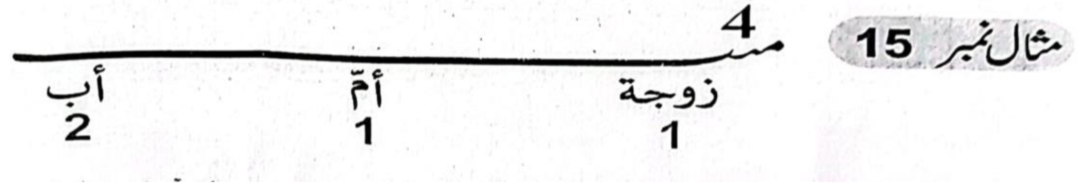

اولاد نه ہونے کی صورت میں زوجة کو ربع ملے گا۔ اور ماں کے ساتھ میاں بیوی میں سے ایک آئے اور ساتھ مرنے والے کا باپ بھی ہے، تو اِس صورت میں ماں کو ثلث ما بقی ملتا ہے۔ اگر مرنے والے کا اولاد ہو یا دو بہن بھائی ہو کسی بھی جہت سے تو ماں کو سدس ملتا ہے۔ اور اگر یه دو صورتیں نه ہو تو ماں کو ثلث الکل ملتا ہے۔ اس مثال میں ماں کو ثلث ما بقی ملے گا۔ یہاں اب عصبة بنے گا۔

یہاں نوع اول میں سے ربع ہے۔ اور نوع ثانی سے یہاں کوئی بھی نہیں۔ اور ربع کا ہم نام عدد 4 ہے۔ تو مسئله 4 سے حل ہوگا۔

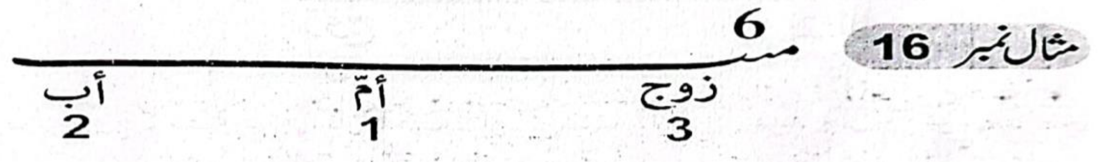

اولاد نه ہونے کی صورت میں زوج کو نصف ملے گا۔ اس مثال مین ماں کو ثلث ما بقی ملے گا۔ کیونکه خاوند کے ساتھ مرنے والے کا باپ بھی آیا ہے۔ اور یہاں اب عصبة بنے گا۔

یہاں مسئله چھ سے حل ہوگا۔ جس کی تفصیل نیچے درج ہے۔

مثال نمبر 15 میں ماں کو ایک حصه ملا جو چار کا ربع تھا۔ اور مثال نمبر سوله میں ماں کو ایک حصه ملا جو چھ کا سدس ہے۔ تو یه مسئله یاد رکھے که اگر زوجة اور اب کے ساتھ ماں آئے تو ماں کو ربع ملے گا، اور اگر زوج اور اب کے ساتھ ماں آئے تو ماں کو سدس ملے گا۔ اور اس ربع اور سدس کو اکٹھا کر کے ایک ہی نام رکھ دیا ثلث ما بقی۔ اور یہاں مسئله چھ سے اس لئے بنا که نوع اول کے نصف کے ساتھ نوع ثانی کا سدس آیا۔ اور اس صورت میں مسئله چھ سے بنتا ہے۔

درس 24 — باب العول

جس عدد سے ہم مسئلہ بناتے ہیں اُس کو کہتے ہیں مَـخْـرَج۔ مَخْرَجْ: نکلنے کی جگہ، یعنی اِس سے سب کے حصے نکلتے ہیں۔ اور نیچے جو وارثوں کو ملتے ہیں وہ حصے یعنی سِہام ہیں۔ ابھی تک جو مسئلے پڑھیں تو اِن میں مخرج اور سہام آپس میں برابر ہوتے تھے۔ اگر اوپر چھ ہوتا تو حصے بھی چھ ہوتے تھے۔ لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ حصے مَخْرَج سے بڑھ جاتے ہیں۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ حصے مخرج سے کم ہو جاتے ہیں۔

اگر حصے مخرج سے زیادہ ہوئے تو اِس کے لئے **عول کا قانون** بنایا گیا ہے۔ اور اگر حصے مخرج سے کم ہو جائے تو اس کے لئے **رد کا قانون** بنایا گیا ہے۔

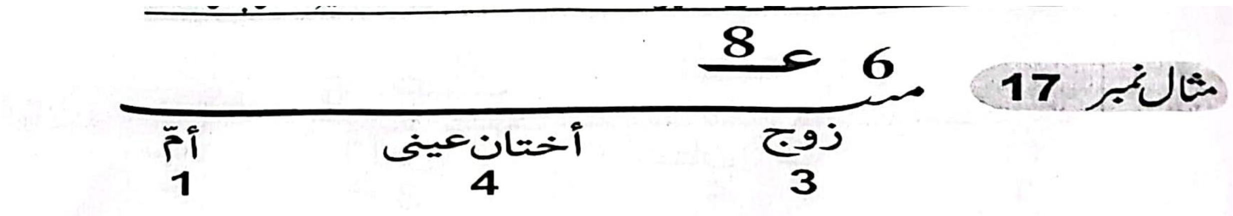

اولاد نہ ہو تو زوج کو نصف، حقیقی بہنیں جب دو یا دو سے زیادہ ہو اور اولاد نہ ہو تو ثلثان، اور اِسی صورت میں ماں کو سدس۔ نوع اول میں سے نصف، اور نوع ثانی میں ثلثان اور سدس تو مسئلہ چھ سے حل ہوگا۔

چھ میں زوج کو تین، اختان عینی کو چار، اور ماں کو ایک ملا۔ تو یہ حصّے آٹھ ہو گئے۔ اور مخرج چھ ہے۔ تو یہاں عول کا قانون لگے گا۔ اور آٹھ کی طرف عول کرے گا۔ اب ہر ایک کے حصے میں کمی آئی۔ اسکی ابتدا حضرت عمر فاروق رض کے زمانہ میں بہ اجماع صحابہ رض ہوئی۔

یاد رکھے بیٹے اور پوتے کی موجودگی میں کبھی عول نہیں ہوتا۔ نیز عول کی صورت میں عصبات کو کچھ بھی نہیں ملے گا۔

العول : ان یُزاد علی المخرج عول یہ ہے کہ بڑھا دیا جائے مخرج پر شیءٌ کسی چیز کو مِن اجزائِہٖ اسی کی اجزاء میں سے اذا ضاق عن فرضٍ ای اذا ضاقَ المخرجُ عن فرضٍ: جب مخرج تنگ پڑھ جائے حصّوں پر۔ اِعلم جان لو تو! انّ مجموع المخارج سبعةٌ کہ تما مخارج کا مجموعہ سات ہیں۔ اور وہ مخارج یہ ہیں۔ دو، تین، چار، آٹھ، چھ، بارہ اور چوبیس۔ اربعةٌ منھا لا تعولُ چار اُن میں سے عول نہیں ہوتا و ھی الاثنان والثلثة و الاربعة والثمانية اور وہ دو ہیں، تین ہیں، چار ہیں اور آٹھ۔

و ثلٰثۃٌ منها قد تعول اور تین اُن میں سے جو ہیں اُن میں عول ہوتا ہے۔ امّا السّتّة فانها تعول الیٰ عَشَرَةٍ پس چھ جو ہیں اِس کا عول ہوتا ہے دس تک وِتْرا و شَفعا طاق اور جفت طریقے پر و امّا اثنا عشر فهی تعول الیٰ سبعة عشر اور باقی بارہ جو ہے اِس کا عول ہوتا ہے سترہ تک۔ وترًا لا شَفْعًا طاق طریقے سے نہ کہ جفت طریقے سے و امَّا اربعة و عشرون اور باقی چوبیس جو ہے فانها تعول الیٰ سبعة و عشرينَ اس کا عول ہوتا ہے 27 تک عولا واحدًا ایک ہی عول كما فی المسئلة المنبريّةِ جیسا کہ مسئلہ منبریة کے اندر ہے۔ و هیَ امْرأةٌ اور وہ یہ ہے کہ بیوی بچ گئی ہے۔ و بنتان اور دو بیٹیاں ہیں و أبوانِ اور ماں باپ ہیں۔

یہ مسئلہ منبریة اس لئے کہلاتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی رض کوفہ میں منبر پر خطبہ کے لئے چڑھے۔خطبہ شروع فرمایا، تو اسی وقت ایک آدمی نے یہ مسئلہ پوچھ لیا۔

درس 25۔

و لا يُزادُ علیٰ هٰذا اور اس پر بڑھایا نہیں جاتا الا عندَ ابْنَ مسعودٍ رضی الله تعالیٰ عنه مگر عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک فَـاِنَّ عنده تعول الیٰ احد و ثلثين اور اُنکے نزدیک 24 کا عول 31 تک ہوتا ہے۔

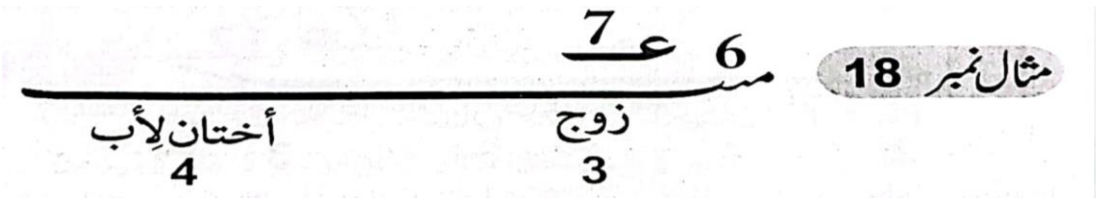

اختان لاب: علاتی بہنیں۔ زوج کا حصہ نصف، اور دو علاتی بہنوں کو ثلثان: نوع اول کا نصف نوع ثانی کے ثلثان کےساتھ آیا۔ تو مسئلہ چھ سے حل کریں گے۔ چھ کا نصف تین اور چھ کا ثلثان چار ہے۔ تین اور چار مل کر سات بنا۔ تو 6 نے 7 کی طرف عول کیا۔

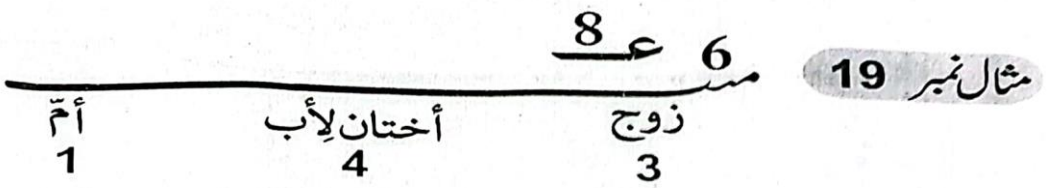

زوج کا حصہ نصف، اختال لاب کو ثلثان اور ام کو سدس۔ نوع اول کا نصف آیا تو مسئلہ 6 سے بنتا ہے۔ یہاں چھ نے آٹھ کی طرف عول کیا۔

مثال نمبر 20

مسـ 6 ع 9

زوج	أختان لِأب	أختان لِأمّ
3	4	2

زوج کا حصہ نصف، اختان لاب کو ثلثان، اور اختان لام اگر ایک ہو تو سدس اور اگر ایک سے زیادہ ہو تو ثلث۔ یہاں نوع اول سے صرف نصف آیا تو مسئلہ 6 سے بنتا ہے۔ یہاں چھ نے 9 کی طرف عول کیا۔

مثال نمبر 21

مسـ 6 ع 10

زوج	أختان لِأب	أختان لِأمّ	أمّ
3	4	2	1

زوج کا حصہ نصف، اختان لاب کو ثلثان، اختان لام کو ثلث اور ام کو سدس۔ نوع اوّل میں سے صرف نصف آیا ہے تو مسئلہ 6 سے بنتا ہے۔ یہاں 6 نے 10 کی طرف عول کیا۔

مثال نمبر 22

مسـ 12 ع 13

زوجة	أختان عينى	أمّ
3	8	2

زوجۃ کا حصہ ربع، اختان عینی کو ثلثان اور ام کو سدس۔ نوع اوّل سے صرف ربع آیا۔ تو مسئلہ 12 سے بنتا ہے۔ اور 12 نے یہاں 13 کی طرف عول کیا۔

مثال نمبر 23

مسـ 12 ع 15

زوجة	أختان عينى	أختان لِأمّ
3	8	4

زوجۃ کا حصہ ربع، اختان عینی کو ثلثان اور اختان لام کو ثلث، نوع اول سے صرف ربع آیا۔ تو مسئلہ 12 سے بنتا ہے۔ اور 12 نے یہاں 15 کی طرف عول کیا۔

مثال نمبر 24

مسـ 12 ع 17

زوجة	أختان عينى	أختان لِأمّ	أمّ
3	8	4	2

زوجۃ کا حصہ ربع، اختان عینی کو ثلثان، اختان لام کو ثلث اور ام کو سدس۔ نوع اول سے صرف ربع آیا۔ تو مسئلہ 12 سے بنتا ہے۔ اور 12 نے یہاں 17 کی طرف عول کیا۔

مثال نمبر 25 مـسـ 24 ع 27

زوجة	بنتان	أمّ	أب
3	16	4	4

مسئله منبرية : زوجة کو اولاد کی موجودگی کی وجه سے ثمن، بنتان کو ثلثان، ام کو اولاد کے ہونے کی وجه سے سدس، اور اب کی یہاں دوسری صورت ہے۔ یعنی فرض مع التعصیب۔ کیونکه یہاں بیٹا کوئی نہیں۔ اور ابؑ کا فرض حصه سدس۔ نوع اوّل میں سے صرف ثمن آیا۔ اور باقی سب نوع ثانی سے آئے ہیں۔ مسئله 24 سے بنے گا۔ زوجة کو 3، بنتان کو ثلثان یعنی 16، ام کو سدس یعنی 4، ابؑ کو سدس یعنی 4 ملے گا۔ سارے حصے جمع کرنے کے بعد 27 بنے۔ تو 24 نے یہاں 27 کی طرف عول کیا۔ (عول کی صورت میں عصبة کو کچھ بھی نہیں ملے گا، کیونکه حصے تو مخرج سے بھی بڑھ گئے۔)

مثال نمبر 26 مـسـ 24 ع 31

زوجة	أمّ	أختان لِأب	أختان لِأمّ	ابن کافر
3	4	16	8	محروم

عبدالله ابن مسعودؓ کے نزدیک 24 کا عول 31 تک ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک کافر محروم ہوتا ہے، کالعدم کی طرح ہوتا ہے۔ اسکو شمار کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ لیکن عبد الله ابن مسعودؓ کے نزدیک یه حجب بنتا ہے، حجب نقصان کے ساتھ۔ جبکه حجب حرمان کے ساتھ حاجب نہیں بنتا۔ یه حصّوں میں کمی کرے گا۔ لیکن کسی کو محروم نہیں کرے گا۔

زوجة کو اولاد نه ہونے کی صورت میں ربع ملے گا۔ اور یہاں ایک کافر اولاد موجود ہے۔ تو حضرت عبدالله ابن مسعودؓ کے نزدیک یہاں زوجة کو ثمن ملے گا۔ جبکه ہمارے نزدیک وہ بیٹا جو که کافر ہے، اور کافر کالعدم کی طرح ہے، تو زوجة کو اس صورت میں ربع ملے گا۔ ام کا یہاں سدس، اختان لاب کو ثلثان، اختان لام کو ثلث، نوع اوّل میں سے صرف ثمن آیا۔ اور مسئله 24 سے بنے گا۔ یہاں 24 نے 31 کی طرف عول کیا۔

یہی مسئلہ ہمارے نزدیک:

مثال نمبر 27 مسـ 12 عـ 17

زوجة	أمّ	أختان لِأب	أختان لِأمّ	ابن کافر
3	2	8	4	محروم

ابن کافر ہمارے نزدیک کالعدم ہے۔ اور اولاد نہ ہونے کی صورت میں زوجة کو ربع، ام کو سدس، اختان لاب کو ثلثان، اختان لام کو ثلث، نوع اول سے 4 آیا۔ تو مسئلہ 12 سے بنے گا۔ اور 12 نے یہاں 12 کی طرف عول کیا۔

درس 26۔ فصلٌ فی معرفةِ التّماثل وَا لتّداخل وَ التّوافق و التَّبَایُن بَیْنَ الْعَدَدَیْنِ

یہ فصل ہے دو عددوں کے درمیان تماثل، تداخل، توافُق اور تباین کی جاننے کے بارے میں علم الفرائض کے اندر جب آپ وارثوں کے حصّے دیتے ہیں، تو ضروری ہے کہ ہر وارث کو پورا پورا حصّہ ملے۔ یعنی اُن کے حصّے میں کسر نہ آئے۔ مثلاً تین بہنیں ہیں۔ اور چھ میں سے انہیں ثلثان ملنا ہے۔ اور چھ کا ثلثان چار کے برابر ہے۔ تو یہ چار اب اُن تین بہنوں میں پورا پورا تقسیم نہیں ہوتا۔ تو اُن کے حصّوں میں کسر آئے گا۔ تو اس کے لئے تصحیح کا باب آگے آئیں گا۔

اور تصحیح کے باب کے لئے اس باب کا جاننا ضروری ہے۔ گویا کہ یہ تمہید ہے آگے آنے والے باب کی۔ دو، تین، چار، پانچ یہ سارے تو عدد ہیں۔ لیکن "ایک" علم الفرائض میں عدد شمار نہیں ہوتا۔

عدد: مجموعہ حاشیتین کے نصف کو عدد کہتے ہیں۔ مثلا دو سے پہلے ایک اور دو کے بعد تین، یہ دو حاشیے ہوئے۔ اِن دونوں کو جمع کریں تو چار بنتا ہے۔ اور چار کا نصف دو ہے۔ حاشیة: کنارہ، اسی طرح تین سے پہلے دو اور بعد میں چار۔ دو اور چار جمع کرے تو چھ آیا۔ اور چھ کا نصف تین ہے۔ پس تین عدد ہوا۔

تمَاثُلُ العددین دو عددوں کا ایک دوسرے کے مِثل ہونا۔ کَوْنُ احدِهِما وہ ہونا ہے دونوں میں سے ایک کا مساویا للاٰخر دوسرے کے برابر۔ اور یہ دونوں عدد متماثلین کہلاتے ہیں۔

و تداخل العددین المختلفین اور دو مختلف عددوں کا تداخل جو ہے۔ ان یَّعُدّ کہ شمار کر لے اَقَلُّهُما الاکثرَ جو عدد اقل ہے اِن دو میں سے عدد اکثر کو ای یُفْنِیْهِ کہ اُسے فنا کر دے، یعنی ختم کر دے۔ مثلا آپ کے پاس دو عدد ہے تین اور نو، تو اس نو میں سے ایک مرتبہ تین خت کر دے تو چھ رہ جائے گا۔ اور دوسری مرتبہ تین ختم کرے تو تین رہ جائے گا۔ اور تیسری مرتبہ

تین ختم کرے تو کچھ بھی نہیں رہے گا۔ اور یہ دونوں عدد متداخلین کہلاتے ہیں۔ اَو نقولُ یا ہم کہتے ہیں ھو ان یکونَ وہ یہ کہ اکثر العددین اِن دو عددوں میں سے جو اکثر ہے۔ منقسمًا علی الاقلِّ وہ تقسیم ہونے والا ہو اقل پر قسمةً فصیحةً پورا پورا تقسیم او نقولُ یا ہم کہتے ہیں ھو ان یزید علی الاقلّ مثلُہٗ وہ یہ کہ بڑھ جائے اقل پر اُسی کا مثل بڑھ جائے ایک ہی مرتبہ او امثالہٗ یا اس کے کئے مثل بڑھ جائے ۔ فیساوی الاکثر تو وہ بڑے کے برابر ہو جائے۔ مثلاً 5 اور 10۔ تو 5 پر ایک مرتبہ 5 بڑھائے تو 10 بنتا ہے۔ اور یا 5 اور 15۔ تو 5 پر ایک مرتبہ 5 بڑھائے تو 10 بنتا ہے۔ اور دوسری مرتبہ 5 بڑھائے تو 15 بنتا ہے۔ او نقولُ یا ہم کہتے ہیں ھو ان یکون الاقلّ جزءً للاکثر کہ وہ عددِ اقل جز ہو عددِ اکثر کا مثلُ ثلٰثةٍ و تسعةٍ جیسے تین اور نو۔ و توافق العددین اور دو عددوں کا توافُق جو ہے۔ ان لا یعُدَّ اقلّھُما الاکثر کہ شمار نہ کرے اُن دو میں سے جو اقل ہے اکثر کو، یعنی اُس کو فنا نہ کرے۔ و لٰکن یَعُدُّھُما عددٌ ثالثٌ لیکن اُن دونوں کا شمار کرے کوئی تیسرا عدد کالثمانیةِ مع العشرین جیسے آٹھ، بیس کے ساتھ۔ اِن دونوں عددوں میں تماثل نہیں۔ نیز آٹھ پر آٹھ بڑھانے سے سولہ بنتا ہے اور ایک مرتبہ اور آٹھ بڑھانے سے چوبیس بنتا ہے۔ تو اِن دونوں میں تداخل بھی نہیں۔ اور دونوں دو کے ذریعے بھی تقسیم ہوتا ہے اور چار کے ذریعے بیھ تقسیم ہوتا ہے۔ اور توافق میں بڑھے عدد کا اعتبار کیا جائے گا۔ تو چار ایک تیسرا عدد آیا جس نے اِن دونوں کو پورا پورا تقسیم کیا۔ تو اِن کے درمیان توافق کا نسبت آیا۔ تعدُّھما اربعةٌ چار اِن دونوں کو پورا شمار کر لیتا ہے۔ فھما متوافقان بالربع تو یہ دونوں متوافق بالربع ہے۔ متوافق بالاربع نہیں کہنا۔ اسی طرح اگر آٹھ سے تقسیم ہوتا ہے کوئی دو عدد، تو اسکو کہتے ہیں متوافقان بالثمن۔ لان العدد اس لئے کہ وہ تیسر عدد العادَّ جو شمار کرنے والا ہے اِن دونوں کو، یا فنا کرنے والا ہے اِن دونوں کو۔ لھما اِن دونوں عددوں کو مَـخْـرَجٌ وہ مَخْرج ہے۔ لِـجُزْءِ الْوَفْقِ۔ وَفْقْ کے جز کے لئے۔ یعنی سب سے چھوٹے جز کا۔ مثلاً اگر دونوں عدد چار سے تقسیم ہوتے ہیں۔ چار کا سب سے چھوٹا جز ایک بنتا ہے۔ اور یہی ایک، چار کا ربع ہے۔ یعنی جو سب سے چھوٹا جُز نکلتا ہے۔ اُس کے ساتھ نام رکھتے ہیں۔

و تباین العددین اور دو عددوں کے درمیان تبائن یہ ہیں کہ ان لا یعد العددین معًا کہ شمار نہ کرے اِد دونوں عددوں کو اکھٹا ہی عددٌ ثالثٌ کوئی تیسرا عدد، یعنی دونوں عددوں کو کوئی تیسرا عدد پورا تقسیم نہ کرے۔ کالتسعة مع العشرة جیسا کہ نو ہے دس کے ساتھ۔

و طريق معرفةُ الموافقة و المباينة بين العددين المختلفين اور موافقت اور مباینت کی پہچان کا طریقہ دو مختلف عددوں کے درمیان یہ ہے اَنْ يَنْقُصَ من الاكثر جو عدد اکثر ہے اُس میں سے کم کیا جائے بمقدار الاقل عدد اقل کی مقدار کم کیا جائے۔ من الجانبين دونوں جانب سے۔ یعنی پہلے ایک اکثر تھا اور وہ ہوتے ہوتے اقل بن گیا۔ اب جو پہلے اقل تھا وہ اکثر بن گیا۔ مثلاً چھ اور بیس۔ بیس میں سے چھ کم کیا تو چودہ رہ گیا۔ مزید چھ کم کیا تو آٹھ رہ گیا۔ اب مزید چھ کم کیا تو دو رہ گیا۔ اب یہ دو اقل بن گیا اور وہ چھ اکثر بن گیا۔ اب چھ سے دو کم کرے تو چار رہ گیا۔ اور چار سے دو کم کرے تو دو رہ گیا۔ اب دو اور دو برابر ہو گئے۔ تو دو ایسا تیسرا عدد ہے جس سے چھ اور بیس دونوں تقسیم ہوتے ہیں۔ تو یہ چھ اور بیس آپس میں متوافق ہیں۔

اگر دونوں ایک میں آکر برابر ہوتے تو ایک کا اعتبار نہیں۔ کیونکہ ہم نے کہا ہے کہ ایک عدد ہی نہیں۔ مرة او مرارًا ایک مرتبہ یا کئی مرتبہ حتَّى اتَّـفَـقا فى درجة واحدة یہاں تک کہ دونوں متفق ہو جائے ایک ہی درجے میں فانِ اتَّـفَـقا فى واحد فلا وَفْقَ بينهما اگر دونوں متفق ہوئے ایک کے اندر تو پھر اسکے اندر توافق نہیں ہے۔ جیسے تین اور پانچ۔ پانچ سے تین کم کیا تو دو رہ گیا۔ اور تین سے دو کم کیا تو ایک رہ گیا۔ اور دو سے ایک کم کرو تو ایک رہ گیا۔ اب یہ دونوں عدد موافق نہیں بلکہ تباین والے ہیں۔ و ان اتفقا فى عدد اور اگر یہ دونوں متفق ہوئے کسی عدد میں فهما متوافقان بذٰلک العدد تو یہ دونوں متوافق ہوئے اُس عدد کے ساتھ۔ مثال اوپر لکھا ہے چھ اور بیس کا۔ ففى الاثنين بالنّصف اور اگر عدد "دو" میں اُن دونوں عددوں کا توافق آیا، تو متوافق بالنصف کہیں گے۔ و فى الثلٰثة بالثُّلُث اور ثلاثۃ میں ثلث کے ساتھ۔ یعنی اگر وہ دونوں عدد تین میں موافق ہوئے تو متوافق بالثلث کہیں گے۔ یعنی تین کا سب سے چھوٹا حصّہ ثلث ہے۔ و فى الاربعة بالربع اور اربع میں رُبَع کے ساتھ۔ یعنی اگر وہ دونوں عدد چار میں موافق ہوئے تو متوافق بالرُّبَع کہیں گے۔ یعنی چار کا سب سے چھوٹا حصّہ رُبَع ہے۔

درس 27۔ هٰكذا الى العشرة اسی طرح دس تک ہوگا۔ اگر دونوں عدد دس سے پورے پورے تقسیم ہوتے ہیں تو اسکو متوافقان بالعُشر کہیں گے۔ و فى ما وَرَاءَ العشرة اور دس سے آگے يُتوافقان بجزء منه دونوں متوافق ہوں گے اُس عدد کے جز کے ساتھ۔ اگر دونوں عدد گیارہ، بارہ تیرہ وغیرہ سے پورے پورے تقسیم ہو جائے۔ یعنی اگر دس سے اوپر ہوں تو اُس کی تعبیر جُز کے ساتھ کریں گے۔ مثلاً دونوں عدد ایسے ہیں جو گیارہ سے پورے پورے تقسیم ہوتے ہیں۔ اب گیارہ کا سب سے چھوٹا حصّہ گیارہواں ہے۔ لیکن اس کے لئے عربی میں کوئی ایک لفظ وضع نہیں۔ چھ

کا سب سے چھوٹا جُز ایک ہے اس کے لئے عربی میں سُدُس وضع ہے۔ آٹھ کا سب سے چھوٹا جُز ایک ہے اور اس کے لئے عربی میں ثُمن وضع ہے۔ لیکن آگے جو مرکبات شروع ہو رہے ہیں، جیسا کہ گیاروان حصّہ تو اس کے لئے عربی میں کوئی لفظ وضع نہیں۔ تو اُس کے لئے جُز کا لفظ استعمال کریں گے۔ مثلاً اگر دونوں عدد گیارہ سے تقسیم ہو رہے ہیں تو اسے متوافقان بجزء مِنۡ احَدَ عَشَرَ کہیں گے۔ یعنی دونوں عدد متوافق ہے احدَ عشرَ کے سب سے چھوٹے جُز کےساتھ۔ اور اگر دونوں عدد بارہ کے ساتھ تقسیم ہوں، تو یوں کہیں گے کہ یہ دونوں متوافق ہے "بجزءٍ مِنۡ اِثنا عشرَ"۔ تیرہ کے ساتھ دونوں عدد تقسیم ہونے والے ہوں تو "متوافقان بجزءِ مِنۡ ثلاثةَ عشرَ" کہیں گے۔ اعنی فی اَحَدَ عشَرَ یعنی کہ گیارہ کے اندر بِجُزۡءٍ مِن اَحَدَ عشَرَ تو دونوں متوافق ہوں گے "بجزء من احد عشر" سے۔ اگر دونوں عدد گیارہ سے تقسیم ہونے والے ہوں تو اسے متوافقان بجزء من احدَ عشرَ کہیں گے۔ و فی خمسةَ عشَرَ بجزء من خمسة عشر اور خمسۃ عشر میں متوافق ہوں گے بجزء من خمسة عشر کے ساتھ۔ فاعۡتَبِرۡ هٰذا پس اعتبار کرنا اسکا۔ یعنی اسی پر قیاس کرتے ہوئے آپ باقی کا پتہ لگا سکتے ہیں۔

حادِی عَشَرَ گیارہواں، ثانی عشر بارہواں -- حادِی عَشَرَ سے مراد وہ جو کہ گیارہویں نمبر پر آئے۔ حادِی عَشَرَ سے مراد کیارہواں حصّہ نہیں۔بلکہ گیارہویں درجے والا مراد ہے۔ یہاں ہم گیارہویں نمبر کی بات نہیں کر رہے۔ بلکہ گیارہوں حصّے کی بات کر رہے ہیں اور اس کے لئے عربی میں کوئی لفظ وضع نہیں۔ یہ اسی طرح ہے۔ جیسے جو چھٹے نمبر پر آئے اُسے سادِس کہتے ہے۔ اور یہاں ہمارا مراد چھٹا حصّہ یعنی سُدس کا ہے۔ چھٹے حصّے کو سُدس کہتے ہے۔

درس نمبر 28 سے لے کر درس نمبر 39 تک حساب کتاب کے اصول ذکر ہیں۔ پھر درس نمبر 40 میں گذشتہ سبقوں کا تکرار ہے۔

درس نمبر 41 — بابُ التّصحیح

يُحتاجُ فی تصحیح المسائل الیٰ سبعة اصول: مسائل کی تصحیح میں سات قوانین کی ضرورت پڑتی ہیں۔ ثلٰثةٌ تین قوانین اُن میں سے بین السّهام والرؤس سِہام اور رؤس کے درمیان ہیں۔ اِن تین قوانین کے نام اور مثالیں نیچے درج ہیں۔ مثال نمبر 28 سے لے کر مثال نمبر 34 تک۔ و اربعةٌ بین الرؤس والرؤس اور چار قوانین ایسے ہیں کہ وہاں رؤس کی رؤس کے ساتھ نسبت دیکھی جائیں گی۔ یعنی اگر کسر ایک سے زیادہ جگہ پر آئے۔ تو پھر رؤس کے درمیان نسبت

دیکھنا پڑتا ہے۔ اَما الثلُثۃُ باقی تین جو ہیں۔ فاحدُھا اُن میں سے ایک جو ہے۔ اور خبر مخذوف یہ ہوگا۔ "ما یَذکرُ بقولِهٖ"، اور اِنّ کانَتْ کو اُس قول کا مقولہ بنا دیں گے۔ کتاب میں آن اس لئے آیا تھا کہ "آن کانت" یہ احدُھا کے لئے خبر بنے۔ اور آنّ کی جگہ اِنّ ہونا چاہیئے۔ اِن (کتاب میں آن لکھا ہے۔) کانت سہامُ کلُّ فریقٍ اگر ہر فریق کے حصے جو ہیں مُنْقَسِمَةٌ علیھم وہ اُن پر تقسیم ہو جائے، بلا کسر بغیر کسی کسر کے فلا حاجةَ الی الضرب تو کوئی حاجت نہیں ضرب کی۔ کابوین و بنتین جیسے کہ ماں، باپ اور دو بیٹیاں۔ اسکو کہتے ہیں استقامت کا قانون۔

استقامت کا قانون: جب ہر وارث کو اُس کا اپنا حصہ بغیر کسر کے مل رہا ہو۔ تو پھر اس میں تصحیح کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

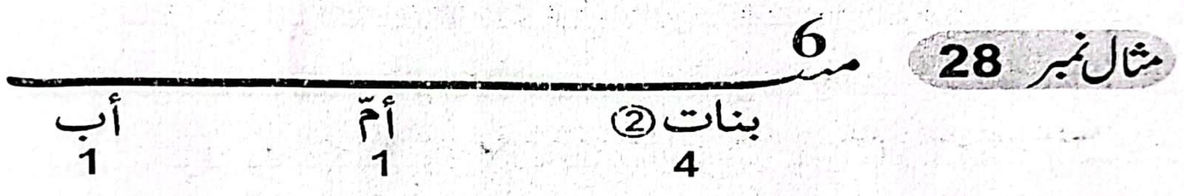

دو بنات کو ثلثان، باپ کو فرض مع التعصیب اور ماں کو سدس۔ تینوں نوع ثانی کے ہیں۔ اور سب سے چھوٹا سدس ہے۔ اور سدس کا موافق عدد چھ ہوتا ہے۔ مسئلہ چھ سے حل کریں گے۔ یہاں کچھ مان نہ بچا اس لئے اب کو صرف فرض ملا اور عصبۃ کے طور پر کچھ نہ ملا۔ یہاں تصحیح کی کوئی ضرورت نہیں۔ بیٹیاں بھی دو ہیں اور حصے چار ہیں۔ یہاں چار، دو پر پورا تقسیم ہوتا ہے، اس لئے کسر بھی نہیں آیا۔ اس کو کہتے ہے استقامت کا قانون۔

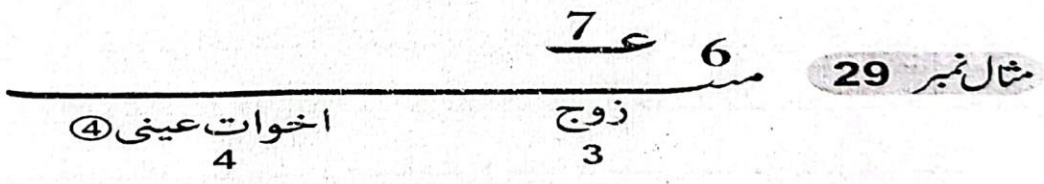

زوج کو اولاد نہ ہونے کی صورت میں نصف، اور اخوات عینی کو ثلثان۔ مسئلہ چھ سے بناتے ہیں۔ یہاں چھ نے سات کی طرف عول کیا۔ اخوات عینی بھی چار ہیں اور حصّے بھی چار ہیں۔ یہاں تمام فریقوں کو اُس کے حصے بغیر کسر کے ملے۔

و الثانی: اور دوسرا قانون۔ یہ موافقت کا قانون کہلاتا ہے۔ اِنِ انْکَسَرَ اگر کسر آئے، علیٰ طائفةٍ واحدةٍ ایک ہی فریق پر و لٰکنَّ بینَ سِهامهم و رؤسِهم مُوافَقةٌ لیکن اُن کے سِہام میں اور اُنکے رؤس میں موافقت کی نسبت ہیں۔ مُوَافَقَةٌ یہ لٰکِنَّ کے لئے اسم ہوا۔ فَیُضْرَبُ تو پھر ضرب دی جائیں گی۔ وَفْقُ عددِ رؤسِ عددِ رؤس کے وفق کو۔ مَنِ انْکسرتْ علیھمُ السّهامُ

اُن کے عدد رؤس میں کہ جن پر کسر واقع ہو رہی تھی۔ فی اصل المسئالۃ اصل مسئلہ میں وعولھا اور انکے عول میں ضرب دی جائیں گی ان کانت عائلۃً اگر مسئلہ عائلہ ہو۔ کابوین و عَشَرِ بنات جیسا کہ ماں، باپ اور دس بیٹیاں۔ اس کے لئے مثال 32 دیکھئے۔ او زوج و ابوین و ست بنات یا خاوند، ماں، باپ اور چھ بیٹیاں۔ اس کے لئے مثال 33 دیکھئے۔ اسکی وضاحت نیچے مثالوں سے کی گئی ہے۔

موافقت کا قانون: اگر کسی ایک فریق پر کسر واقع ہو رہی ہو مسئلہ کے اندر، تو پھر اُس فریق کے عدد رؤس اور سِہام میں نسبت دیکھو، کہ کونسی نسبت ہے۔ اگر توافق کی نسبت ہو تو پھر اِس صورت میں وہ جو عدد رؤس ہے اسکے وفق کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے۔ اگر مسئلہ عائلہ نہ ہو۔ اور اگر مسئلہ عائلہ ہو تو عول میں ضرب دے دیں گے۔

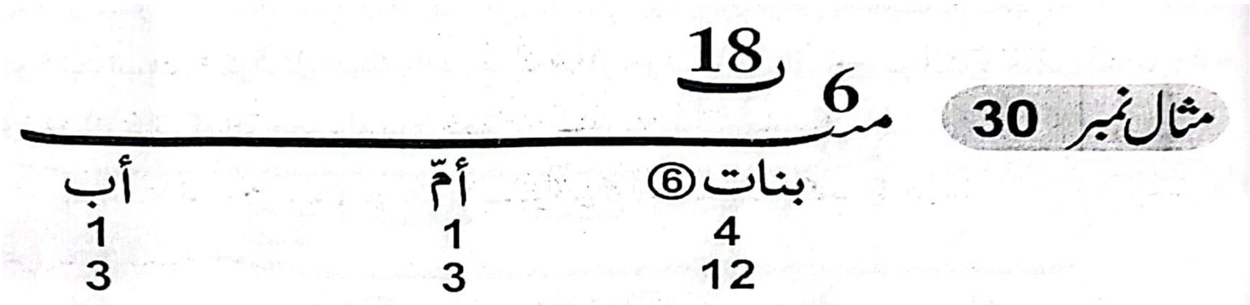

بنات کو ثلثان، ام کو سدس، ابٌ کو سدس جمع عصبۃ۔ مسئلہ چھ سے بناتے ہیں۔ ماں اور باپ کے حصوں میں کسر نہیں۔ بیٹیاں چھ ہیں اور اُن کے حصّے چار ہیں۔ تو یہاں کسر آ رہی ہے۔ اب عدد رؤس (6) اور سہام (4) میں نسبت دیکھتے ہیں۔ عدد رؤس بیٹیوں کا چھ ہیں اور سِہام چار ہیں۔ اور اس میں توافق کا نسبت ہے، اور دونوں دو پر پورا پورا تقسیم ہوتے ہیں۔ اور اسکو توافق بالنصف سے تعبیر کرتے ہے۔ اب عدد رؤس چھ کو دو سے تقسیم کرو تو تین آیا۔ اور یہ تین وفق ہے چھ کا۔ اب اس تین کو اصل مسئلہ میں ضرب دو۔ اور اصل مسئلہ چھ ہے۔ تو چھ ضرب تین، اٹھارہ بن گیا۔ اور 6 کے تھوڑے آگے 18 لکھے اور اس کے نیچے لمبی تا بغیر نقطوں کے لکھے تا کہ سمجھ آئے کہ یہاں تصحیح ہو چکا ہے۔ ہم نے مخرج کو تین سے ضرب دیا تھا۔ تو اب ہر حصے کو بھی تین سے ضرب دے دیں۔ بنات کا حصہ پہلے چار تھا اس کو تین میں ضرب دے تو بارہ بن جائے گا۔ ام کا حصہ ایک تھا اسکو تین سے ضرب دیا تو تین بن گیا۔ اسی طرح ابٌ کا حصہ بھی تین ہے۔ بارہ جمع تین جمع تین اٹھارہ بن گئے۔ مسئلہ صحیح ہو گیا۔

درس 42۔

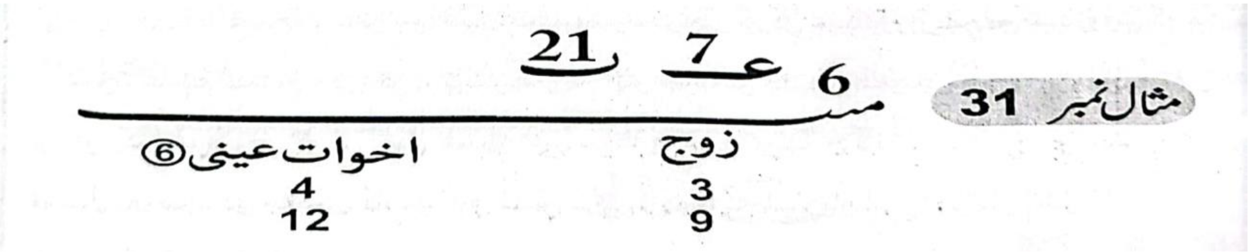

اولاد نہ ہونے کی صورت میں زوج کو نصف اور اخوات عینی کو ثلثان ملے گا۔ مسئلہ چھ سے بنے گا۔ زوج کے تین اور اخوات عینی کو چار حصے ملتے ہیں۔ تین جمع چار بن گیا سات۔ تو چھ نے سات کی طرف عول کیا۔ اخوات عینی چھ ہیں۔ اور اسکے حصے چار ہیں۔ تو یہاں کسر آیا۔ اب چھ اور چار کے درمیان توافق بالنصف ہے۔ یعنی دونوں اعداد دو سے پورے پورے تقسیم ہوتےہیں۔ اب عدد رؤس چھ کو دو سے تقسیم کیا تو تین آیا۔ اب تین کو سات سے ضرب دیا تو اکیس بن گیا۔ اور نیچے حصّوں کو بھی تین سے ضرب دیں گے۔ کل اکیس حصّوں میں سے زوج کو نو(9) حصّے اور اخوات عینی کو بارہ حصے ملیں گے۔ ہر بہن کو دو حصے ملے گا۔ اب کسر ختم ہو گئی۔

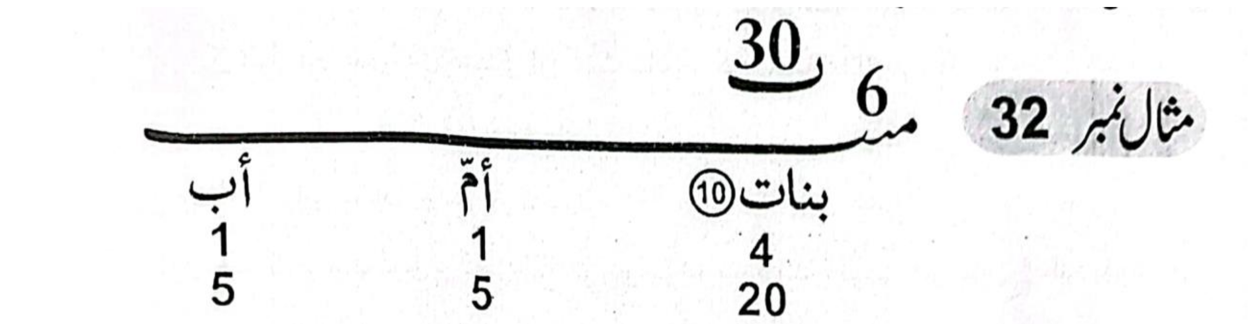

بنات کو ثلثان، اولاد کی صورت میں ماں کو سدس، اور اب کو فرض مع تعصیب ملے گا۔ سب سے چھوٹا سدس ہے اور اسکا موافق عدد چھ ہے تو مسئلہ چھ سے بنے گا۔ بنات کو چار، اُمّ کو ایک اور آب کو بھی ایک حصہ ملے گا۔ بنات دس ہیں اور حصّے چار ہیں۔ یہاں کسر آیا۔ اب تصحیح کی ضرورت ہے۔ دس اور چار کے درمیان توافق بالنصف ہے۔ یعنی دونوں اعداد دو سے پورے پورے تقسیم ہوتے ہیں۔ اب دس کو دو سے تقسیم کو تو پانچ آیا۔ اب اس پانچ کو اصل مسئلہ یعنی چھ سے ضرب دیا تو جواب تیس آیا۔ اور نیچے ہر ایک کے حصّوں کو بھی پانچ سے ضرب دیں۔ تو دس بنات کو بیس حصّے ، اُمّ کو پانچ حصّے اور اب کو بھی پانچ حصے ملیں گے۔

مثال نمبر 33

مسئلہ 12 عول 15 ر 45

زوج	بنات ⑥	أمّ	أب
3	8	2	2
9	24	6	6

اولاد کی صورت میں زوج کو ربع، بنات کو ثلثان، ام کو سدس اور صرف بیٹیوں کی صورت میں والد کو فرض مع تعصیب ملے گا۔ یہاں مسئلہ بارہ سے بنے گا۔ زوج کو تین، بنات کو آٹھ، اُمّ کو دو اور اب کو بھی دو حصّے ملیں گے۔ یہ کل پندرہ حصّے بن گئے۔ تو بارہ نے پندرہ کی طرف عول کیا۔ نیز بنات چھ ہیں اور حصّے آٹھ ہیں۔ یہاں کسر آتا ہے، اس لئے تصحیح کرنا پڑے گا۔ اب چھ اور آٹھ کے درمیان توافق بالنصف ہے۔ یعنی دونوں اعداد دو سے پورے پورے تقسیم ہوتے ہیں۔ اب چھ کو دو سے تقسیم کرے تو تین آیا۔ اب عول جوکہ پندرہ ہے اس کو تین سے ضرب دے تو پینتالیس بنتا ہے۔ اور نیچے ہر حصّے کو بھی تین سے ضرب دیں۔ تو زوج کو نو (9) حصّے، بنات کو چوبیس، اُمّ کو چھ حصّے اور آب کو بھی چھ حصّے ملیں گے۔ اب مسئلے کی تصحیح ہو گئی۔

درس 43۔

و الثالثُ: اور تیسرا قانون مبائنت والا ہے۔ **ان لا تکون بین سِہامِہم و رؤسِہم مُوافِقَۃٌ:** کہ نہ اُنکے سِہام اور رؤس میں موافقت۔ یعنی تبائن ہو۔ **فیُضرب** پس ضرب دی جائیں گی **کلُّ عددِ رؤس** ہر اُس عدد رؤوس کو **مَنِ انْکَسَرَتْ علیہمُ السہامُ** حصّے جن پر ٹوٹ رہے ہیں۔ پس ضرب دی جائیں گی حصّے جن پر ٹوٹ رہے ہیں اُن میں سے ہر ایک کے عدد رؤس کو۔ **فی اصل المسألۃ** اصل مسئلہ کے اندر **و عولِہا ان کانت عائلۃ** اور اگر مسئلہ عائلہ ہو تو عول میں ضرب دی جائیں گی۔ **کابٍ و اُمٍّ و خمسِ بناتٍ** جیسا کہ باپ، ماں اور پانچ بیٹیاں۔ مثال 35 دیکھئے۔
مبایِنت کا قانون : اگر کسی فریق پر کسر واقع ہو رہا ہو۔ اور عدد رؤس اور سِہام میں تبائن کا نسبت ہو۔ تو تصحیح کے لئے اصل مسئلہ یا عول کو عدد رؤس سے ضرب دیں گے۔ نیز ہر فریق کے حصّے کو بھی عدد رؤس سے ضرب دیں گے۔ **او زوج و خمس اخواتٍ لاب و ام** یا زوج کے ساتھ پانچ حقیقی بھائی بہن ہوں۔ مثال 36 دیکھئے۔

مثال نمبر 34

مسئلہ 6 ت 18

أب	أمّ	بنات③
1	1	4
3	3	12

بنات کو ثلثان، اُم کو سدس اور اَب کو فرض مع تعصیب۔ مسئلہ چھ سے بنے گا۔ اب بنات کو چار، اُم کو ایک اور اَب کو بھی ایک حصہ ملے گا۔ تین بنات کو چار حصّے ملتے ہیں۔ تو یہاں کسر آیا۔ نیز تین اور چار میں تبائن کی نسبت ہے۔ اب عدد رؤس تین کو اصل مسئلہ یعنی چھ سے ضرب دیا تو اٹھارہ بن گیا۔ اور نیچے بھی تین سے ضرب دے دیں۔ تو بنات کو بارہ، اُم کوتین اور اَب کو بھی تین حصّے ملیں گے۔

مثال نمبر 35

مسئلہ 6 ت 30

أمّ	أب	بنات⑤
1	1	4
5	5	20

یہاں بنات کو ثلثان، اُمّ کو سدس اور اَب کو سدس کے ساتھ عصبۃ۔ مسئلہ چھ سے بنے گا۔ بنات کو چار، اَب کو ایک اور ام کو بھی ایک ملے گا۔ بنات پر کسر واقع ہو رہا ہے۔ اور عددِ رؤس پانچ اور سِہام چار میں تبائن کی نسبت ہے۔ تو عدد رؤس پانچ کو اصل مسئلہ چھ سے ضرب دیں گے۔ تو مسئلہ کی تصحیح تیس سے ہو جائے گی۔ نیز ہر ایک کے حصّے کو بھی پانچ سے ضرب دے۔ بنات کو بیس حصّے، ابٌ کو پانچ حصّے اور اُم کو بھی پانچ حصّے ملیں گے۔ اب مسئلہ کی تصحیح ہو گئی۔

مثال نمبر 36

مسئلہ 6 عـ 7 ت 35

اخوات عینی⑤	زوج
4	3
20	15

یہاں زوج کو نصف اور اخوات عینی کو ثلثان۔ تو مسئلہ چھ سے بنے گا۔ اس کے مطابق زوج کو تین اور اخوات عینی کو چار حصّے ملیں گے۔ تین اور چار جمع کر کے سات بنا۔ تو یہاں چھ نے سات کی طرف عول کیا۔ اور اخوات عینی پر کسر واقع ہو رہا ہے۔ اور عدد رؤس پانچ اور سِہام چار میں تبائن کی نسبت ہے۔ لہٰذا عددِ رؤس پانچ کو عول سات سے ضرب دے۔ تو مسئلہ کی تصحیح

پینتیس سے ہوجائے گی۔ نیز ہر ایک کے حصّے کو بھی پانچ سے ضرب دیں گے۔ تو زوج کو پندرہ حصّے اور اخوات عینی کو بیس حصّے ملیں گے۔ اب مسئلہ کی تصحیح ہو گئی۔

مثال نمبر 37

مسئلہ 6 — عول 7 — تصحیح 21

اخوات عینی ③	زوج
4	3
12	9

یہاں زوج کو نصف اور اخوات عین کو ثلثان۔ تو مسئلہ چھ سے بنے گا۔ اس کے مطابق زوج کو تین اور اخوات عینی کو چار حصّے ملیں گے۔ تین اور چار جمع کرے تو سات آیا۔ تو یہاں چھ نے سات کی طرف عول کیا۔ اور اخوات عینی پر کسر واقع ہو رہا ہے۔ اور عدد رؤس تین اور سِہام چار میں تبائن کی نسبت ہے۔ لہٰذا عدد رؤس تین کو عول سات سے ضرب دیں گے۔ تو اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو جائے گا۔ نیز ہر ایک کے حصّے کو بھی تین سے ضرب دیں گے۔ تو زوج کو نو (9) حصّے اور اخوات عینی کو بارہ حصّے ملیں گے۔ اب مسئلہ کی تصحیح ہو گئی۔

مثال نمبر 38

مسئلہ 6 — تصحیح 18

اخیافی بہنیں ③	جدّہ	زوج
2	1	3
6	3	9

یہاں زوج کو نصف، جدّہ کو سدس، اخیافی بہن بھائی جب دو یا دو سے زیادہ ہو تو اسکا حصّہ ثلث ہے۔ مسئلہ چھ سے بنتا ہے۔ زوج کو تین، جدّہ کو ایک اور اخیافی بہنوں کو دو حصّے ملیں گے۔ اخیافی بہنیں تین ہیں اور حصّے دو ہیں۔ یہاں کسر آ رہا ہے۔ اور تبائن کی نسبت ہے۔ تو عدد رؤس تیس کو چھ سے ضرب دے کر اٹھارہ آیا۔ اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو جائے گا۔ پھر ہر ایک کے حصے کو بھی تین سے ضرب دیا۔ تو زوج کو 9 حصّے ، جدّہ کو تین اور اخیافی بہنوں کو چھ حصّے ملے۔ مسئلہ کی تصحیح ہو گئی۔

و اما الاربعة اور باقی چار قوانین جو ہے۔ **فاحدُھا** ان میں سے ایک جو ہے **اَن یکون الکسرُ علیٰ طائفتین او اکثر** کہ کسر دو گروہوں یا زیادہ پر ہو **و لکن بین اعدادِ رؤسِھم مُمَاثِلَةٌ** لیکن ان کے عدد رؤس کے درمیان مماثلت کی نسبت ہو۔ یعنی اگر ایک طرف تین عدد رؤس ہیں تو دوسری طرف بھی تین عدد رؤس ہوں گے۔ **فالحکم فیھا** تو حکم ان کے اندر یہ ہیں۔

اَن یُضرب احدُ الاعداد فی اصل المسألۃ کہ ضرب دی جائے اُن عددوں میں سے ایک کو اصل مسئلہ کے ساتھ مثلُ ستِّ بناتٍ و ثلٰثِ جدات و ثلٰثۃِ اعمام۔ مثال کے طور پر چھ بیٹیاں، تین جدّات اور تین اعمام۔ مثال نمبر 39 دیکھئے۔

مثال نمبر 39 — مسئلہ 6، تصحیح 18

اعمام ③	جدات ③	بنات ⑥
1	1	4
3	3	12

یہاں بنات کو ثلثان، جدات کو سدس اور اعمام عصبۃ ہیں۔ مسئلہ چھ سے بنتا ہے۔ یہاں بنات کو چار، جدّات کو ایک اور اعمام کو مابقی یعنی ایک حصّہ ملے گا۔ یہاں سب پر کسر واقع ہو رہا ہے۔ بنات چھ اور سہام چار میں توافق کی نسبت ہے۔ اور یہ دونوں دو پر پورے تقسیم ہوتے ہیں۔ باقی جدات اور اعمام میں تبائن کی نسبت ہیں۔ اور بنات چھ کو جب دو پر تقسیم کرے تو تین آیا۔ اب جدات کی عدد رؤس بھی تین ہے، اور اعمام کی عدد رؤس بھی تین ہیں۔ اور بنات کی عدد رؤس اور سِہام کے درمیان وفق تین آیا۔ تو یہ تماثل کی نسبت ہے۔ اب اس تین کو اصل مسئلہ چھ میں ضرب دیا۔ اور نیز ہر ایک کے حصّے کو بھی تین سے ضرب دیا تو مسئلہ کی تصحیح ہو گئی۔

مثال نمبر 40 — مسئلہ 6، عول 8، تصحیح 24

اخوات عینی ⑥	جدات ③	زوج
4	1	3
12	3	9

یہاں زوج کو نصف، جدات کو سدس اور اخوات عینی کو ثلثان، اور مسئلہ چھ سے بنے گا۔ زوج کو تین جدّات کو ایک اور اخوات عینی کو چار ملے گا۔ تین اور ایک اور چار جمع کر کے آٹھ ہو گئے۔ چھ نے آٹھ کی طرف عول کیا۔ جدات اور اخوات عینی میں کسر آ رہی ہیں۔ جدات تین ہیں۔ اخوات عینی چھ ہیں اور حصّے چار ہیں۔ چھ اور چار میں توافق کی نسبت ہے۔ اور یہ دونوں دو سے تقسیم ہوتے ہیں۔ نیز چھ کو دو پر تقسیم کریں تو تین آیا۔ اب جدّات جو کہ تین ہیں اور اُفق بھی یہاں تین آیا۔ تو اِن دونوں میں تماثل کی نسبت ہے۔ اب عول کو تین سے ضرب دے اور اوپر چوبیس لکھے۔ نیز ہر ایک کے حصّے کو بھی تین سے ضرب دے دیں۔

درس 44۔ **و الثّانی** اور اُن چار میں سے دوسرا قانون: یعنی تصحیح کا پانچواں قانون **ان یکون بعضُ الاعداد متداخلاً** کہ بعضِ اعداد متداخل ہو **فی البعض** بعض کے اندر ۔ یعنی دو رؤس میں تداخل کی نسبت ہو۔ یعنی چھوٹے عدد سے بڑا پورا پورا تقسیم ہو جائے۔ **فالحکمُ فیها** تو حکم اس کے اندر یہ ہے **اَنْ یُضرب اکثرُ الاعداد فی اصل المسألة** ضرب دی جائے اُن اعداد میں سے جو اکثر ہو اصل مسئلہ میں۔ **مثل اربع زوجاتٍ و ثلثِ جدّات و اثنی عشر عمّا** جیسا کہ چار بیویاں ہوں، تین جدات ہو اور بارہ چچا ہو۔

مثال نمبر 41

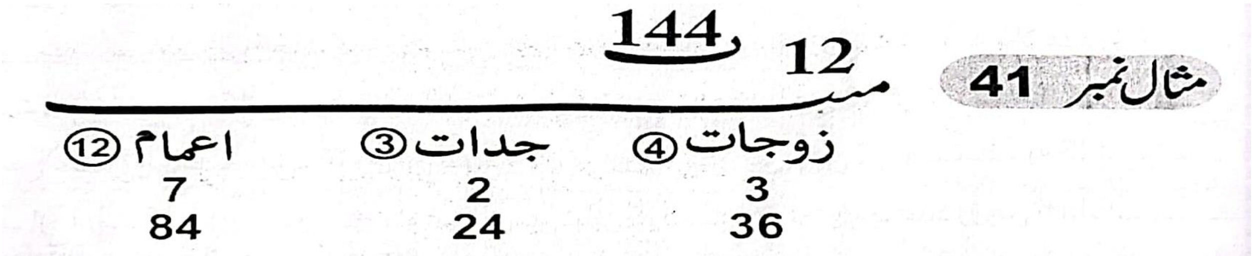

	اعمام ⑫	جدات ③	زوجات ④
مسئلہ 12 — 144	7	2	3
	84	24	36

یہاں زوجات کو ربع اور جدات کو سدس ملے گا۔ اعمام عصبة ہیں۔ مسئلہ بارہ سے بنتا ہے۔ زوجات کو تین، جدات کو دو اور اعمام کو سات حصّے بطور عصبة ملے گا۔ ان ساروں میں کسر واقع ہو رہا ہیں۔ اور ہر ایک میں تبائن کی نسبت ہے۔ زوجات چار ہیں اور اعمام بارہ ہیں۔ تو چار اور بارہ میں تداخل کی نسبت ہے۔ یعنی بارہ چار سے پورا پورا تقسیم ہو رہا ہے۔ اسی طرح جدات تین ہے اور اعمام بارہ ہیں۔ تو ان میں بھی تداخل کی نسبت ہے۔ یعنی بارہ تین سے پورا پورا تقسیم ہو رہا ہے۔ اب ان تینوں میں بڑا عدد بارہ ہے۔ اور اصل مسئلہ بھی بارہ ہے۔ لہٰذا بارہ کو بارہ میں ضرب دیں گے تو مسئلہ کی تصحیح ایک سو چوالیس سے ہوگی۔ نیز ہر ایک کے حصّے کو بھی بارہ سے ضرب دیں گے۔ تو زوجات کے چھتیس حصّے بن جائیں گے۔ جدات کے چوبیس اور اعمام کے چوراسی حصّے۔ اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گئی۔

مثال نمبر 42

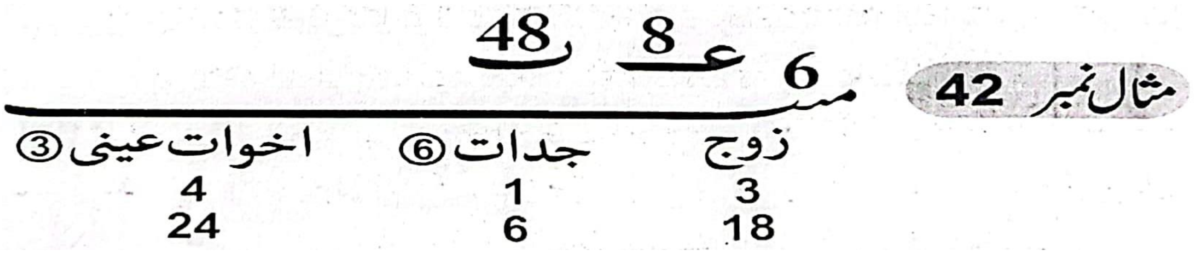

	اخوات عینی ③	جدات ⑥	زوج
مسئلہ 6 — عول 8 — 48	4	1	3
	24	6	18

یہاں زوج کو نصف، جدات کو سدس اور اخوات عینی کو ثلثان۔ مسئلہ چھ سے بنتا ہے۔ زوج کو تین، جدات کو ایک، اور اخوات عینی کو چار حصّے ملے گے۔ تین اور ایک اور چار ملا کر آٹھ بن جاتے ہیں۔ تو یہاں چھ نے آٹھ کی طرف عول کیا۔ یہاں جدات اور اخوات عینی میں کسر واقع ہو

رہا ہے ۔ جدات میں بھی تبائن کی نسبت ہے اور اخوات عینی میں بھی تبائن کی نسبت ہے۔ اور جدات اور اخوات عینی کے رؤس میں تداخل کی نسبت ہے۔ یعنی جدات چھ ہے اور اخوات عینی تین ہے۔ اور چھ تین سے پورا پورا تقسیم ہو رہا ہے۔ چھ اور تین میں بڑا عدد چھ ہے۔ لہٰذا عول جو کہ آٹھ ہے اُس کو چھ میں ضرب دیں گے تو 48 سے مسئلہ حل ہوگا۔ نیز ہر ایک کے حصّے کو بھی چھ سے ضرب دیں گے۔ تو زوج کو اٹھارہ ، جدات کو چھ، اور اخوات عینی کو چوبیس حصّے ملیں گے۔

والثالث اور اُن چار میں سے تیسرا قانون یہ ہے۔ ان یُوافِق بعضُ الاعداد بعضًا کہ بعض اعداد کا توافق ہو بعض اعداد کے ساتھ۔ فالحکم فیها تو حکم اس کے اندر یہ ہے اَنْ یضرب وفقُ احد الاعداد کہ اُن عددوں میں سے ایک کے وفق کو ضرب دی جائے فی جمیع الثانی دوسرے کے پورے عدد میں ثم ما بلغ پھر جو حاصل ضرب ہو فی وفق الثالث اُس کو تیسرے کے وفق میں ضرب دی جائیں گی۔ یعنی ذو اضغاف اقل نکالنا ہے۔ ان وافق الْمَبْلَغُ اگر موافق ہو حاصل ضرب الثالث تیسرے کی، والّا اور اگر توافق کی نسبت نہ ہو فالمبلغ فی جمیع الثالث پھر حاصل ضرب کو تیسرے کے کل میں ضرب دے۔ ثم المبلغ فی الرابع کذٰلک اور پھر جو حاصل ضرب آیا اُس کو چوتھے میں ضرب دیں گےاسی طرح ثم المبلغ فی اصل المسألة پھر حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے گی۔ کاربع زوجاتٍ و ثمانی عشر بنتًا و خمسَ عشرة جدة و ستةَ اعمامٍ

مثال نمبر 43

مسـ 24 ر 4320

اعمام⑥	جدات⑮	بنات⑱	زوجات④
1	4	16	3
180	720	2880	540

یہاں زوجات کو ثمن، بنات کو ثلثان، جدات کو سدس اور اعمام عصبة ہیں۔ مسئلہ چوبیس سے بنتا ہے۔ زوجات کو تین حصّے، بنات کو سولہ حصّے اور جدات کو چار حصّے ملیں گے۔ تین اور سولہ اور چار ملکر کر 23 بنتے ہیں۔ تو اعمام کو ایک حصّہ ملے گا۔ یہاں سب پر کسر واقع ہو رہا ہے۔ سب سے پہلے زوجات کو دیکھو۔ اس میں تبائن کی نسبت ہے۔ اور زوجات چار ہیں یہ پہلا

عدد رؤس ہے۔ اسکے بعد بنات اٹھارہ اور سِہام سولہ ہیں۔ یہ دونوں دو پر تقسیم ہوتے ہیں۔ تو عدد رؤس اٹھارہ کو دو پر تقسیم کیا تو وفق نو(9) آیا۔ یہ دوسرا عدد رؤس ہے۔ جدات پندرہ ہیں اور سہام چار ہیں۔ ان میں تبائن کی نسبت ہے۔ یہ پندرہ تیسرا عدد رؤس ہے۔ آخر میں اعمام چھ ہے اور سِہام ایک ہے۔ تو اس میں بھی تبائن کی نسبت ہے۔ تو چوتھا عدد رؤس 6 آیا۔

اب ہمارے پاس چار عدد رؤس یہ ہیں، چار، نو، پندرہ اور چھ۔ اِن چار میں سے کوئی سے دو عدد رؤس لے لیں۔ مثلاً پہلے چار اور چھ کو دیکھتے ہیں۔ اس میں توافق کی نسبت ہے۔ یہ دونوں دو سے تقسیم ہوتے ہیں۔ اور چار کا وفق معلوم کرے یعنی چار کو دو پر تقسیم کرے اور حاصل ضرب کو چھ سے ضرب دیا تو حاصل ضرب بارہ بنا۔ اگر ہم چھ کا وفق معلوم کرے،یعنی چھ کو دو پر تقسیم کرے تو تین آئے گا اور پھر تین کو چار سے ضرب دیں گے تو پھر بھی بارہ آئے گا۔ اور بارہ اور نو کے درمیان نسبت دیکھے۔ یہ دونوں تین پر تقسیم ہوتے ہیں۔ اور 9 کا وفق معلوم کیا تو تین آیا، اور اس وفق کو بارہ سے ضرب دیا تو چھتیس آیا۔ اب چھتیس اور پندرہ میں بھی توافق کا نسبت ہے۔ اور یہ دونوں تین پر تقسیم ہوتے ہیں۔ اب پندرہ کا وفق نکالے تو پانچ آیا اور اسکو چھتیس سے ضرب دیا تو ایک سو اسّی آیا۔ اب اس ایک سو اسّی کو اصل مسئلہ چوبیس میں ضرب دیں تو چار ہزار تین سو بیس آیا۔ نیز تمام سِہام کو بھی ایک سو اسّی سے ضرب دے دیں۔ تو یہ مسئلہ کی تصحیح ہو گئی۔ نوٹ: اگر ہم ان چار رؤس یعنی چار، اٹھارہ، پندرہ اور چھ کا ذواضعاف اقل معلوم کرے تو بھی ایک سو اسّی آئے گا۔ پھر ایک سو اسّی کو اصل مسئلہ یعنی چوبیس سے ضرب دیں اور تمام سِہام کو بھی ایک سو اسّی سے ضرب دیں۔ تو بھی مسئلہ کی تصحیح ہو جائے گی۔

مثال نمبر 44

مسئلہ 12 ت 432

زوجات④	جدات⑨	اعمام⑥
3	2	7
108	72	252

یہاں زوجات کو ربع، اور جدات کو سدس جبکہ اعمام عصبة ہیں۔ مسئلہ بارہ سے بنے گا۔ زوجات کے تین حصّے، جدات کے دو حصّے اور اعمام کو بطور عصبة سات حصّے ملیں گے۔ تو یہاں ہر ایک پر کسر واقع ہو رہا ہے۔ زوجات میں تبائن کی نسبت ہے۔ تو پہلا عدد رؤس چار ہے۔ جدات میں بھی تبائن کی نسبت ہے تو دوسرا عدد رؤس نو (9) ہے۔ اعمام میں بھی تبائن کی نسبت ہے، تو تیسرا عدد رؤس چھ ہے۔ تو تین عدد رؤس چار، نو اور چھ ہیں۔ چار اور چھ میں

توافق کی نسبت ہے۔ اور دونوں اعداد دو پر پورے پورے تقسیم ہو رہے ہیں۔ جب چار کو دو پر تقسیم کرے تو جواب دو آتا ہے۔ اور پھر اس دو کو چھ میں ضرب دے تو جواب بارہ آتا ہے۔ اب نو اور بارہ کے درمیان توافق کی نسبت ہے۔ اور دونوں اعداد تین پر پورے پورے تقسیم ہوتے ہیں۔ جب نو کا وفق نکالے یعنی نو کو تین پر تقسیم کرے تو جواب تین آتا ہے۔ پھر بارہ کو تین میں ضرب دے تو جواب چھتیس آتا ہے۔ اب اس چھتیس کو اصل مسئلہ یعنی بارہ میں ضرب دے تو جواب چار سو بھتیس آیا۔ 432 سے مسئلہ کی تصحیح ہوا۔ نیز ہر سِہام کو بھی چھتیس سے ضرب دیں گے۔ تو زوجات کو ایک سو آٹھ، جدات کو بھتر، اور اعمام کو دو سو باون حصّے ملیں گے۔

نوٹ۔ رؤس چونکہ چار، نو اور چھ ہیں۔ اور اسکا ذو اضغاف اقل چھتیس آتا ہے۔ تو اس سے آسانی کے ساتھ مسئلہ کی تصحیح ہو جاتا ہے، اور مقررہ سہام بھی معلوم کی جا سکتی ہے۔

مثال نمبر 45

مسـ 12 عـ 13 تـ 468

زوجات④	اخوات عینی⑨	جدات⑫
3	8	2
108	288	72

یہاں زوجات کو ربع، اخوات عینی کو ثلثان، وار جدات کو سدس۔ مسئلہ بارہ سے بنے گا۔ اور یہاں بارہ نے تیرہ کی طرف عول کیا۔ زوجات میں تبائن کی نسبت ہیں تو پہلا عدد رؤس چار ہے۔ اخوات عینی میں بھی تبائن کی نسبت ہے تو دوسرا عدد رؤس 9 ہے۔ جدات میں تداخل کی نسبت ہے۔ تداخل کی صورت میں جو بڑا نمبر ہو اُس کا وفق معلوم کرنا ہوگا۔ اور بارہ کا وفق چھ ہے۔ تو تیسرا عدد رؤس چھ ہے۔ ہمارے پاس چار، نو اور چھ عدد رؤس آئے۔ اور اسکا حاصل ضرب یعنی ذو اضغاف اقل چھتیس آتا ہے۔ اور چھتیس کو ضرب دیں گے عول تیرہ سے تو چار سو اٹھاسٹھ سے مسئلہ کی تصحیح ہو جائے گی۔ نیز ہر سہام کو بھی چھتیس سے ضرب دیں گے۔ اب مسئلہ کی تصحیح ہو گئی۔

درس 45۔ و الرابع اور چوتھا قانون ان تکون الاعدادُ متبائنۃٌ کہ وہ جو عدد رؤس کے اعداد ہیں وہ آپس میں متبائن ہو۔ لا یوافق بعضھا بعضا اِن میں سے موافق نہیں ہے بعض بعض کے ساتھ۔ فالحکم فیھا تو حکم اس کے اندر یہ ہیں۔ ان یُضربَ احد الاعداد فی جمیع الثانی تو ضرب دیا جائے گا اعداد میں سے ایک کو دوسرے کے سارے میں ثم ما بلغ فی جمیع الثالث پھر جو حاصل ضرب آئے تو اُس کو تیسرے عدد کے پورے میں ضرب دیں گے۔ ثم ما بلغ فی جمیع

الرابع پھر جو حاصل ضرب آئے تو اُس کو چوتھے کے پورے میں ضرب دیں گے۔ **ثم ما اجتمع** پھر وہ جو جواب آجائے **فی اصل المسألة** تو اِس کو اصل مسئله میں ضرب دیں گے۔ آسان لفظوں میں ان سارے عدد رؤس کا ذو اضغاف اقل نکالنا ہوگا اور پھر اسکو اصل مسئله میں ضرب دینا ہوگا۔ **كامرأتين و ستّ جدّات و عشر بنات و سبعة اعمام**

مثال نمبر 46 — مسئلہ 24 — 5040

زوجات ②	جدات ⑥	بنات ⑩	اعمام ⑦
3	4	16	1
630	840	3360	210

یہاں زوجات کو ثمن، جدات کو سدس، بنات کو ثلثان اور اعمام عصبة۔ مسئله چوبیس سے بناتے ہیں۔ زوجات میں تبائن کی نسبت ہے تو پہلا عدد رؤس دو ہے۔ جدات میں توافق کی نسبت ہے۔ اور یہ دو پر پورا پورا تقسیم ہوتا ہے۔ جدات چھ ہے اور جب اس کو دو پر تقسیم کرے تو دوسرا عدد رؤس تین آیا۔ بنات میں توافق کی نسبت ہے اور یہ دو پر پورا پورا تقسیم ہوتے ہیں۔ اور بنات دس ہیں، اور اس کا وفق پانچ آیا۔ تو یہ پانچ تیسرا عدد رؤس بنا۔ اور اعمام میں تبائن کی نسبت ہے تو چوتھا عدد رؤس سات آیا۔ ہمارے پاس چار عدد رؤس، دو، تین، پانچ اور سات ہیں۔ اور اِس سب میں تبائن کی نسبت ہے۔ تو دو کو ضرب دیں گے تین سے پھر پانچ سے اور پھر سات سے تو جواب دو سو دس آیا۔ اب اصل مسئله چوبیس کو دو سو دس سے ضرب دیا تو جواب پانچ ہزار چالیس آیا۔ نیز ہر سہام کو بھی دو سو دس سے ضرب دیں گے۔ تو اس سے تصحیحِ مسئله ہو گیا۔

درس 46۔

مثال نمبر 47

مسئلہ 12 / 720

زوجات ④	جدات ③	اعمام ⑤
3	2	7
180	120	420

یہاں زوجات کو ربع، جدات کو سدس اور اعمام عصبة ہیں۔ مسئل بارہ سے بنے گا۔ زوجات کو تین حصّے ، جدات کو دو حصّے اور اعمام کے لئے بطور عصبة باقی کے سات حصّے ہیں۔ یہاں سب پر کسر واقع ہو رہا ہے۔ اور سب میں تبائن کی نسبت ہے۔ تو عدد رؤس چار، تین اور پانچ کو باھم ضرب دیں گے۔ تو اس سے ساٹھ آیا۔ اب ساٹھ کو اصل مسئلہ بارہ سے ضرب دیں گے تو اس سے سات سو بیس آیا۔ اور ہر ایک کے سِہام کو بھی ساٹھ سے ضرب دیں گے۔ اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گئی۔

فصلٌ ای ھٰذا فصلٌ

واذا اَرَدْتَ اَنْ تَعرِفَ اور اگر آپ کا ارادہ ہے کہ آپ پہچان لے نصیبُ کلِّ فریقٍ من التصحیح حصہ ہر فریق کا تصحیح میں سے فاضرِبْ تو آپ ضرب دی جئے ما کان لکل فریق من اَصل المسألةِ وہ جو ہر فریق کا تھا حصہ اصل مسئلہ میں فی ما ضربتَه فی اصل المسألة اُس میں جس میں آپنے ضرب دی تھی اصل مسئلہ میں فما حصلَ تو جو حاصل ہوگا کان نصیبَ ذٰلک الفریق وہ اُس فریق کا حصہ ہوگا۔

واذا اَرَدْتَ اَنْ تَعرِفَ اور اگر آپ کا ارادہ ہو کہ آپ جان لے نصیبُ کلِّ واحدٍ ہر ایک کے حصّے کو من اٰحاد ذٰلک الفریق اُس فریق کے افراد میں سے ، آحاد: افراد

ایک ایک فرد کا حصّہ معلوم کرنے کے لئے تین طریقے ہیں۔ جس میں پہلا نیچے درج ہے۔

پہلا طریقہ

$$\frac{\text{اصل سہام}}{\text{عددِ رُؤوس}} \times \text{مضروب}$$

مثال نمبر 47

مسئلہ 12 — 720

زوجات ④	جدات ③	اعمام ⑤
3	2	7
180	120	420

اس مثال میں مضروب 60 تھا۔ زوجات کی اصل سِہام 3 ہیں۔ اور عدد رؤس 4 ہیں۔ جدات کی اصل سہام 2 ہیں اور عدد رؤس 3 ہیں۔ اعمام کی اصل سہام 7 ہیں اور عدد رؤس 5 ہیں۔

ایک ایک زوجہ کا حصّہ: $\frac{3}{\cancel{4}_{1}} \times \cancel{60}^{15} = \frac{45}{1} = 45$

ایک ایک جدّہ کا حصّہ: $\frac{2}{\cancel{3}_{1}} \times \cancel{60}^{20} = 40$

ایک ایک چچا کا حصّہ: $\frac{7}{\cancel{5}_{1}} \times \cancel{60}^{12} = 84$

اوپر والا طریقہ ذرا مشکل ہے۔ آسان طریقہ یہ ہے کہ اگر ایک ایک زوجہ کا حصّہ معلوم کرنا ہو تو 180 کو 4 پر تقسیم کرے تو 45 آئیں گا۔ اسی طرح ایک ایک جدّہ کا حصہ معلوم کرنے کے لئے 120 کو 3 پر تقسیم کرے تو 40 آئے گا۔ اور ایک ایک چچا کا حصّہ معلوم کرنے کے لئے 420 کو 5 پر تقسیم کرے تو جواب 84 آتا ہے۔

وہ پہلا جو اوپر درج ہے۔ اب مصنفؒ اپنے الفاظ میں اُسکو بیان کرتے ہیں۔

فاقْسِمْ تو تقسیم کیجئے ما كان لكل فريق من اصل المسألة وہ جو ہے فریق کا حصہ اصل مسئلہ میں سے ۔ جسکو ہم سہام کہتے تھے۔ على عدد رؤسهم اُن کے عدد رؤس سے، یعنی سِہام کو عدد رؤس سے تقسیم کرے۔ ثم اضْرِبِ الخارجَ پھر آپ ضرب دے حاصل قسمت کو یعنی

خارج کو۔ خارج یا حاصل قسمت: اصل سِہام تقسیم عدد رؤس فی المضروب مضروب کے اندر -- فالحاصل نصیبُ کلُّ واحدٍ پس جو حاصل ہو وہ حصہ ہے ہر ایک کا مِنْ اٰحاد ذٰلکَ الفریق اُس فریق کے افراد میں سے۔

دوسرا طریقہ

$$\frac{\text{مضروب}}{\text{عددِ رُؤوس}} \times \text{اصل سہام}$$

ایک ایک زوجہ کا حصّہ

$$\frac{\cancel{60}^{15}}{\cancel{4}_{1}} \times 3 = 45$$

اب مصنف ؒ اس دوسرے طریقے کی وضاحت اپنے الفاظ میں کر رہے ہیں۔

و وجهٌ اٰخر اور دوسرا طریقہ جو ہے و هُوَ اور وہ یہ ہے اَنْ تَـقْسِمَ الْـمضروبَ مضروب کو تقسیم کر دے علٰی اَیِّ فریقٍ شئتَ جس فریق پر آپ چاہے۔ یعنی مضروب کو عدد رؤس سے تقسیم کرے۔ ثم اضْرِب الخارجَ پھر خارج قسمت کو ضرب دیجئے فی نصیب الفریق اُس فریق کے حصّے میں یعنی اصل سہام الذی قسمتَ علیهمُ المضروبَ جس پر آپ نے مضروب کو تقسیم کیا تھا۔ فالحاصل نصیب کلِّ واحد تو حاصل جو ہے وہ حصّہ ہوگا ہر ایک کا من اٰحاد ذٰلک الفریق اُس فریق کے افراد میں سے

درس 47۔

و وجهٌ اٰخَرَ اور تیسرا طریقہ و هو طریق النّسبة اور وہ نسبت کا طریقہ ہے۔ و هو الْاَوْضَحُ اور یہ سب سے زیادہ واضح ہے۔

تیسرا طریقہ

$$\frac{\text{اصل سہام}}{\text{عددِ رُؤوس}}$$

یعنی ہر فریق کے اصل سہام کو اُن کے عددِ رؤوس سے تقسیم کریں اور پھر اسے صحیح کی صورت میں لکھ کر مضروب میں سے اسی قدر حصہ اس فریق کے ہر فرد کو دیا جائے۔ بالفاظ دیگر اصل سہام کو عددِ رؤوس سے تقسیم کرنے کے بعد جو جواب آئے اسی نسبت سے اس فریق کے ہر فرد کو حصہ دیا جائیگا۔

ایک ایک زوجہ کا حصّہ = $\frac{\text{اصل سہام}}{\text{عددِ رُؤوس}}$ = $\frac{3}{4}$

$\frac{1}{2}$ آدھا　　$\frac{1}{4}$ پاؤ　　$\frac{3}{4}$ تین پاؤ

مضروب = 60

تو ہر زوجہ کو $\frac{3}{4}$ (تین چوتھائی) دینا ہے مضروب یعنی 60 میں سے۔ تو مضروب یعنی 60 کے چار حصے کئے اور ان چار حصوں میں سے تین حصے یعنی 45 ایک ایک زوجہ کو دیں گے۔

ایک ایک جدّہ کا حصّہ = $\frac{\text{اصل سہام}}{\text{عددِ رُؤوس}}$ = $\frac{2}{3}$

تو مضروب یعنی 60 میں سے ایک ایک جدّہ کو $\frac{2}{3}$ یعنی دو ثلث (دو تہائی) دیں گے۔ یعنی 60 کے تین حصے کر کے ان میں سے دو حصے ہر جدہ کو دیں گے تو ایک ایک جدّہ کا حصہ 40 ہوگا۔

درس 47۔

ایک ایک چچا کا حصّہ = $\frac{7}{5}$ = $1\frac{2}{5}$

```
      1
5 )  7
     5
    ---
     2
```

تو ایک ایک چچا کو مضروب یعنی 60 میں سے $1\frac{2}{5}$ حصہ دیں گے یعنی ایک پورا مضروب اور اس کے ساتھ $\frac{2}{5}$ ۔

$\frac{2}{5}$ کا مطلب ہے کہ مضروب کے پانچ حصے کر کے ان میں سے دو حصے بھی ساتھ دیں گے۔

تو 60 کے پانچ حصے کئے تو ایک حصہ 12 ہوا اور دو حصے 24 ہوئے تو ہر ایک چچا کو

$60 + 24 = 84$ دیں گے۔

اب اسی طریقے کو صاحب کتاب ؒ اپنے الفاظ میں بیان فرما رہے ہیں۔ و هو اور وہ یہ ہے ان تَنْسِبَ سِهامَ کلِّ فریقٍ کہ آپ نسبت کرے ہر فریق کے حصّوں کی، وہ حصّے من اصل المسألة جو اصل مسئلہ میں سے ہیں الٰی عدد رؤسِهم عدد رؤس کی طرف مُفردًا اس حال میں کہ وہ اکیلے ہو۔ یعنی اصلِ سِہام اور عدد رؤس کی نسبت معلوم کرے۔ اور ہر ایک کی الگ الگ لیئے ہیں۔ ثم تعطی پھر آپ دے دیں بمثل تلک النسبة اِسی نسبت کے مثل من المضروب مضروب میں سے لِکلّ واحدٍ ہر ایک کو من اٰحاد ذٰلک الفریق اُس فریق کے افراد میں سے۔

مثال نمبر 48

مسئلہ 4 ت 20

اخوات عینی ③	اخوہ عینی ⑥	زوجۃ
3		1
15		5

یہاں زوجۃ کو ربع، اِخْوَہ عین اور اخوات عینی عصبۃ بنے گی۔ اور بھائی دو بہنوں کے برابر شمار ہوگا۔ تو یوں سمجھو کہ یہاں عدد رؤس پندرہ ہیں۔ یہاں مئلہ چار سے بنتا ہے۔ زوجہ کو ایک اور اخوہ عین اور اخوات عینی کو بطور عصبۃ 3 حصّے ملیں گے۔ اخوہ عینی اور اخوات عینی پر کسر واقع ہوتا ہے۔ اور عدد رؤس اور سہام میں تداخل کا نسبت ہے۔ اور یہ تداخل بھی یہاں توافق شمار ہوگا۔ تین اور پندرہ دونوں سے تقسیم ہوتے ہیں اور اسکا وفق پانچ ہے۔ اب اصل مسئلہ کو پانچ سے ضرب دے اور ہر ایک کے سہام کو بھی 5 سے ضرب دیں۔ ہر بھائی کو دو، دو اور بہنوں کو ایک ایک حصہ ملے گا۔

مثال نمبر 49

مسئلہ 4 ت 8

اخوہ عینی ⑥	زوجۃ
3	1
6	2

یہاں زوجۃ کو ربع، اور اخوہ عینی عصبۃ بنے گا۔ مسئلہ چار سے بنتا ہے۔ اخوہ عینی پر کسر واقع ہو رہی ہے۔ اور اسکا وفق دو ہے۔ اب اصل مسئلہ کو دو سے ضرب دے اور نیز ہر ایک کے حصّے کو بھی دو سے ضرب دے دیں۔

مثال نمبر 50

مسـ 3 ت 9

اعمام ③	بنات ③
1	2
3	6

یہاں بنات کو ثلثان، اور اعمام عصبۃ۔ مسئلہ تین سے بنتا ہے۔ یہاں بنات اور اعمام دونوں پر کسر واقع ہو رہا ہے۔ بنات کی عدد رؤس اور سہام میں تبائن کی نسبت ہے۔ اور اعمام میں بھی تبائن کی نسبت ہے۔ اب عدد رؤس (تین اور تین) ہے۔ ان دونوں میں تماثل کی نسبت ہے۔ اب اصل مسئلہ کو تین سے ضرب دے اور ہر ایک کے حصّے کو بھی تین سے ضرب دے دیں۔

مثال نمبر 51

مسـ 6 ت 30

عم	اخوات عینی ⑤	جدات ⑤
1	4	1
5	20	5

یہاں جدات کو سدس، اور اخوات عینی کو ثلثان، اور عم عصبۃ بنے گا۔ مسئلہ چھ سے بنتا ہے۔ جدات اور اخوات عینی پر کسر واقع ہو رہا ہے۔ جدات میں بھی تبائن کی نسبت ہے اور اخوات عینی میں بھی تبائن کی نسبت ہے۔ اور عدد رؤس (پانچ اور پانچ) ہیں جس میں تماثل کی نسبت ہے۔ اب اصل مسئلہ کو پانچ سے ضرب دیں گے۔ نیز ہر ایک کے حصّے کو بھی پانچ سے ضرب دیں گے۔ تو اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گیا۔

مثال نمبر 52

مسـ 6 ع 7 ت 63

اخوات لِأمّ ⑨	اخوات عینی ⑥	جدّہ
2	4	1
18	36	9

یہاں جدّہ کو سدس، اخوات عینی کو ثلثان اور اخوات لام کو ثلث ملے گا۔ مسئلہ چھ سے بنتا ہے۔ یہاں چھ نے سات کی طرف عول کیا۔ نیز اخوات عینی میں توافق کی نسبت ہے اور اسکا وفق تین ہے۔ اخوات لام میں تبائن کی نسبت ہے۔ اب عدد رؤس (تین اور نو) ہیں۔ ان دونوں میں تداخل کی نسبت ہے۔ اب عول کو 9 سے ضرب دیں گے۔ اور ہر ایک کے حصّے کو بھی 9 سے ضرب دیں گے۔ تو اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گئی۔

سبق نمبر 48۔

مثال نمبر 53

مسئلہ 6، تصحیح 72

عم	بنات لابن ④	جدات ⑥	بنت
1	1	1	3
12	12	12	36

یہاں بنت کو نصف، جدّات کو سدس، اگر میت کا بیٹا نہ ہو، اور ایک بیٹی ہو تو اس صورت میں بنات لابن کو سدس ملے گا۔ یہاں بھی بنات لابن کو ایک بیٹی کی وجہ سے سدس اور عم عصبۃ بنے گا۔ مسئلہ چھ سے بنتا ہے۔ جدات میں تبائن کی نسبت ہے۔ بنات لابن میں بھی تبائن کی نسبت ہے۔ اور عدد رؤس (چھ اور چار) ہیں۔ اب ان دونوں میں توافق کی نسبت ہے اور دونوں دو پر تقسیم ہوتے ہیں۔ چھ کو دو پر تقسیم کرے تو تین آیا اور اس تین کو چار سے ضرب دیا تو بارہ آیا۔ اب اصلِ مسئلہ کو بارہ سے ضرب دے تو بہتر آیا۔ نیز ہر ایک کے حصّے کو بھی بارہ سے ضرب دے۔ تو مسئلہ کی تصحیح ہو جائے گی۔

مثال نمبر 54

مسئلہ 12، تصحیح 240

اعمام ㉕	اخت لِأمّ ⑯	زوجة
5	4	3
100	80	60

یہاں زوجة کو ربع اور اخت لام کو سدس اور اعمام عصبة۔ مسئلہ بارہ سے بنتا ہے۔ اخت لام اور اعمام میں کسر واقع ہو رہا ہے۔ اخت لام میں تداخل کی نسبت ہے۔ اور اسکا وفق چار ہے۔ اعمام میں بھی تداخل کی نسبت ہے، اور اسکا وفق پانچ ہے۔ اب عدد رؤس (چار اور پانچ) ہیں۔ ان دونوں میں تبائن کی نسبت ہے۔ اور مضروب بیس آیا۔ اب اصلِ مسئلہ بارہ کو بیس سے ضرب دے تو دو سو چالیس آیا۔ نیز ہر ایک کے حصّے کو بھی بیس سے ضرب دیں گے۔ یہ تصحیح ہو گئی۔

مثال نمبر 55

مسـ 12 ت 144

زوجات (4)	جدات (3)	اعمام (12)
3	2	7
36	24	84

یہاں زوجات کو ربع، جدات کو سدس وار اعمام عصبۃ۔ مسئلہ بارہ سے بنتا ہے۔ یہاں ہر ایک پر تبائن کی کسر واقع ہو رہی ہے۔ عدد رؤس (چار، تین اور بارہ) ہیں۔ تین اور چار میں تبائن کی نسبت ہے۔ مضروب بارہ آیا۔ اب بارہ اور بارہ میں تماثل کی نسبت ہے۔ اس میں سے ایک کو لیں گے اور ایک کو چھوڑیں گے۔ تو مضروب بارہ آیا۔ اب اصل مسئلہ کو بارہ سے ضرب دیں گے، اور ہر ایک کے حصے بو بھی بارہ سے ضرب دیں گے۔ یہ مسئلہ کی تصحیح ہو گئی۔

مثال نمبر 56

مسـ 12 ت 240

زوجات (2)	جدات (10)	اخت لِأُمّ (40)	اعمام (20)
3	2	4	3
60	40	80	60

یہاں زوجات کو ربع، جدات کو سدس، اور اخت لام کو ثلث اور اعمام عصبۃ: مسئلہ بارہ سے بنتا ہے۔ ہر ایک پر کسر واقع ہو رہا ہے۔ زوجات کی عدد رؤس اور سِہام میں تبائن کی نسبت ہے، تو پہلا عدد رؤس دو آیا، جدات کے عدد رؤس اور سِہام میں تداخل کی نسبت ہے، اور اسکا وفق پانچ ہے۔ تو دوسرا عدد رؤس پانچ ہے۔ اخت لام کے عدد رؤس اور سِہام میں تداخل کی نسبت ہے۔ اور اسکا وفق دس ہے۔ تو تیسرا عدد رؤس دس ہے۔ اور اعمام کے عدد رؤس اور سِہام میں تبائن کی نسبت ہے۔ تو چوتھا عدد رؤس بیس ہے۔ اب چار عدد رؤس (دو، پانچ، دس اور بیس) ہیں۔ ان چاروں کا مضروب بیس ہے۔ اب اصلِ مسئلہ کو بیس ضرب دیں گے، اور ہر ایک کے حصّے کو بھی بیس سے ضرب دیں گے، تو اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو جائے گا۔ نیز ہر زوجہ کو تیس حصّے، ہر جدّہ کو چار حصّے، ہر اخت لام کو دو حصّے اور ہر عم کو تین حصّے ملیں گے۔

مثال نمبر 57

مسئلہ 12 عول 17، 1020

جدات ③	اخوات لاُمّ ③	اخوات عینی ⑤	زوجات ④
2	4	8	3
120	240	480	180

یہاں زوجات کو ربع، اخوات عینی کو ثلثان، اخوات لام کو ثلث(اخوات لام حقیقی بہنوں کی وجہ سے محروم نہیں ہوتی) اور جدّات کو سدس ملے گا۔ مسئلہ بارہ سے بنتا ہے۔ یہاں بارہ نے سترہ کی طرف عول کیا۔ یہاں ہر ایک پر تبائن کی کسر واقع ہو رہا ہے۔ اور عدد رؤس (چار، پانچ، تین اور تین) ہیں۔ یہاں مضروب ساٹھ آیا۔ اب عول کو ساٹھ سے ضرب دے اور ہر فریق کے حصّے کو بھی ساٹھ سے ضرب دے دیں۔ تو اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو جائے گا۔ نیز ہر زوجہ کو پینتالیس حصّے، ہر ایک اخت عینی کو چھیانوے حصّے، ہر اخت لام کو اسّی حصّے اور ہر جدّہ کو چالیس حصّے ملیں گے۔

سبق نمبر 49۔

مثال نمبر 58

مسئلہ 24، 4320

اعمام ⑥	بنات ⑱	جدات ⑮	زوجات ④
1	16	4	3
180	2880	720	540

یہاں زوجات کو ثمن، جدات کو سدس، بنات کو ثلثان اور اعمام عصبة۔ یہاں مسئلہ چوبیس سے بنتا ہے۔ زوجات میں تبائن کی نسبت ہے، تو پہلا عدد رؤس چار ہوا۔ جدات میں بھی تبائن کی نسبت ہے تو دوسرا عدد رؤس پندرہ ہوا، بنات میں توافق کی نسبت ہے۔ اور دونوں دو پر پورے پورے تقسیم ہوتے ہین۔ اور اسکا وفق نو ہے۔ تو تیسرا عدد رؤس نو ہوا۔ اور اعمام کا عدد رؤس چھ ہے۔ ہمارے پاس چار عدد رؤس (چار، پندرہ، نو اور چھ) ہیں۔ اسکا مضروب ایک سو اسّی ہے۔ اب اصل مسئلہ کو بھی ایک سو اسّی سے ضرب دے اور ہر ایک کے حصّے کو بھی ایک سو اسّی سے ضرب دے دیں۔ اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو جائے گا۔

اس سے ہر زوجہ کو ایک سو اسّی حصّے، ہر جدہ کو اڑتالیس حصّے، ہر بنت کو ایک سو ساٹھ حصّے اور ہر چچا کو تیس حصّے ملیں گے۔

مثال نمبر 59

زوجات ④	بنات ㉟	جدات ⑨	اعمام ㊳
3	16	4	1
3780	20160	5040	1260

مسئلہ 24، 30240

یہاں زوجات کو ثمن، بنات کو ثلثان، جدات کو سدس اور اعمام عصبۃ۔ مسئلہ چوبیس سے بنے گا۔ زوجات پر تبائن کی نسبت ہے تو پہلا عدد رؤس چار ہے۔ بنات میں بھی تبائن کی نسبت ہے تو دوسرا عدد رؤس پینتیس ہے۔ جدات کا عدد رؤس نو ہے اور اعمام کا عدد رؤس تریسٹھ ہے۔ اب عدد رؤس (4، 35، 9 اور 63) ہیں۔ یہاں مضروب 1260 ہے۔ اصل مسئلہ اور تمام سِہام کو 1260 سے ضرب دے دیں۔ ہر زوجہ کو 945، ہر بنت کو 576 حصّے، ہر جدّہ کو 560 حصّے اور ہر چچا کو بیس حصے ملیں گے۔ اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گیا۔

مثال نمبر 60

زوجات ②	جدات ⑤	أب	أخ
3	2	7	محروم
30	20	70	

مسئلہ 12، 120

یہاں زوجات کو ربع، جدات کو سدس، اب عصبۃ جبکہ اخ محروم ہوگا۔ کیونکہ ابٌ موجود ہے۔ مسئلہ بارہ سے بنے گا۔ یہاں مضروب دس ہے۔ اصلِ مسئلہ اور تمام سِہام کو دس سے ضرب دے دیں۔ ہر زوجہ کو پندرہ حصّے، ہر جدّہ کو چار حصّے اور باپ کو ستّر حصّے ملیں گے۔

مثال نمبر 61

زوجات ③	بنات ⑨	اعمام ㉗
3	16	5
81	432	135

مسئلہ 24، 648

یہاں زوجان کو ثمن، بنات کو ثلثان اور اعمام عصبۃ بنے گا۔ مسئلہ چوبیس سے حل ہوگا۔ زوجات میں تماثل کی نسبت ہے۔ تو پہلا عدد رؤس تین ہے۔ بنات کے لئے عدد رؤس نو ہے۔ اور اعمام کے لئے عدد رؤس ستائیس ہے۔ مضروب ستائیس ہے۔ اصل مسئلہ اور تمام سِہام کو ستائیس سے ضرب دے۔ ہر زوجہ کو ستائیس، ہر بنت کو اڑتالیس اور ہر چچا کو پانچ حصّے ملیں گے۔

مثال نمبر 62

مسئلہ 3 ، 240

اعمام (80)	بنات (40)
1	2
80	160

یہاں بنات کو ثلثان اور اعمام عصبة۔ مسئلہ تین سے بنے گا۔ بنات میں تداخل کی نسبت ہے۔ اور پہلا عدد رؤس چالیس ہے۔ دوسرا عدد رؤس 80 ہے۔ اب مضرور اسّی ہے۔ اب اصلِ مسئلہ کو بھی اسّی سے ضرب دو اور تمام سِہام کو بھی اسّی سے ضرب دو۔ ہر بنت کو چار حصّے اور ہر چچا کو ایک حصّہ ملیں گا۔

مثال نمبر 63

مسئلہ 12 عول 15 ، 15300

اخوات لِأب (2)	اخوات لِأمّ (17)	اخوات عینی (15)	زوجات (4)
محروم	4	8	3
	4080	8160	3060

یہاں زوجات کو ربع، اخوات عینی کو ثلثان، اخوات لام کو ثلث، اخوات لاب محروم ہوں گی کیونکہ اخوات عینی موجود ہیں۔ مسئلہ بارہ سے بنے گا۔ یہاں بارہ نے پندرہ کی طرف عول کیا۔ یہاں عدد رؤس (چار، پندرہ اور سترہ) ہیں۔ ان تینوں میں تبائن کی نسبت ہے، لہٰذا مضروب ایک ہزار بیس ہے۔ ایک ہزار بیس کے ساتھ عول کو بھی ضرب دیں، اور ایک کے سہام کو بھی ضرب دے دیں۔ اور اسی طرح ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ حصّہ خود معلوم کریں۔

سبق نمبر 50۔ فصل فی قسمۃِ التّرکاتِ بَیْنَ الوَرَثَـۃِ وَالغُرَمَآءِ

یہ فصل ہے ترکوں کے تقسیم کے بیان میں، وارثوں اور قرض خواہوں کے درمیان۔

بھئی یہ فصل جو ہے! اس میں یہ بیان کیا جائے گا، کہ کتنا کتنا ترکہ وارثوں میں کس طرح تقسیم ہوگا۔ اور غرماء کے درمیان۔ غرماء جمع ہے غریم کی۔ غریم: قرض خواہ۔ بھئی دیکھئے ابھی تک آپ نے جو مسائل حل کئے، اُس میں صرف اتنا بیان کرتے تھے آپ، کہ کل ترکہ جتنا بھی ہے، اُس کے اتنے حصّے کر لئے جائیں، اور اتنے حصّے فلاں وارث کو دے دیں، اور اتنے حصّے فلاں وارث کو دے دیں۔

لیکن کبھی کبھار مثلاً کوئی شخص آپ سے پوچھ لے، کہ بھئی ترکہ ہے پندرہ لاکھ روپے، تو ہر وارث کو کتنا کتنا ملے گا۔ تو اس صورت میں مسئلہ بنانے کے بعد مزید عمل کرنا پڑتا ہے۔

جب تصحیح اور ترکہ میں تماثل کی صورت ہو، تو وہاں کسی حساب کتاب کی ضرورت نہیں۔

پہلے ہم تماثل کے ایک دو مثالیں کرتے ہیں۔ اور موافقت اور مباینت کی مثالیں پھر کرتے ہیں۔

تماثل کی صورت میں

مثال نمبر 64

مسئلہ 6 — کُل ترکہ 6 دینار

زوج	أمّ	أب
3	1	2

اولاد نہ ہونے کی صورت میں زوج کا حصّہ نصف، یہاں اُمّ کو ثلث ما بقی ملے گا۔ کیونکہ جب باب مع احدُ الزوجین آجائے تو اُس صورت میں ماں کو ثلث ما بقی ملتا ہے۔ اور باپ صرف عصبة بنے گا۔ (یہاں زوج کا حصہ نصف نوع اوّل سے آیا اور اُمّ کا حصہ ثلث ما بقی نوع ثانی سے، تو مسئلہ چھ سے بنائیں گے۔) زوج کا حصّہ نصف ہے تو چھ میں سے زوج کو تین ملے۔ اب باقی تین بچ گئے۔ تو اُم کو مابقی کا ثلث یعنی ایک ملا۔ اور باپ کو بطور عصبة دو حصّے ملے۔ یہاں کسی پر کسر نہیں۔ بس مسئلہ کی تصحیح ہو گئی۔ چھ ہی سے مسئلہ بنے گا۔

یہاں مسئلہ بنایا چھ سے اور کل ترکہ بھی چھ دینار ہے، تو دونوں میں تماثل کی نسبت ہے۔ تو لہٰذا اب کوئی حساب کی ضرورت نہیں۔ یعنی چھ دیناروں میں سے زوج کو تین دینار، ماں کو ایک دینار اور باپ کو دو دینار دیں گے۔

مثال نمبر 65

مسئلہ 6 — کُل ترکہ 6 دینار

أب	أمّ	بنتان
1	1	4

بنتان کو ثلثان، ام کو سدس ملے گا کیونکہ اولاد موجود ہے۔ اور باب کو سدس بھی ملے گا اور عصبة بھی ہوگا، کیونکہ یہاں صرف بیٹیاں ہیں۔ ثلثان اور سدس ایک ہی نوع کے ہیں۔ اور اس میں چھوٹا سدس ہے۔ اور سُدُس کے ہم نام عدد سِتَّ یعنی چھ سے مسئلہ بنائیں گے۔ چھ میں سے بنتان کو چار حصّے ملیں گے، ماں کو سدس یعنی ایک حصّہ اور باپ کو سدس یعنی ایک حصّہ۔ اور بطور عصبة باپ کے لئے کچھ نہ بچا۔

یہاں مسئلہ کی تصحیح چھ سے ہو گئی اور ترکہ بھی چھ۔ تو ان دونوں میں تماثل کی نسبت ہے۔ لہٰذا کسی حساب کی ضرورت نہیں۔ بیٹیوں کا حصّہ چار ہے تو اِس کو چار دینار ملیں گے۔ جس میں ہر بیٹی کو دو دو دینار ملیں گے۔ ماں کا حصّہ ایک تو اس کو دینار بھی ایک ملے گا اور باپ کا حصّہ ایک تو اس کو دینار بھی ایک ملے گا۔

اب صاحب سراجیؒ یہاں مُبایَنت اور موافقت والی صورت ذکر کر رہے ہیں۔ پہلے مُباینت والی صورت ذکر فرما رہے ہیں۔ **اذا کان بین التّصحیح والترکةِ مُبایَنَةٌ** جب تصحیح اور ترکہ کے درمیان مُباینت ہو۔ یعنی مُباینت والی نسبت ہو۔

اوپر کے مسئلے مثال نمبر 65 میں بنتان کو چار دینار ملے۔ اِسے فریق کا حصّہ کہتے ہے۔ یعنی ساروں کا اکھٹا حصّہ۔ چاہیے ایک فریق کے اندر ایک وارث ہو یا دس پندرہ وارث ہو۔ اور اگر ایک ایک بیٹی کا حصّہ نکالے تو اِسے کہتے ہیں کہ یہ اِس فریق کے ہر ہر وارث کا حصّہ ہے۔ تو اوپر کے مسئلہ میں ہر ہر بیٹی کو دو دو دینار ملے۔ تو یہ دو دینار اُس فریق کے ہر وارث کا حصّہ ہوا۔

تو کتاب میں صاحب سراجیؒ یہ دونوں ذکر فرمائیں گے۔ پہلے بتلائے گا کہ ہر ہر وارث کا حصّہ کیسے نکالنا ہے۔ اُس کے بعد آگے چل کر بتلائے گا کہ ایک ایک فریق کا حصّہ کیسے نکالنا ہے۔ یعنی ایک فریق کے اندر چاہیے دس افراد ہیں، چاہیے پندرہ افراد ہیں، تو اُن سب کا حصّہ اکھٹا کیسے نکالنا ہے۔

فاضْرِبْ سِهامَ كُلِّ وارثٍ تو آپ ضرب دیجئے ہر وارث کے حصّوں کو من التصحيح تصحیح میں سے۔ یعنی تصحیح کے بعد جو حصّے بنے ہیں۔ اُس کو ضرب دیں گے۔ یہ ضرب کس میں دیں گے۔ آگے صاحب سراجیؒ بتلاتے ہیں۔ في جميع التّركةِ پورے ترکے کے اندر اُس کو ضرب دے دیں۔ ثُمَّ اقْسِمِ الْمَبْلَغَ پھر آپ تقسیم کیجئے مَبلَغ یعنی حاصل ضرب کو على التصحيح تصحیح سے۔ مثالُهُ بنتانِ وابوانِ اسکی مثال جیسے دو بیٹیاں اور ماں باپ۔ والتركةُ سبعةُ دنانيرَ اور ترکہ سات دینار ہو۔

تباین کی صورت میں ہر وارث کا حصہ نکالنے کا فارمولہ۔

$$\frac{\text{وارث کے سہام} \times \text{کُل ترکہ}}{\text{تصحیح}}$$

مثال نمبر 66

مسئلہ 6 — کُل ترکہ 7 دینار

بنتان	أمّ	أب
4	1	1

مثال نمبر 66 مثال نمبر 65 کی طرح ہے۔ یہاں مسئلہ کی تصحیح چھ سے ہوئی اور ترکہ سات دینار ہیں۔ تو تصحیح اور ترکہ میں تبائن کی نسبت ہے۔

ایک بیٹی کے سہام = 2

ترکہ میں سے ایک بیٹی کا حصّہ = $\frac{\text{وارث کے سہام} \times \text{کُل ترکہ}}{\text{تصحیح}}$

$$= \frac{7 \times 2}{6} = \frac{\cancel{14}^{7}}{\cancel{6}_{3}} = \frac{7}{3} = 2\frac{1}{3} \text{ دینار}$$

درس 51۔

ماں کے سہام = 1

ترکہ میں سے ماں کا حصّہ = $\frac{\text{وارث کے سہام} \times \text{کُل ترکہ}}{\text{تصحیح}}$

$= \frac{7 \times 1}{6} = \frac{7}{6} = 1\frac{1}{6}$ دینار

باپ کے سہام = 1

ترکہ میں سے باپ کا حصّہ = $1\frac{1}{6}$ دینار

پڑتال

$1\frac{1}{6} + 1\frac{1}{6} + 2\frac{1}{3} + 2\frac{1}{3}$

$\frac{7}{6} + \frac{7}{6} + \frac{7}{3} + \frac{7}{3} =$

$= \frac{7 + 7 + 14 + 14}{6} = \frac{42}{6} = \frac{7}{1} = 7$

چونکہ ہم ہر ہر وارث کا حصّہ نکالنا چاہتے ہیں۔ اسی لئے ہر ہر وارث کو علیحدہ لکھیں گے۔ اور نیچے اُسکا حصّہ لکھیں گے۔

مسئلہ 6 — کُل ترکہ 7 دینار

بنت	بنت	أمّ	أب
2	2	1	1
$2\frac{1}{3}$ دینار	$2\frac{1}{3}$ دینار	$1\frac{1}{6}$ دینار	$1\frac{1}{6}$ دینار

مثال نمبر 67

مسئلہ 3 تصحیح 12 — کُل ترکہ 13 دینار

أختان	أخ	بنتان
1		2
4		8

یہاں بنتان کو ثلثان ملے گا۔ اخٌ ، اختان کے ساتھ مل کر عصبة بنے گا۔ ایک بھائی دو بہنوں کے برابر ہوتا ہے۔ لہذ یہاں ایک بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ پس عدد رؤس یہاں پر چار ہے۔ اور ثلثان کا ہم نام عدد ثلاثة ہے، تو یہاں پر مسئلہ تین سے بنے گا۔ تین کا ثلثان دو ہے۔ تو بنتان کے نیچے دو لکھا۔ اور باقی ایک بچا۔ تو اخ اور اختان کے نیچے لکیر کھینچ کر ایک لکھا۔

اب دیکھئے بیٹیاں ہے دو اور ان کے حصّے بھی دو ہیں، تو یہاں کسر نہیں آرہا۔ اخ اور اختان کا عدد رؤس چار ہیں اور حصّہ ایک۔ تو یہاں پر کسر آرہا ہے۔ تو مسئلہ کی تصحیح کے لئے اصلِ مسئلہ کو بھی چار سے ضرب دیں ، نیز ہر سِہام کو بھی چار سے ضرب دیں۔ تو بنتان کے حصّے آٹھ آئیں اور اخٌ اور اختان دونوں کے حصّے چار آئے۔

اب تصحیح اور کا ترکہ میں تبائن کی نسبت ہے۔

ایک بیٹی کے سہام = 4

ترکہ میں سے ایک بیٹی کا حصّہ = $\frac{\text{وارث کے سہام} \times \text{کُل ترکہ}}{\text{تصحیح}}$

$= \frac{13 \times 4}{12} = \frac{13}{3} = 4\frac{1}{3}$ دینار

(4 اور 12 کو کاٹ کر 1 اور 3 لکھا گیا)

ایک بہن کے سہام = 1

ترکہ میں سے ایک بہن کا حصّہ = $\frac{\text{وارث کے سہام} \times \text{کُل ترکہ}}{\text{تصحیح}}$

$= \frac{13 \times 1}{12} = \frac{13}{12} = 1\frac{1}{12}$ دینار

بھائی کے سہام = 2

ترکہ میں سے بھائی کا حصّہ = $\frac{\text{وارث کے سہام} \times \text{کُل ترکہ}}{\text{تصحیح}}$

$$\frac{13 \times 2}{12} = \frac{13}{6} = 2\frac{1}{6}$$ دینار

پڑتال

$$1\frac{1}{12} + 1\frac{1}{12} + 2\frac{1}{6} + 4\frac{1}{3} + 4\frac{1}{3}$$

$$\frac{13}{12} + \frac{13}{12} + \frac{13}{6} + \frac{13}{3} + \frac{13}{3} =$$

$$\frac{13 + 13 + 26 + 52 + 52}{12} = \frac{156}{12} = \frac{13}{1} = 13$$

اب ہر ہر وارث کو علیحدہ لکھیں۔ اور اس کو جتنا جتنا ترکہ ملتا ہے، وہ بھی ہر ایک کے نیچے لکھے۔

مسئلہ 3 ت 12 — کُل ترکہ 13 دینار

بنت	بنت	أخ	اخت	اخت
4	4	2	1	1
$4\frac{1}{3}$ دینار	$4\frac{1}{3}$ دینار	$2\frac{1}{6}$ دینار	$1\frac{1}{12}$ دینار	$1\frac{1}{12}$ دینار

درس 52۔

ترکے کے تقسیم کے مسائل ہم پڑھ رہے ہیں۔ پہلا صورت یہ تھا کہ تصحیح اور ترکہ میں تماثل تھا۔ دوسرا صورت یہ تھا کہ ترکہ اور تصحیح میں تبائن تھا۔ اب صاحب سراجیؒ ترکے کے تقسیم کی تیسری صورت ذکر فرما رہے ہیں، جب تصحیح اور ترکہ کے درمیان توافق ہو۔ **و اذا کان بین التّصحیح والترکةِ مُوَافَـقَـةٌ** جب تصحیح اور ترکہ کے درمیان موافقت ہو، یعنی توافق کی نسبت ہو۔ **فَاضْرِبْ سِہامَ کُلِّ وارثٍ من التّصحیح** تو آپ ضرب دے دیجئے تصحیح میں سے ہر وارث کے جو حصّے ہیں اُن کو **فی وفقِ الترکة** ترکہ کے وفق میں۔ یعنی ہر وارث کے حصّے کو

ترکہ کے وفق میں ضرب دیجئے۔ ثُمَّ اقْسِمِ الْمَبْلَغَ پھر تقسیم کیجئے مَبْلَغْ کو یعنی حاصل ضرب کو۔ علیٰ وَفْقِ التَّصْحِیْح تصحیح کے وفق سے۔ فالخارجُ نصیبُ ذٰلکَ الوارثِ پس وہ جو حاصل قسمت ہے وہ حصّہ ہے اُس وارث کا فی الوجھین دونوں صورتوں میں۔ یعنی تبائن والی صورت اور توافق والی صورت۔ یعنی دونوں صورتوں میں جو حاصل قسمت آئے گا۔ وہی اُس وارث کا حصہ ہوگا۔

توافق کی صورت میں	=	$\dfrac{\text{وارث کے سہام} \times \text{وفقِ ترکہ}}{\text{وفقِ تصحیح}}$

مثال نمبر 68

مسئلہ 6 عـــــ 9 کُل ترکہ 12 دینار

زوج	جدّہ	أخ لأمّ	أختان عینی
3	1	1	4

اولاد نہ ہونے کی صورت میں زوج کو نصف ملتا ہے۔ یہ نوع اوّل سے آیا۔ جدّہ کو سدس یہ نوع ثانی میں سے آیا۔ اخ لامٍّ یعنی اخیافی بھائی جب ایک ہو تو اس کو سدس ملتا ہے۔ یہ بھی نوع ثانی سے آیا۔ اختان عینی جب دو یا زیادہ ہو تو اس کو ثلثان ملتا ہے۔ تو یہ بھی نوع ثانی سے آیا۔ جب نوع اوّل کا نصف آئے نوع ثانی کے ساتھ، تو مسئلہ چھ سے بناتے ہیں۔ زوج کو نصف یعنی تین حصّے دیں گے۔ تو زوج کے نیچے 3 لکھیں۔ جدّہ کو سدس دیں گے۔ تو جدّہ کے نیچے ایک لکھیں۔ اخ لام کو بھی سدس دیں گے، تو اس کے نیچے بھی ایک لکھیں۔ اختان عینی کو ثلثان دیں گے تو اس کے نیچے چار لکھیں۔ یہاں پر تمام سِہام نو بن گئے۔ تو چھ نے نو کی طرف عول کیا۔ اب تصحیح نو سے ہوگئی۔ نیز یہاں کسی پر کسر نہیں آ رہا۔ پس تصحیح اور کل ترکہ میں توافق کی نسبت ہے۔ نو اور بارہ دونوں تین سے برابر تقسیم ہوتے ہیں۔ تو وفق ترکہ چار آیا۔ یعنی کل ترکہ کو تین پر تقسیم کرے۔ اور وفق تصحیح تین آیا۔ یعنی عول جو کہ نو ہے اِسکو تین پر تقسیم کرے۔

اب نیچے ہر ہر وارث کے حصّے نکالیں گے۔

زوج کے سہام = 3

$$\text{ترکہ میں سے زوج کا حصّہ} = \frac{\text{وارث کے سہام} \times \text{وفقِ ترکہ}}{\text{وفقِ تصحیح}}$$

$$= \frac{4 \times \cancel{3}^{1}}{\cancel{3}_{1}} = \frac{4}{1} = 4 \text{ دینار}$$

جدّہ کے سہام = 1

$$\text{ترکہ میں سے جدّہ کا حصّہ} = \frac{\text{وارث کے سہام} \times \text{وفقِ ترکہ}}{\text{وفقِ تصحیح}}$$

$$= \frac{4 \times 1}{3} = \frac{4}{3} = 1\frac{1}{3} \text{ دینار}$$

$$\text{ترکہ میں سے اخیافی بھائی کا حصّہ} = 1\frac{1}{3} \text{ دینار}$$

حقیقی بہن کے سہام = 2

$$\text{ترکہ میں سے حقیقی بہن کا حصّہ} = \frac{\text{وارث کے سہام} \times \text{وفقِ ترکہ}}{\text{وفقِ تصحیح}}$$

$$= \frac{4 \times 2}{3} = \frac{8}{3} = 2\frac{2}{3} \text{ دینار}$$

پڑتال

$$2\frac{2}{3} + 2\frac{2}{3} + 1\frac{1}{3} + 1\frac{1}{3} + 4$$

$$= \frac{8}{3} + \frac{8}{3} + \frac{4}{3} + \frac{4}{3} + 4$$

$$= \frac{8 + 8 + 4 + 4 + 12}{3} = \frac{\cancel{36}^{12}}{\cancel{3}_{1}} = 12$$

اب ہر ہر وارث کو علیحدہ علیحدہ لکھو۔ اور ہر ایک کو جتنا ترکہ ملتا ہے اُس کو بھی نیچے لکھو۔

مسئلہ 6 عول 9 — کُل ترکہ 12 دینار

زوج	جدّہ	أخ لِأمّ	اخت عینی	اخت عینی
3	1	1	2	2
4 دینار	$1\frac{1}{3}$ دینار	$1\frac{1}{3}$ دینار	$2\frac{2}{3}$ دینار	$2\frac{2}{3}$ دینار

ا

مثال نمبر 69

مسئلہ 3 ت 12 — کُل ترکہ 15 دینار

بنتان	أخ أختان
2	1
8	4

اخ اور اختان یہ عصبۃ۔ بنتان کو ثلثان تو مسئلہ کو تین سے بناتے ہیں۔ تین میں سے بنتان کو دو حصّے اور "اخ اور اختان" کو ایک حصّہ ملے گا۔ "اخ اور اختان" پر کسر واقع ہو رہا ہے۔ ایک بھائی دو بہنوں کے برابر ہے۔ تو یہاں عدد رؤس چار بنا۔ اب اصل مسئل کو چار سے ضرب دے تو بارہ آیا۔ اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوا۔ نیز ہر وارث کے سِہام کو بھی چار سے ضرب دے دیں۔ تو بنتان کے نیچے آٹھ آیا اور "اخ اور اختان" کے نیچے چار آیا۔

اب کل ترکہ پندرہ دینار اور تصحیح بارہ میں توافق کی نسبت ہے، اور دونوں تین پر پورے پورے تقسیم ہوتے ہیں۔ تو وفق ترکہ پانچ آیا،یعنی پندرہ کو تین پر تقسیم کیا۔ اور وفق تصحیح چار آیا، یعنی بارہ کو تین پر تقسیم کیا۔

اب ہر ہر وارث کے سہام معلوم کرتے ہیں۔

ہر بیٹی کے سہام = 4

ترکہ میں سے ہر بیٹی کا حصہ = $\frac{5 \times 4}{4} = \frac{5}{1} = 5$ دینار

بھائی کے سہام = 2

ترکہ میں سے بھائی کا حصہ = $\frac{5 \times 2}{4} = \frac{5}{2} = 2\frac{1}{2}$ دینار

ہر بہن کے سہام = 1

ترکہ میں سے ہر بہن کا حصہ = $\frac{5 \times 1}{4} = \frac{5}{4} = 1\frac{1}{4}$ دینار

مسئلہ 3 ، 12 — کُل ترکہ 15 دینار

بنت	بنت	أخ	اخت	اخت
1	1		1	
4	4		4	
		2	1	1
5 دینار	5 دینار	$2\frac{1}{2}$ دینار	$1\frac{1}{4}$ دینار	$1\frac{1}{4}$ دینار

اب ہر ہر وارث کا ترکہ ہر ہر وارث کے نیچے لکھے۔

درس 53۔

اس سے پہلے ایک ایک وارث کا حصّہ ہم نکالتے تھے۔ اور دونوں صورتیں مصنف رح نے ذکر فرمائی۔ کہ ایک ایک وارث کا حصّہ تبائن کی صورت میں کیسے نکالیں گے اور توافق کی صورت میں کیسے نکالیں گے۔ آج مصنف رح فریق کے حصّے کے بارے میں بیان فرمائیں گا۔ اور اس میں بھی دو صورتیں بنتی ہیں۔ تبائن کی صورت اور توافق کی صورت۔

هٰذا لمعرفةِ نصيبِ كُلِّ فردٍ یہ جو ہے یہ ہر فرد کے حصّے کو جاننے کے لئے تھا۔ یعنی ابھی تک جو ہم نے پڑھا، اُس طریقے سے ہر ہر وارث کا سِہام معلوم ہوتا تھا۔ اب مصنف رح آگے بتلائے گا کہ ہر فریق کا حصّہ تبائن کی صورت میں کیسے نکالنا ہوگا اور توافق کی صورت میں کیسے نکالنا ہوگا۔ مثال نمبر 70 تباین کی صورت میں ہر فریق کے حصّے نکالنے کے لئے ہے۔ اور مثال نمبر 71 توفق کی صورت میں ہر فریق کے حصّے کو نکالنے کے لئے ہے۔ اَمّا لمعرفة نصيب كلِّ فريق منهم باقی ہر فریق کے حصّے کو جاننے کے لئے اُن میں سے فاضرِبْ ما كان لِكُلِّ فريقٍ مِنْ اصلِ المسئَلةِ تو پھر آپ ضرب دیجئے وہ جو ہر فریق کا حصّہ ہے اصلِ مسئلہ میں۔ فی وَفْقِ التَّـرِكَـةِ ترکہ کے وفق میں ثُـمَّ اقْسِمِ الْمَبْلَغَ علىٰ وَفْقِ المسْألةِ پھر جو حاصل ضرب ہے اُس کو ضرب دیجئے وفقِ مسئلہ سے یعنی وفق تصحیح سے۔ اِنْ كان بينَ التَّـركةِ والمسألةِ مُوافَقَةٌ اگر ترکہ اور مسئلہ کے اندر توافق ہو۔ یعنی ترکہ اور تصحیح کے درمیان توافق کی نسبت ہو۔ جیسا کہ مثال نمبر 71 میں تصحیح 42 ہے اور کل ترکہ 63 دینار ہے۔ تو یہاں ان دونوں کے درمیان توافق کی نسبت ہے۔ پس توافق کی صورت میں فارمولہ:

توافق کی صورت میں = (ہر فریق کے سہام x وفقِ ترکہ) / وفقِ تصحیح

وَ اِنْ كان بينَـهُما مبايَـنَـةٌ اور اگر ان دونوں کے درمیان مُباینت ہو۔ یعنی تصحیح اور ترکہ کے درمیان مباینت کی نسبت ہو۔ جیسا کہ مثال 70 میں ہے۔ کتاب میں کتابت کی غلطی سے بینھا لکھا ہے۔ فاضربْ تو پھر آپ ضرب دیجئے۔ ضمیر راجع ہے "ما كانَ لكلِّ فريقٍ" کو۔ یعنی وہ جو ہر فریق کا حصّہ ہے اُس کو ضرب دیجئے۔ فی كُلِّ تركةِ کل ترکہ میں۔ ثُـمَّ اقْسِمِ الْحَاصِلَ پھر

تقسیم کیجئے حاصل کو **علٰی جمیعِ المسألۃِ** جمیع مسئلہ پر۔ یعنی تصحیح پر تقسیم کرے۔ یہ ہے تباین کی صورت۔

تباین کی صورت میں فارمولہ:

تباین کی صورت میں = (ہر فریق کے سہام x کُل ترکہ) / تصحیح

فالخارجُ نصیبُ ذٰلکَ الفریقِ فی الوجھین تو حاصل قسمت جو ہے وہ حصّہ ہوگا اُس فریق کا، دونوں صورتوں میں۔ یعنی توافق کی صورت میں بھی اور تباین کی صورت میں بھی

تباین کی صورت میں = (ہر فریق کے سہام x کُل ترکہ) / تصحیح

مثال نمبر 70

مسئلہ 3 ← 105   کُل ترکہ 104 دینار

بنات ⑦	اعمام ⑤
2	1
70	35
$69\frac{1}{3}$ دینار	$34\frac{2}{3}$ دینار

دو یا زیادہ بنات ہو تو اُن کو ثلثان ملتا ہے۔ اور اعمام عصبۃ ہیں۔ تو مسئلہ تین سے بنے گا۔ تین میں سے دو حصّے بنات کو مل جائے گا اور ایک حصّہ اعمام کو بطور عصبۃ ملے گا۔ دونوں پر تبائن کی کسر واقع ہو رہا ہیں۔ عدد رؤس سات اور پانچ ہیں۔ ان دونوں میں بھی تبائن کی نسبت ہے۔ تو سات کو پانچ سے ضرب دیا اور پینتیس آیا۔ اب پینتیس کو اصلِ مسئلہ میں ضرب دیا تو ایک سو پانچ آیا۔ نیز تمام سِہام کو بھی پینتیس سے ضرب دیں گے۔ تو بنات کے ستّر حصّے ہو گئے۔ اور اعمام کے پینتیس حصّے ہو گئے۔ یہ مسئلہ کی تصحیح ہو گئی۔

یہاں کل ترکہ ایک سو چار دینار ہے۔ ترکہ اور تصحیح میں تبائن کی نسبت ہے۔

بنات کے سہام = 70

ترکہ میں سے بنات کا حصہ = $\frac{104 \times 70}{105} = \frac{208}{3} = 69\frac{1}{3}$ دینار

اعمام کے سہام = 35

ترکہ میں سے اعمام کا حصہ = $\frac{104 \times 35}{105} = \frac{104}{3} = 34\frac{2}{3}$ دینار

پڑتال

$69\frac{1}{3} + 34\frac{2}{3}$

$= \frac{208}{3} + \frac{104}{3}$

$= \frac{104 + 208}{3} = \frac{312}{3} = \frac{104}{1} = 104$

توافق کی صورت میں	=	ہر فریق کے سہام x وفقِ ترکہ / وفقِ تصحیح

مثال نمبر 71

مسئلہ 6 ت 42 — کُل ترکہ 63 دینار

جدات ⑦	اخوات عینی ⑦	اعمام ⑦
1	4	1
7	28	7
$10\frac{1}{2}$ دینار	42 دینار	$10\frac{1}{2}$ دینار

جدّات کو سدس ملتا ہے۔ یہ نوع ثانی میں سے ہے۔ اخوات عینی کو ثلثان ملتا ہے۔ یہ بھی نوع ثانی میں سے ہے۔ اور اعمام عصبة ہے۔ مسئلہ چھ سے بنے گا۔ چھ کا سدس ایک ہے۔ تو

جدّات کے نیچے ایک لکھے۔ چھ کا ثلثان چار ہے لہٰذا اخوات عینی کے نیچے چار لکھیں گے۔ باقی ایک حصّہ بچا تو وہ اعمام کے نیچے لکھیں گے۔ ہر ایک میں یہاں کسر واقع ہو رہا ہے۔ تو ہمارے پاس عدد رؤس سات، سات اور سات ہیں۔ ان میں تماثل کی نسبت ہے۔ اب سات کو اصلِ مسئله چھ سے ضرب دیں گے تو 42 آیا۔ نیز ہر فریق کے سِہام کو بھی سات سے ضرب دے اور اُس فریق کے نیچے لکھے۔ تو جدات کے نیچے سات آیا، اخوات عینی کے نیچے اٹھائیس اور اعمام کے نیچے سات آیا۔ یہ مسئله کی تصحیح ہوا۔

اب کل ترکہ تریسٹھ دینار ہیں۔ تصحیح اور ترکہ میں توافق کی نسبت ہے۔ دونوں اکیس پر پورے پورے تقسیم ہو رہے ہیں۔ وفق ترکہ تین ہے۔ اور وفق تصحیح دو ہے۔

جدّات کے سہام = 7

ترکہ میں سے جدّات کا حصہ = $\frac{3 \times 7}{2} = \frac{21}{2} = 10\frac{1}{2}$ دینار

اخواتِ عینی کے سہام = 28

ترکہ میں سے اخواتِ عینی کا حصہ = $\frac{3 \times \cancel{28}^{14}}{\cancel{2}_{1}} = \frac{42}{1} = 42$ دینار

اعمام کے سہام = 7

ترکہ میں سے اعمام کا حصہ = $\frac{3 \times 7}{2} = \frac{21}{2} = 10\frac{1}{2}$ دینار

درس 54۔ ابھی تک جو صورتیں ہم نے پڑھی، اُس میں ایک مُعَیَّن ترکے کے مقدار کو ذکر کیا جاتا تھا۔ کہ اسکو وارثوں میں کیسے تقسیم کیا جاتا تھا۔ اب آج صاحب سراجیؒ آپ کو بتائیں گے، کہ قرض خواہوں کے اندر ترکے کو کس طرح تقسیم کیا جائے گا۔

تو اس میں ایک صورت تو یہ ہے، کہ ترکہ زیادہ ہو اور قرضہ ہے تھوڑا۔ تو اس میں کوئی مشکل نہیں۔ اسکا قرضہ ادا کیا جائے۔ اور باقی کا مال ترکہ ہے۔ اُس کو وارثوں میں تقسیم کیا جائے۔

دوسرا صورت یہ کہ جتنا ترکہ ہو، اُتنا ہی قرضہ ہو۔ پھر بھی کوئی مشکل نہیں۔ ہر ہر قرض خواہ کو اُس کا قرضہ دے دوں۔

تیسرا صورت یہ کہ کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ قرضہ زیادہ ہوتا ہے اور ترکہ کم ہوتا ہے۔ تو اس صورت میں اگر ایک ہی قرض خواہ ہے۔ تو پھر سارا مال اُسی کو دے دیں گے۔ لیکن کبھی قرض خواہ زیادہ ہوتے ہیں۔ اور کسی کا قرضہ زیادہ ہوتا ہے کسی کا کم۔ اور کُل قرضہ ترکہ سے بڑھ گیا۔ اب یہ جو مال ہے اِس کو ہم نے قرض خواہوں میں تقسیم کرنا ہے۔

اَمّا فی قضاءِ الدُّیونِ اور باقی قرضوں کی ادائیگی میں فدینُ کُلِّ غَریمٍ پس ہر قرض خواہ کا جو دَین ہے۔ بمنزِلۃِ سِہامِ کُلِّ وارثٍ وہ ہر وارث کے سِہام کے درجے میں ہے۔ میّت کے نیچے جو ہم ہر وارث کو لکھتے تھے، اب اسکی جگہ ہر ہر قرض خواہ کو لکھو۔ فی العملِ عمل کے اندر و مجموعُ الدُّیونِ بمنزلۃ التّصحیح اور مجموعہ دُیون جو ہے وہ تصحیح کے درجہ میں ہے۔ یعنی فارمولہ میں تصحیح کی جگہ مجموعۂ دُیون لکھو۔ اور بائیں طرف کل ترکہ جیسے لکھتے تھے ویسے لکھیں گے۔

قرض خواہوں پر قرضہ کی تقسیم

تباین کی صورت میں	=	$\dfrac{\text{ہر غریم کا قرض} \times \text{کُل ترکہ}}{\text{مجموعۂ دیون}}$

مثال نمبر 72

دیون 48 — کُل ترکہ 17 دینار

ممت

زید	بکر	خالد
12	16	20
$4\frac{1}{4}$ دینار	$5\frac{2}{3}$ دینار	$7\frac{1}{12}$ دینار

زید کا قرض = 12

ترکہ میں سے زید کا حصہ = $\dfrac{\text{ہر غریم کا قرض} \times \text{کُل ترکہ}}{\text{مجموعۂ دیون}}$

$= \dfrac{17 \times \cancel{12}^{1}}{\cancel{48}_{4}} = \dfrac{17}{4} = 4\frac{1}{4}$ دینار

بکر کا قرض $= 16$

ترکہ میں سے بکر کا حصہ $= \frac{17 \times \cancel{16}^{1}}{\cancel{48}_{3}} = \frac{17}{3} = 5\frac{2}{3}$ دینار

خالد کا قرض $= 20$

ترکہ میں سے خالد کا حصہ $= \frac{17 \times \cancel{20}^{5}}{\cancel{48}_{12}} = \frac{85}{12} = 7\frac{1}{12}$ دینار

پڑتال

$$7\frac{1}{12} + 5\frac{2}{3} + 4\frac{1}{4}$$

$$= \frac{85}{12} + \frac{17}{3} + \frac{17}{4}$$

$$= \frac{85 + 68 + 51}{12} = \frac{\cancel{204}^{17}}{\cancel{12}_{1}} = \frac{17}{1} = 17$$

توافق کی صورت میں

ضابطہ :- $\frac{\text{ہر غریم کا قرض} \times \text{وفقِ ترکہ}}{\text{مجموعۂ دیون کا وفق}}$

مثال نمبر 73

مسئلہ دیون 30 — کُل ترکہ 12 دینار

زید	احمد	خالد	حامد	ساجد
3	4	6	9	8
$1\frac{1}{5}$ دینار	$1\frac{3}{5}$ دینار	$2\frac{2}{5}$ دینار	$3\frac{3}{5}$ دینار	$3\frac{1}{5}$ دینار

زید کا قرض = 3

ترکہ میں سے زید کا حصہ = $\frac{\text{ہر غریم کا قرض} \times \text{وفقِ ترکہ}}{\text{مجموعۂ دیون کا وفق}}$

$= \frac{2 \times 3}{5} = \frac{6}{5} = 1\frac{1}{5}$ دینار

احمد کا قرض = 4

ترکہ میں سے احمد کا حصہ $= \frac{2 \times 4}{5} = \frac{8}{5} = 1\frac{3}{5}$ دینار

خالد کا قرض = 6

ترکہ میں سے خالد کا حصہ = $\frac{2 \times 6}{5} = \frac{12}{5} = 2\frac{2}{5}$ دینار

حامد کا قرض = 9

ترکہ میں سے حامد کا حصہ = $\frac{2 \times 9}{5} = \frac{18}{5} = 3\frac{3}{5}$ دینار

ساجد کا قرض = 8

ترکہ میں سے ساجد کا حصہ = $\frac{2 \times 8}{5} = \frac{16}{5} = 3\frac{1}{5}$ دینار

پڑتال

$$3\frac{1}{5} + 3\frac{3}{5} + 2\frac{2}{5} + 1\frac{3}{5} + 1\frac{1}{5}$$

$$= \frac{16}{5} + \frac{18}{5} + \frac{12}{5} + \frac{8}{5} + \frac{6}{5}$$

$$= \frac{16+18+12+8+6}{5} = \frac{\cancel{60}^{12}}{\cancel{5}_{1}} = \frac{12}{1} = 12$$

درس 55۔ آج ہم یہ پڑھیں گے کہ اگر ترکہ میں کبھی کسر ہو؟ تو پھر مسئلہ کیسے حل کیا جائے گا۔ مثلاً ترکہ ساڑھے سات دینار ہے۔ یا مثلاً ترکہ سوا نو دینار ہے۔ یا مثلا ترکہ پونے نو دینار ہے۔ تو اسکا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے کسر کو ختم کرے۔ مثلاً ساڑھے سات دینار ہے۔ تو ساڑھے سات کو دُگنا کرنے سے پندرہ آیا۔ تو دیکھو اس میں کسر ختم ہوا۔ نیز جس سے مسئلہ بنایا تھا یعنی تصحیح تو اُس کو بھی دُگنا کریں گے۔ اسی طرح اگر ہمارے پاس سوا نو دینار ترکہ ہے۔ تو اس کو چار گنا کرنے سے یہ سینتیس بن جائے گا اور کسر ختم ہو جائے گا۔ اور یہاں تصحیح کو چار گُنا کریں گے۔ اور باقی حساب اُسی طرح ہوگا جس طرح پہلے کرتے تھے۔

اسی طرح اگر ہمارے پاس پونے نو دینار ہو، تو اس سے کسر ختم کرنے کے لئے چار گُنا کر لے تو یہ پینتیس بن جائے گا۔ نیز تصحیح کو بھی چار میں ضرب دینا پڑے گا۔

آسان لفظوں میں یوں سمجھے کہ جو کسر تھا اُسی میں ضرب دینے سے کسر ختم ہوجائے گا۔ مثلاً ساڑھے سات میں سات پورا ہے اور کسر میں دو آرہا ہے۔ تو اس کو دو سے ضرب دیں گے تو پندرہ آئے گا، تو اس سے کسر بھی ختم ہوا اور تصحیح کو بھی دو سے ضرب دیں گے۔ اسی طرح سوا نو میں نو پورا ہے اور کسر میں چار آرہا ہے۔ تو اس کو چار سے ضرب دینے سے کسر ختم ہو جائے گا، اور تصحیح کو بھی چار سے ضرب دیں گے۔

مثال نمبر 74

مسئلہ 6		کُل ترکہ $7\frac{1}{2}$ دینار
زوج	أمّ	أب
3	1	2
$3\frac{3}{4}$ دینار	$1\frac{1}{4}$ دینار	$2\frac{1}{2}$ دینار

اولاد نہ ہونے کی صورت میں زوج کو نصف ملتا ہے۔ اور ماں جب احدُ الزّوجین کے ساتھ آتا ہے تو اسکو ثلث ما بقیَ ملتا ہے۔ اور باپ عصبة بنے گا کیونکہ یہاں نہ مذکر اولاد ہے نہ ہی مؤنث۔ یہاں مسئلہ چھ سے بنائیں گے۔ چھ کا نصف تین ہے۔ تو زوج کے نیچے تین لکھو۔ باقی تین بچا۔ ما بقی کا ثلث ایک ہے تو ماں کو ایک حصّہ ملے گا۔ اب دو حصّے بچ گئے۔ تو یہ باپ کو بطور عصبة ملے گا۔ اب چونکہ کل ترکہ ساڑھے سات دینار ہے۔ تو اب اسکی کسر ختم کریں گے۔ تو ترکہ کو دو سے ضرب دیں گے، نیز تصحیح کو بھی دو سے ضرب دیں گے۔

$$15 = 2 \times \frac{15}{2} = 2 \times 7\frac{1}{2} =$$ تصحیحِ ترکہ

$$12 = 2 \times 6 =$$ تصحیحِ مسئلہ

تصحیح اور ترکہ میں توافق کی نسبت ہے۔ دونوں تین سے پورے پورے تقسیم ہوتے ہیں۔ بارہ کو تین سے تقسیم کرے تو وفق تصحیح آئے گا۔ تو یہاں وفق تصحیح چار ہے۔ اور وفق ترکہ پانچ ہے۔

ترکہ میں سے زوج کا حصہ $= \frac{5 \times 3}{4} = \frac{15}{4} = 3\frac{3}{4}$ دینار

ترکہ میں سے ماں کا حصہ $= \frac{5 \times 1}{4} = \frac{5}{4} = 1\frac{1}{4}$ دینار

ترکہ میں سے باپ کا حصہ $= \frac{5 \times 2}{4} = \frac{10}{4} = \frac{5}{2} = 2\frac{1}{2}$ دینار

مثال نمبر 75

ابن	بنات ③
2	3

مسئلہ 5 کُل ترکہ $6\frac{1}{4}$ دینار

یہاں صرف بنات اور ابن ہے۔ یہ آپس میں عصبة ہو جائیں گے۔ ایک ابن دو بنات کے برابر ہوا۔ تو گویا یہاں پانچ بنات ہیں۔ تو مسئلہ پانچ سے بنے گا۔ پانچ میں سے ایک ایک بیٹی کو ایک ایک حصّہ ملے گا۔ تو بنات کے نیچے تین لکھے۔ باقی ابن کے نیچے دو لکھے۔ کل ترکہ یہاں سوا چھ دینار ہے۔ ترکہ میں کسر آرہا ہے۔ کسر کو ختم کرنے کے لئے ترکہ کو بھی چار میں ضرب دیں گے، اور تصحیح کو بھی چار میں ضرب دیں گے۔

تصحیحِ ترکہ = $6\frac{1}{4} \times 4 = \frac{25}{4} \times 4 = 25$

تصحیحِ مسئلہ = $5 \times 4 = 20$

یہاں ترکہ اور تصحیح کے درمیان توافق ہے۔ دونوں پانچ پر پورے پورے تقسیم ہوتے ہیں۔ جس سے وفق ترکہ پانچ آیا اور وفق تصحیح چار آیا۔

سبق نمبر 56۔

ترکہ میں سے بنات کا حصہ = $\frac{5 \times 3}{4} = \frac{15}{4} = 3\frac{3}{4}$ دینار

ترکہ میں سے ابن کا حصہ = $\frac{5 \times 2}{4} = \frac{10}{4} = \frac{5}{2} = 2\frac{1}{2}$ دینار

ترکہ میں سے ہر بیٹی کا حصہ = $\frac{5 \times 1}{4} = \frac{5}{4} = 1\frac{1}{4}$ دینار

مسئلہ 5 کُل ترکہ $6\frac{1}{4}$ دینار

ابن	بنت	بنت	بنت
2	1	1	1
$2\frac{1}{2}$ دینار	$1\frac{1}{4}$ دینار	$1\frac{1}{4}$ دینار	$1\frac{1}{4}$ دینار

جو کچھ اوپر مثالوں میں بیان ہوا، صاحب سراجیؒ اب وہی اپنے الفاظ میں بیان فرما رہے ہیں۔

وَ اِنْ کَانَ فِی التَّـرِکَةِ کُسُوْرٌ اور اگر ترکہ کے اندر کسریں ہوں۔ **فَابْسُطِ التَّـرِکَةَ والمسألة کِلْتَیْہِمَا** تو پھیلا دی جئے یعنی بڑھا دی جئے ترکہ اور مسئلہ دونوں کو۔ **اَیْ اِجْعَلْھُمَا مِنْ**

جنسِ الکسرِ یعنی کہ اِنکو کسر کی جنس میں سے بنا دیں۔ یعنی ترکہ اور تصحیح دونوں کو ایک ہی عدد سے ضرب دیں گے۔ ثم قَدِّم فیهِ پھر آگے کیجئے اِس کے اندر ما وہ جو رَسَمْناهُ جو ہم نے لکھ دیا۔ یعنی باقی پھر اُسی طرح ضابطے لگا کر حصّہ نکال لیجئے۔ یعنی جس طرح پہلے مسئلوں میں بیان ہوا تھا کہ ایک ایک وارث کا حصّہ کس طرح نکالیں گے اور ایک ایک فریق کا حصّہ کس طرح نکالیں گے۔

فصلٌ فی التّخارج یہ فصل ہے تخارُج کے بارے میں۔

تخارُج: بعض اوقات ورثاء میں سے کوئی وارث کسی مال کی متعیّن مقدار لے کر اپنے حصّے سے دستبردار ہو جاتا ہے۔ مثلاً مسئلہ بنتا ہے چھ سے۔ اور ایک وارث نے کسی چیز پر صلح کر لی ترکہ میں سے۔ اور اُس کے سِہام مثلاً دو تھے۔ تو اب چھ سے دو منفی کر کے آگے تصحیح کی تاء لکھیں گے اور اس کے اوپر چار لکھیں گے۔ باقی مسئلہ اُسی طرح حل کریں گے۔

مَن صالَح علیٰ شيءٍ من الترکة جس نے صلح کر لی کسی چیز پر ترکہ میں سے فَاطْرَحْ سِهامَهُ مِنَ التّصحیح تو کم کر دی جئے اُس کے حصّے تصحیح میں سے۔ طَرَحَ یَطْرُحُ: دور کرنا۔ کم کرنا، ثُمَّ اقْسِمْ ما بقیَ من الترکة پھر تقسیم کیجئے وہ جو باقی ہے ترکہ میں سے علیٰ سِهامِ الباقِیْنَ باقیوں کے حصّے پر کزوجٍ و اُمٍّ و عَمٍّ جیسا کہ خاوند ہو، ماں ہو اور چچا ہو۔ فصالَحَ الزَّوْجُ تو صلح کر لی خاوند نے علیٰ ما فِی ذِمَّتِهٖ من المهرِ اُس پر وہ جو اُس کے ذمہ میں ہے مہر میں سے و خَرَجَ مِنَ الْبَیْنِ اور درمیان میں سے نکل گیا۔

تخارج

مثال نمبر 76

مسئلہ 6 تخارج 3 ت

زوج	أمّ	عم
3	2	1
صالَحَ علیٰ مہر		

اولاد نہ ہو تو خاوند کو نصف ملتا ہے۔ (اولاد ہو تو ماں کو سدس ملتا ہے۔ بہن بھائیوں میں سے کوئی دو ہوں تب بھی ماں کو سدس ملتا ہے۔ اور باپ مع احد الزوجین ہو تو ماں کو ثلث ما بقی

ملتا ہے۔ اور باقی صورتوں میں ثلث ملتا ہے۔ تو یہاں ماں کو ثلث ملے گا۔) ہمارے پاس ایک نصف آیا اور ایک ثلث۔ تو مسئلہ چھ سے بنے گا۔ چھ میں سے خاوند کو تین حصّے ملیں گے۔ چھ میں سے دو حصّے ماں کو ملیں گے۔ اور باقی ایک حصّه بطور عصبة عم کو ملے گا۔

زوج کے حصّے کے نیچے "صالحَ علیٰ مہرٍ" لکھے۔ اب خاوند کے تین حصّے چھ میں نے نکالیں گے۔ تو باقی تین بچے جائے گا۔ تو تین سے مسئلہ بنے گا۔ میت کے اوپر جو ہم نے چھ لکھا تھا۔ چھ کے آگے تخارج لکھیں۔ اور آگے تصحیح کی تاء میں تین لکھیں گے۔ اب کل مال کے تین حصّے کریں گے۔ اس میں سے دو حصّے ماں کو ملے گا اور ایک حصه چچا کو۔

فَتُقْسَمُ باقی الترکةِ بین الاُمِّ و العَمِّ اَثْلَاثًا تو تقسیم کیا جائے گا باقی کا ترکه، ماں اور چچا کے درمیان، تین حصّے کر کے بقدرِ سهامِهِما انکے حصّوں کے بقدر سَهمان للامّ و سهمٌ للعمِّ دو حصّے ماں کے اور ایک حصّه چچا کا۔ جیسا مثال نمبر 76 میں ہم نے کیا۔

او زوجةٍ و اربعةِ بنينَ یه اُسی "کزوجِ و اُمٍّ و عمٍّ" پر عطف ہے۔

مثال نمبر 77

مسئلہ 8 ت 32 تخارج ت 25

زوجة	ابن	ابن	ابن	ابن
1		7		
4		28		
	7	7	7	7
	صالحَ علی شيءٍ			

آگے صاحب سراجیؒ آپکو بتلائے گا که ایک بیٹے نے کسی چیز پر صلح کر لی۔ تو مینت لکھے۔ اس کے نیچے زوجة لکھے۔ اور ابنٌ چار مرتبه الگ الگ لکھے۔ اولاد موجود ہو تو زوجة کو ثمن ملتا ہے۔ اور بیٹے عصبة ہیں۔ بس ایک ہی حصّه آیا اور اسی کے ہم نام عدد ثَمَانية سے مسئله بنا دے۔ تو یہاں مسئله آٹھ سے بنے گا۔ آٹھ میں سے ایک حصّه زوجة کو ملے گا، اور باقی سات چار بیٹوں کو بطور عصبة ملے گا۔ بیٹوں میں کسر واقع ہو رہا ہے۔ عدد رؤس چار ہے۔ چار سے اصل مسئله کو

ضرب دے۔ تو بتیس آیا۔ نیز ہر ایک کے سِہام کو بھی چار سے ضرب دے۔ زوجۃ کے نیچے چار لکھا۔ اور چار بیٹوں کو اٹھائیس حصّے ملنے ہیں۔ تو ہر بیٹے کے نیچے سات سات لکھو۔

اب ایک بیٹا ہے اُس نے صلح کیا ہے۔ تو اُس کے نیچے "صالَحَ علیٰ شیٔ" لکھے اور اُس کا حصّہ بتیس سے منفی کرے تو پچیس آیا۔ اب 32 کے بعد تخارج لکھے اور پھر تصحیح کی تاء میں 25 لکھے۔ اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گیا۔ اب زوجہ کو چار حصّے ملیں گے اور باقی تین بیٹوں میں سے ہر ایک کو سات سات حصّے ملیں گے۔

فصالَحَ احدُ البنین علیٰ شیءٍ پس صلح کر لی بیٹوں میں سے ایک نے کسی چیز پر و خرج من البین اور درمیان میں سے نکل گیا۔ فَیُقْسَمُ باقی الترکۃ علیٰ خمسۃٍ و عشرینَ سھماً بس تقسیم کیا جائے گا باقی ترکہ پچیس سِہام پر للمرأۃِ اربعۃُ اَسْھُمٍ پس بیوی کے لئے چار سَہَم ہوں گے۔ و لکل ابن سبعۃٌ اور ہر بیٹے کے لئے سات حصّے ہوں گے۔ جس کی وضاحت مثال 76 میں کی گئی ہے۔

درس 57۔ باب الرَّدِّ ردّ کا باب۔

ردّ کے اندر مخرج بڑا ہوتا ہے اور حصّے کم ہوتے ہیں۔ اور کوئی اُن حصّوں کے لینے والا بھی نہیں۔ تو پھر یہ حصّے نسبی ذوی الفروض میں واپس اُن پر لوٹائے جائیں گے۔ اور یہ ردّ سببی ذوی الفروض یعنی زوج اور زوجۃ پر نہیں ہوتا۔ صاحب سراجی آگے اس کو "مَنْ لَّا یُرَدَّ علیہِ" سے تعبیر کرے گا۔

الرَّدُّ ضِدُّ العَوْلُ ردّ عَوْلؔ کی ضد ہے۔ ما فَضُلَ عن فَرْضِ ذَوِی الفُروضِ جو بچ جائے ذوی الفروض کے حصّوں میں سے و لا مستحِقَّ لہُ اور کوئی اُسکا مستحق بھی نہ ہو۔ یُرَدُّ علیٰ ذوی الفروضِ تو اسکو لوٹایا جائے گا ذوی الفروض پر بقدْرِ حُقوقِھِم انکے حقوق کی بقدر الّا علی الزّوجین سوائے زوجین کے، یعنی میاں بیوی پر ردّ نہیں کیا جائے گا۔ و ھوَ قولُ عامَّۃِ الصّحابۃِ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور یہ قول ہے اکثر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا وَ بہٖ اخذَ اصحابُنا رحِمَھُمُ اللّٰہُ تعالیٰ اور اسی کو لئے ہے ہمارے فقہاء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ نے۔ و قال زیدُ بنُ ثابتٍ رض اَلْفاضِلُ لِبَیْتِ المالِ حضرت اب ثابت رض فرماتے ہیں، کہ جو بچ جائے وہ بیتُ المال کا ہے۔ و بہ اخذ مالکٌ و الشّافعیُّ رحمھمَا اللّٰہُ تعالیٰ اور اسی کو لیا ہے امام مالک اور امام شافعی رحمھما اللّٰہُ تعالیٰ نے۔ یعنی اُنہوں نے اِسی قول کو اختیار کیا ہے۔ ثم مسائلُ البابِ علیٰ اقسامٍ اربعۃٍ پھر اِس باب یعنی ردّ کے باب کے مسائل چار قسم پر ہیں۔ یعنی اس باب

کے چار قوانین ہیں۔ بھئی یاد رکھو! چار قوانین آئیں گے۔ اِن میں پہلے دو قوانین میں "مَنْ لَّا یُرَدَّ علیہِ" نہیں ہوں گے۔ یعنی میاں، بیوی وارثوں میں نہیں ہوں گے۔ جب یہ دونوں نہیں ہوں گے تو کیسے مسئلہ حل کریں گے۔ تو پہلے دو قوانین اُس کے بارے میں ہیں۔ اور باقی دو قوانین میں جب "مَنْ لَا یُرَدَّ علیہِ" ساتھ آئے گا، تو پھر مال کیسے تقسیم کیا جائے گا، یعنی کیسے ردّ ہوگا۔

احدُھا اُن چار قوانین میں سے ایک قانون یہ ہے۔ اَن یکون فی المسألة جنسٌ وّاحدٌ کہ مسئلہ کے اندر ایک ہی جنس ہو مِمَّنْ اُن میں سے یُرَدُّ علیہ جن پر ردّ کیا جاتا ہو۔ یعنی "مَنْ یُرَدَّ علیہِ" میں سے ہو۔ ایک ہی جنس ہو، اس کا مطلب یہ کہ یا تو صرف بیٹیاں ہیں، یا صرف جدّات ہیں وغیرہ۔ عندَ عدمِ مَن لّا یُرَدُّ علیہ جس وقت کہ "مَنْ لَّا یُرَدَّ علیہِ" نہ ہوں۔ یعنی میاں بیوی ساتھ نہ ہوں۔ فاجْعَلِ الْمَسْئَلَۃَ مِنْ رُؤسِھم پس مسئلہ بنا دیجئے اُن کے عدد رؤس سے ہی۔ یہ جتنے وارث ہیں اُن کے عددِ رؤس سے مسئلہ بنا دی جئے۔ کما لو ترک بنتین او اختین او جدّتین جیسا کہ چھوڑا مرنے والے نے دو بیٹیوں کو یا دو بہنوں کو یا دو جدات کو۔ فاجعل المسئلۃَ من اثنین تو بنا لیجئے مسئلہ دو سے۔

صورتِ مسئلہ:

مثال نمبر 78

جب میّت کی دو یا زیادہ بیٹیاں ہوں تو انکو ثلثان ملتا ہے۔ تو مسئلہ تین سے بنانا ہے۔ اور دونوں بیٹیوں کو ایک ایک حصّہ ملے گا۔ اور باقی ایک بچا۔ اب کوئی عصبة بھی نہیں۔ تو یہی ایک حصّہ ان دونوں بیٹیوں پر برابر برابر تقسیم ہوگا۔ گویا سارا مال ان دو بیٹیوں میں برابر برابر تقسیم ہوا۔ پس مسئلہ بھی دو سے بنا دو۔ کیونکہ جنس واحد ہے۔ دونوں بیٹیاں ہی ہیں۔ اور یہ "مَنْ یُرَدُّ علیہِ" کے قبیل سے ہے۔ جبکہ "مَنْ لا یُرَدُّ علیہِ" یعنی زوج یا زوجة میں سے کوئی نہیں۔ اور صاحب سراجیؒ نے بتلایا کہ اس صورت میں مسئلہ انکے عددِ رؤس سے بناؤ۔ پس اوپر دو لکھ لیجئے۔ ایک بیٹی کے نیچے بھی ایک لکھ لیجئے اور دوسری بیٹی کے نیچے بھی ایک لکھ لیجئے۔

مثال نمبر 79

مسـ 2

اخت	اخت
1	1

یہاں بھی "مَنۡ یُرَدُّ علیہِ" ہے۔ اور "مَنۡ لّا یُرَدُّ علیہِ" نہیں۔ اور دونوں ایک ہی جنس سے ہیں۔ تو مسئلہ انکے عدد رؤس یعنی دو سے بنائیں گے۔ اور پھر ہر اخت کے نیچے ایک ایک لکھیں گے۔

مثال نمبر 80

مسـ 2

جدّہ	جدّہ
1	1

اصل میں جدات کو سدس ملنا تھا۔ اور یہی سدس اِن دو جدات میں برابر برابر تقسیم ہونا تھا۔ پھر پانچ حصّے بچ جاتے۔ اب ان پانچ حصّوں کے لینے والا کوئی ہے ہی نہیں۔ لہٰذا یہی پانچ حصّے اب ان دونوں جدّات پر برابر برابر تقسیم کئے جائیں گے۔

یہاں بھی عدد رؤس دو ہے۔ لہٰذا مسئلہ دو سے ہی بنے گا۔ اور دونوں کے نیچے ایک ایک لکھ لیجئے۔

مثال نمبر 81

مسـ 3

اخت	اخت	اخت
1	1	1

یہاں بھی "مَنۡ یُرَدُّ علیہِ" ہے۔ اور "مَنۡ لّا یُرَدُّ علیہِ" نہیں۔ اور تینوں ایک ہی جنس سے ہیں۔ تو مسئلہ انکے عدد رؤس یعنی تین سے بنائیں گے۔ اور پھر ہر اخت کے نیچے ایک ایک لکھیں گے۔

مثال نمبر 82

مسـ 4

بنت	بنت	بنت	بنت
1	1	1	1

یہاں بھی "مَنْ یُرَدُّ علیهِ" ہے۔ اور "مَنْ لَا یُرَدُّ علیهِ" نہیں۔ اور چاروں ایک ہی جنس سے ہیں۔ تو مسئلہ انکے عدد رؤس یعنی چار سے بنائیں گے۔ اور پھر ہر بنت کے نیچے ایک ایک لکھیں گے۔

و الثانی اور ردّ کا دوسرا قانون یہ ہے ۔ **اِذَا اجْتَمَعَ فی المسئلةِ جنسان** کہ جب جمع ہو جائے مسئلہ کے اندر دو جنسیں۔ **او ثلٰثةُ اجناسٍ** یا تین جنس جمع ہو جائے۔ یعنی تین مختلف قسم کے وارث ہوں۔ **مِمّن یُرَدُّ علیه** "مَنْ یُرَدُّ علیهِ" میں سے ۔ یعنی اس دوسرے قانون میں بھی "مَنْ لّا یُرَدُّ علیهِ" نہیں۔ یعنی اس قانون میں بھی میاں بیوی نہیں۔ **عند عدم مَنْ لّا یُرَدُّ علیه** جس وقت کہ "مَنْ لّا یُرَدُّ علیهِ" یعنی زوجین میں سے کوئی نہ ہو۔ **فاجعل المسألةَ مِن سهامِهِم** تو پھر بنا لیجئے مسئلہ اِن کے سِہام سے۔ یاد رکھو! اس صورت میں مسئلہ کبھی دو سے بنے گا، کبھی تین سے، کبھی چار سے اور کبھی پانچ سے۔

مثال نمبر 83

مسـ 6 لف 2

اخت لِأمّ	جدّہ
1	1

یہاں پر دو وارث ہیں۔ ایک جدّہ ہے اور ایک اُخت لاُمٍّ یعنی اخیافی بہن ہے۔ جدّہ کو سدس ملتا ہے، اور اخیافی بہن بھی اگر ایک ہے تو اُس کو سدس ملتا ہے۔ اب مسئلہ چھ سے بنائیں گے۔ چھ میں سے ایک جدّہ کے نیچے لکھو، اور ایک اخت لام کے نیچے لکھو۔ اور باقی چار حصّے بچ گئے۔ اب ان چار حصّوں کو لینے والا کوئی نہیں۔ تو یہ ان دونوں میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔

یہ لف کی علامت ہے۔ یہاں پر مسئلہ کا چھ سے دو کی طرف ردّ ہوا۔ لہٰذا چھ سے تھوڑا آگے میت کے اوپر رد کے علامت لف پر دو لکھو۔

مثال نمبر 84

مسـ 6 لف 3

أم	اخت لِأمّ	أخ لِأمّ
1	2	
	1	1

یہاں ایک وارث اَخٌ لاُمٍّ اور دوسرا وارث اُخت لاُمٍّ اور تیسرا وارث ماں ہے۔ اخیافی بہن بھائی جب ایک ہے تو انکو سدس ملتا ہے اور جب دو یا زیادہ ہو تو پھر انکو ثلث ملتا ہے۔ میت کی اولاد ہو تو ماں کو سدس ملتا ہے۔ اور جب میت کی اولاد نہ ہو اور کسی بھی جہت سے دو بہن بھائی آ جائے تب بھی ماں کو سدس ملتا ہے۔ یہاں دو حصّے آئے۔ ثلث اور سدس۔ دونوں ایک ہی نوع کے ہیں۔ اور ان میں سے چھوٹا سدس ہے، تو سدس کا ہم نام عدد سِتّ سے مسئلہ بنائیں گے۔

اخ لام اور اخت لام کے نیچے لکیر کھینچ کر اس کے نیچے دو لکھو۔ کیونکہ چھ کا ثلث دو ہم نے انکو دیا۔ ماں کو سدس دیا، تو چھ کے نیچے ایک لکھو۔ اخیافی بھائی بہنوں کو دو حصّے دئیے۔ اور یہ دو حصّے ان میں برابر برابر تقسیم ہوتے ہیں۔ تو اخ لام کے نیچے ایک لکھو اور اخت لام کے نیچے بھی ایک لکھو۔ معلوم ہوا گویا ہر ایک کا حصّہ سُدس ہے۔

یہاں ہر ایک کو ایک ایک حصّہ ملا۔ اب بھی تین حصّے باقی بچ گئے۔ اور کوئی نہیں جو اُن تین حصّوں کو لے لیں۔ لہٰذا یہی تین حصّے اِن پر برابر برابر رد ہوں گے۔ تو سارے سِہام تین ہے۔ لہٰذا یہاں چھ نے تین کی طرف ردّ کیا اور مسئلہ تین سے بنائیں گے۔

مثال نمبر 85

مسـ 6 رد 4

أمّ	بنت
1	3

یہاں دو وارث ہیں۔ بنت اور ام۔ بیٹی جب ایک ہو تو اس کو نصف ملتا ہے۔ اور اولاد جب ہو تو ماں کو سدس ملتا ہے۔ نصف جمع ہوا سدس کےساتھ۔ تو اس صورت میں مسئلہ چھ سے بناتے ہیں۔ چھ کا نصف تین ہے یہ بنت کے نیچے لکھا۔ اور چھ کا سدس ایک ہے اور اس کو اُمّ کے نیچے لکھا۔ یہاں چھ کا رد ہوا چار کی طرف۔ کیونکہ بنت اور اُم کے سھام چار ہیں۔

مثال نمبر 86

مسـ 6 رد 5

أمّ	بنتان
1	4

یہاں دو بیٹیاں ہیں اور ایک وارث ماں ہے۔ جب بیٹیاں دو ہو یا زیادہ تو اس صورت میں اس کو ثلثان ملتا ہے۔ اور اولاد ہونے کی صورت میں ماں کو سدس ملتا ہے۔ تو یہاں مسئلہ چھ سے بنائیں گے۔ چھ کا ثلثان چار ہے، یہ بنتان کے نیچے لکھے۔ اور چھ کا سدس ایک ہے اِسکو ماں کے نیچے لکھیں۔ اب باقی ایک حصّہ بچا اور اسکو لینے والا کوئی نہیں، لہٰذا یہ ان وارثوں پر ردّ ہوگا۔ تو ردّ کی صورت میں مسئلہ اب انہی کے سھام سے بنائیں گے۔ تو یہاں پر چھ سے پانچ کی طرف ردّ ہوا۔

مثال نمبر 87

مسئلہ 6 — 5

بنت	بنت الابن	أمّ
3	1	1

یہاں ایک وارث بنت ہے، ایک وارث بنت الابن یعنی پوتی اور ایک وارث ماں ہے۔ بیٹی ایک ہو تو اسکو نصف ملتا ہے، جب ایک بیٹی کے ساتھ پوتی آجائے تو اُسکو سدس ملتا ہے۔ اور اولاد کی صورت میں اُمّ کو سدس ملتا ہے۔ یہاں مسئلہ چھ سے بنے گا۔ چھ کا نصف تین ہے تو بنت کے نیچے تین لکھے۔ بنت الابن اور اُمّ دونوں کے نیچے ایک ایک لکھو۔ کیونکہ چھ کا سدس ایک ہے۔ اب سارے سِہام پانچ بن گئے۔ تو یہاں مسئلہ نے چھ سے پانچ کی طرف ردّ کیا۔

مثال نمبر 88

مسئلہ 6 — 5

اخت عینی	أمّ
3	2

اُخت عینی یعنی حقیقی بہن کو نصف ملتا ہے۔ اور جب اولاد نہ ہو اور دو بھائی بہن بھی نہ ہو، تو اس صورت میں اُم کو ثلثِ کُل ملتا ہے۔ یہاں نصف مل گیا نوع ثانی کے ساتھ۔ تو مسئلہ چھ سے بنائیں گے۔ چھ کا نصف تین ہے یہ اخت عینی کے نیچے لکھا۔ اور چھ کا ثلث دو ہے یہ اُمّ کے نیچے لکھو۔ یہاں ایک حصّہ باقی بچا جس کا لینے والا کوئی نہیں، اس لئے یہاں پر ردّ ہوگا۔ اور تمام سِہام پانچ ہیں۔ تو یہاں پر چھ کا ردّ کریں گے پانچ کی طرف۔ اور مسئلہ پانچ سے حل کریں گے۔

مثال نمبر 89

مسئلہ 6 — 5

اخت عینی	② اخت لِأمّ
3	2

اخت عینی یعنی حقیق بہن کو نصف ملتا ہے۔ اور اخیافی بہن بھائی جب دو سے زیادہ ہوں تو اسکو ثلث ملتا ہے۔ یہاں پر نصف نوع ثانی کے ساتھ ملا، تو مسئلہ چھ سے حل کریں گے۔ اخت عینی کو چھ کا نصف یعنی تین ملے گا۔ اور دو اخیافی بہنوں کو چھ کا ثلث یعنی دو ملے گا۔ یہاں ایک

حصّہ باقی بچا جس کا لینے والا کوئی نہیں، اس لئے یہاں پر ردّ ہوگا۔ اور تمام سِہام پانچ ہیں۔ تو یہاں پر چھ کا ردّ کریں گے پانچ کی طرف۔ اور مسئلہ پانچ سے حل کریں گے۔

اعنی مِنَ اثْنَین اذا کان فی المسئلة سُدسَانِ یعنی دو سے مسئلہ بناؤ جب مسئلہ کے اندر دو سُدس ہو۔ جیسا کہ مثال نمبر 83 میں گزرا۔ او مِن ثلٰثةٍ اور یا تین سے مسئلہ بنائیں اذا کان فیھا ثلث و سُدُسٌ جب مسئلہ میں ثلُث اور سُدس ہوں۔ جیسا کہ مثال نمبر 84 میں گزرا۔ او من اربعةٍ یا مسئلہ چار سے بنائیں گے۔ اذا کان فیھا نصفٌ و سدُسٌ جب اُس مسئلہ میں نصف اور سدس ہو۔ جیسا کہ مثال نمبر 85 میں گزرا۔ او من خمسةٍ یا مسئلہ پانچ سے بنا دیں گے۔ اذا کان فیھا ثلثانِ و سُدُسٌ جب اُس مسئلہ میں ثلثان اور سدس ہو۔ جیسا کہ مثال نمبر 86 میں گزرا۔ او نصفٌ و سُدُسانِ یا مثلاً نصف اور دو سدس ہوں۔ اس صورت میں بھی مسئلہ پانچ سے بنائیں گے۔ جیسا کہ مثال نمبر 87 میں گزرا۔ او نصفٌ و ثلثٌ یا مسئلہ میں ایک نصف اور ایک ثلث ہو۔ تو پھر بھی مسئلہ پانچ سے بنائیں گے۔ جیسا کہ مثال نمبر 88 اور مثال نمبر 89 میں گزرا۔

درس 58۔ و الثالثُ اور ردّ کا تیسرا قانون۔ تیسرے اور چوتھے قانون میں "من لا یُرَدُّ علیہِ" بھی ساتھ آجائے گا۔ یعنی زوجین میں سے بھی کوئی ہوگا۔

پس تیسرے قانون میں "من لا یُرَدُّ علیہِ" کے ساتھ "من یُرَدُّ علیہِ" کا ایک ہی جنس آئے گا۔ اور چوتھے قانون میں "من لا یُرَدُّ علیہِ" کے ساتھ "من یُرَدُّ علیہِ" کے دو یا زیادہ جنس آئیں گے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ زوج یا زوجہ میں سے جو آیا ہے، اُس کا جو حصّہ بنتا ہے۔ اُس کے ہم نام عدد سے ہی مسئلہ بنا دیں گے۔ مثلاً ثُمن بن رہا ہے تو مسئلہ آٹھ سے بنا دیں گے۔ اگر ربع آیا تو مسئلہ چار سے بنا دیں گے۔ اسی چار یا آٹھ کو مصنفؒ آگے عبارت میں تعبیر کریں گے اَقَلِّ مَخْرِجَ سے۔ تو اَقل مخرج سے مسئلہ بنا دیں گے۔ پہلے خاوند یا بیوی کو اپنا حصّہ دیں گے۔ باقی جو بچا اُس میں سے "من یُرَدُّ علیہِ" کو اپنا اپنا حصّہ دیا جائے گا۔ اگر پھر بھی کچھ بچا تو یہ انہی پر ردّ کرنا ہوگا۔ کیونکہ زوجین پر ردّ نہیں ہوتا۔

اب جب خاوند یا بیوی سے کچھ بچ جائے، تو دیکھو یہ "من یُرَدُّ علیہِ" پر برابر برابر تقسیم ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر برابر برابر تقسیم ہوتا ہے تو پھر تو کوئی مسئلہ نہیں۔ اگر برابر برابر تقسیم نہیں ہوتا تو پھر تصحیح کے قوانین لگائیں گے۔

اَنْ یَّکونَ مَعَ الاَوَّلِ کہ ہو پہلے کے ساتھ۔ یعنی "من یُرَدُّ علیہِ" کے ساتھ من لّا یُرَدُّ علیہ "من لا یُرَدُّ علیہِ" آ جائے۔ فَاَعْطِ فَرْضَ مَن لا یُرَدُّ علیہ تو دے دیجئے "من لا یُرَدُّ علیہِ" کا حصّہ۔ یعنی بیوی یا خاوند کا حصّہ دے دیجئے۔ من اَقَلِّ مخارجِہٖ اُنکے اَقَلِّ مخارج میں سے۔ یعنی اُسی کے حصّے کے ہم نام عدد میں سے اُس کا حصّہ دے دو۔ اگر ربع ہے تو چار میں سے اُسکا حصّہ دے دوں۔ فَاِنِ اسْتَقَامَ البَاقِی اگر درست رہے باقی، سیدھا رہے باقی، یعنی باقی حصّہ پورا تقسیم ہو جائے۔ علٰی رؤسِ من یُرَدُّ علیہ "من یُرَدُّ علیہِ" کے رؤس پر۔ فَبِہا تو اچھی بات ہے۔ یعنی کسر نہیں اس لئے پھر کسی عمل وغیرہ کی ضرورت نہیں رہے گی۔ کزوجٍ و ثلٰثِ بناتٍ جیسا کہ خاوند اور تین بیٹیاں۔

مثال نمبر 90

مسئلہ 4

زوج	بنات ③
1	3

(نوٹ: یہاں ردّ کا قانون لگے گا، کیونکہ زوج کا حصّہ ربع ہوتا ہے اور بنات کا حصّہ ثلثان۔ تو مسئلہ بارہ سے بنتا ہے۔ زوج کو تین حصّے اور بنات کو آٹھ حصّے ملیں گے۔ باقی ایک حصّہ بچا اور اسکے لینے والا کوئی نہیں۔ تو معلوم ہوا یہاں ردّ کا قانون لگے گا۔)

اب آئیں ردّ کے قانون کی طرف۔ اور یہاں "من یُرَدُّ علیہِ" کے ساتھ "من لا یُرَدُّ علیہِ" ہے۔ اور "من یُرَدُّ علیہِ" کا صرف ایک ہی جنس ہے۔ تو یہ تیسرا قانون ہے۔ اور اس قانون میں خاوند یا بیوی کے اَقَلِّ مخرِجٖ سے مسئلہ بنائیں گے۔

اولاد ہو تو خاوند کو ربع ملتا ہے۔ اور ربع کا اَقَلِّ مخرِجٖ یعنی ہم نام عدد چار ہے۔ تو مسئلہ چار سے بنے گا۔ اور بیٹیوں کا حصّہ ثلثان ہوتا ہے۔ چار میں سے ربع یعنی ایک خاوند کو ملے گا۔ اور باقی تین بچا تو وہ سارا بنات کو ملے گا۔ اب بیٹیاں بھی تین ہیں اور حصّے بھی تین ہیں۔ لہٰذا کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں۔ مسئلہ کی تصحیح ہو گئی۔

یہاں مسئلہ براہ راست چار سے بنایا تو یہاں رد کی علامت کی کوئی ضرورت نہیں۔

یہ تو وہ صورت تھی، "ما بقی" جو تھا وہ "من یُرَدُّ علیہِ" پر پورا پورا تقسیم ہوا۔ کسر نہیں آیا۔

وَ اِنْ لَّمْ یَسْتَقِمْ اور اگر باقی درست نہ رہے۔ یعنی باقی ترکہ "من یُرَدُّ علیہِ" پر پورا پورا تقسیم نہ ہو۔ فاضْرِبْ تو آپ ضرب دیجئے وفْقَ رُؤسِہِم "من یُرَدُّ علیہِ" کے رؤس کے وَفْق کو ضرب دیجئے۔ مثال نمبر 91 میں "من یُرَدُّ علیہِ" کے رؤس کا وفق دو ہے۔ فی مَخْرَجِ فرضِ مَنْ لَّا یُرَدُّ

علیہِ "من لا یُرَدُّ علیہِ" کے حصّے کا جو مخرج ہے۔ یعنی زوج یا زوجہ، اُس کا جو مخرج ہے۔ یعنی جس سے مسئلہ بنایا یہ زوج یا زوجہ کے حصّے کا مخرج ہے۔ مثال نمبر 91 میں زوج کا حصّہ ربع ہے۔ تو اسکا مخرج چار ہوا۔ تو دو کو چار میں ضرب دیں گے۔ اور میت کے اوپر لکھیں گے۔ اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو جائے گا۔ اِنْ وَافَقَ رؤسُہُمُ الباقِیَ اگر موافق ہو اُن کے رؤس باقی کے ساتھ۔ تو مابقیَ یعنی وہ مال جو زوج یا زوجہ سے باقی بچا، اُس مال میں اور عدد رؤس میں نسبت دیکھ لیں گے۔ اگر توافق کی نسبت ہے تو پھر عدد رؤس کے وفق کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے۔ مثال نمبر 91 میں مابقی تین ہے۔ اور بنات چھ ہیں۔ تو یہاں توافق کی نسبت ہے اور دونوں تین سے پورے پورے تقسیم ہوتے ہیں۔ تو بنات کا وفق یہاں دو آیا۔ یعنی چھ تقسیم تین سے دو آتا ہے۔ کزوج و ستِّ بنات جیسے کہ خاوند اور چھ بیٹیاں۔

مثال نمبر 91

مسـ 4 ت 8

بنات ⑥	زوج
3	1
6	2

یہاں قانون نمبر تین لگے گا، کیونکہ "من لا یُرَدُّ علیہِ" بھی ہے۔ اور "من یُرَدُّ علیہِ" کا ایک ہی جنس ہے۔ نیز یہاں ردّ کا قانون لگے گا، کیونکہ زوج کا حصّہ ربع اور بنات کا حصّہ ثلثان ہیں۔ تو مسئلہ بارہ سے بنے گا۔ جس میں تین حصّے خاوند کو ملیں گے۔ اور باقی میں سے آٹھ حصّے بنات کو ملیں گے۔ اور ایک حصّہ بچ جائے گا۔ جس کا لینے والا کوئی نہیں۔ لہٰذا یہی ایک حصّہ بنات پر ردّ ہوگا۔ اب آتے ہیں ردّ کے قانون نمبر تین کی طرف۔ زوج کا حصّہ ربع ہے۔ اور ربع کا اَقَلِّ مخرَجِ چار ہے۔ لہٰذا مسئلہ چار سے بنے گا۔ چار میں سے ایک حصّہ زوج کو ملے گا۔ اور باقی تین حصّے چھ بنات کو ملیں گے۔ بنات اور سہام میں تداخل کی نسبت ہے لیکن یہاں تداخل بھی توافق کی طرح ہے، لہٰذا یہاں توافق کی نسبت ہے۔ اور دونوں تین پر پورے پورے تقسیم ہوتے ہیں۔ تو عدد رؤس یہاں پر چھ تقسیم تین یعنی دو ہے۔ اب اصلِ مسئلہ کو دو سے ضرب دے دیں اور سِہام کو بھی دو سے ضرب دے دیں گے۔ تو میت کے اوپر تصحیح کی تاء میں آٹھ لکھیں گے اور زوج کے نیچے دو جبکہ بنات کے نیچے چھ لکھیں گے۔ اب مسئلہ کی تصحیح ہو گیا۔

وَ اِلّا ای وَ اِنْ لم یکُن کذلک۔ اِلّا سے پہلے جب واؤ آجائے تو یہ حرف استثنا نہیں ہوتا، بلکہ یہ "اِنْ اور لَا" سے مرکب ہوتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو۔ یعنی اکر "من یُرَدُّ علیہِ" کے عدد رؤس اور زوج یا زوجہ سے مابقی کے درمیان توافق کی نسبت نہ ہو۔ یعنی عدد رؤس اور ما بقی کے درمیان تبائن کی

نسبت ہو۔ تو پھر کُل عددِ رؤس کو اصلِ مسئلہ میں ضرب دے دیں گے۔ فاضْربْ کُلَّ رؤسِہِم تو پھر آپ ضرب دے دیجئے اُن کے کل عدد رؤس کو۔ مثال نمبر 92 میں کل عدد رؤس پانچ ہیں۔ یعنی پانچ بنات۔ فی مَخْرَجِ فرضِ مَن لّا یُرَدُّ علیہ "من لا یُرَدُّ علیہِ" کے حصّے کے مخرَج میں۔ یعنی جس سے مسئلہ بنایا تھا۔ یعنی خاوند یا بیوی کے حصّے کا اَقَلِّ مخرِجْ۔ مثال نمبر 92 میں زوج کا حصّہ ربع ہے، اور اسکا اَقلِّ مخرِجْ چار ہے۔ فَالْمَبْلَغُ تصحیحُ المسألۃِ تو وہ جو حاصل ضرب ہوگا وہ تصحیح مسئلہ ہوگا۔ تو پانچ کو چار سے ضرب دیں گے اور میت کے اوپر تصحیح کی تاء میں لکھیں گے۔ تو یہی حاصل ضرب بیس تصحیح ہے کزوجٍ و خمسِ بناتٍ جیسے کہ خاوند اور پانچ بیٹیاں۔

مثال نمبر 92

مسئلہ 4 ت 20	
زوج	بنات ⑤
1	3
5	15

یہاں قانون نمبر تین لگے گا، کیونکہ "من لا یُرَدُّ علیہِ" بھی ہے۔ اور "من یُرَدُّ علیہِ" کا ایک ہی جنس ہے۔ نیز یہاں ردّ کا قانون لگے گا، کیونکہ زوج کا حصّہ ربع اور بنات کا حصّہ ثلثان ہیں۔ تو مسئلہ بارہ سے بنے گا۔ جس میں تین حصّے خاوند کو ملیں گے۔ اور باقی میں سے آٹھ حصّے بنات کو ملیں گے۔ اور ایک حصّہ بچ جائے گا۔ جس کا لینے والا کوئی نہیں۔ لہٰذا یہی ایک حصّہ بنات پر ردّ ہوگا۔
اب آتے ہیں ردّ کے قانون نمبر تین کی طرف۔ زوج کا حصّہ ربع ہے۔ اور ربع کا اَقلِّ مخرِجْ چار ہے۔ لہٰذا مسئلہ چار سے بنے گا۔ چار میں سے ایک حصّہ زوج کو ملے گا۔ اور باقی تین حصّے پانچ بنات کو ملیں گے۔ بنات اور سہام میں تبایُن کی نسبت ہے۔ تو عدد رؤس یہاں پر پانچ ہے۔ اب اصلِ مسئلہ کو پانچ سے ضرب دے دیں اور سِہام کو بھی پانچ سے ضرب دے دیں گے۔ تو میت کے اوپر تصحیح کی تاء میں بیس لکھیں گے اور زوج کے نیچے پانچ جبکہ بنات کے نیچے پندرہ لکھیں گے۔ اب مسئلہ کی تصحیح ہو گیا۔

و الرّابِعُ ردّ کا قانون نمبر چار۔ اس قانون میں "من لا یُرَدُّ علیہِ" یعنی خاوند اور بیوی میں سے کوئی ہوگا۔ اور "من یُرَدُّ علیہِ" میں سے دو یا زیادہ جنس ہوں گے۔ یہاں پر بھی خاوند یا بیوی کا جو مخرج ہو اُسی سے مسئلہ بنا دیں گے۔ اور باقی جو بچ جائے گا وہ "من یُرَدُّ علیہِ" کو ملے گا۔[27]

اَنْ یَّکُوْنَ مَعَ الثَّانِیْ کہ "من یُرَدُّ علیهِ" کے دو یا زیادہ جنسوں کے ساتھ مَنْ لَّا یُرَدُّ علیه "من لا یُرَدُّ علیهِ" آ جائے۔ فَاقْسِمْ ما بقیَ من مخرج فرضِ مَنْ لَّا یُرَدُّ علیه تو پھر آپ تقسیم کیجئے وہ جو باقی بچ جائے "من لا یُرَدُّ علیهِ" کے حصّے کے مخرج سے۔ مثلاً خاوند کا حصّه ربع تھا۔ تو ایک حصّه تو خاوند کو ملا۔ باقی تین بچا۔ اس ما بقیَ کو تقسیم کیجئے۔ مثال نمبر 93 میں "فَرْضِ من لا یُرَدُّ علیهِ" یعنی بیوی کا حصّه ایک ہے۔ اور "مَخرجِ فرضِ مَن لا یُرَدُّ علیهِ" چار ہے۔ یعنی بیوی کا حصه ربع ہے۔ علیٰ مسئَلةِ مَنْ یُرَدُّ علیه "من یُرَدُّ علیهِ" کے مسئلے پر تقسیم کر دیں۔ مثال نمبر 93 میں "من یُرَدُّ علیهِ" کا مسئله پہلے چھ سے بنایا پھر ردّ کر کے تین سے بنایا۔ تو "مَخرجِ فرضِ مَن لا یُرَدُّ علیهِ" کا جو ما بقیَ یعنی تین جو ہے، اسکو "من یُرَدُّ علیهِ" کے مسئله یعنی تین پر تقسیم کرے۔ جیسا کہ مثال نمبر 93 میں ہوا۔ فَاِنِ استقام اگر وہ تقسیم ہو جائے۔ یعنی "من یُرَدُّ علیهِ" کے عدد رؤس اور ما بقیَ میں تماثل ہو۔ یعنی پورا پورا تقسیم ہو جائے۔ اور "مَخرجِ فرضِ مَن لا یُرَدُّ علیهِ" بھی تین ہے اور "من یُرَدُّ علیهِ" کا مسئله بھی تین سے بنا۔ تو دونوں پورے پورے تقسیم ہو رہے ہیں۔ لہٰذا مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں۔ فبها تو اچھی بات ہے۔ و هٰذا فی صورةٍ وّاحدةٍ اور یه ایک صورت میں ہوگا۔ و هی اور وہ یه اَن یکونَ للزّوجاتِ الرُّبعُ کہ بیویوں کے لئے رُبع ہوں۔ مثال نمبر 93 میں زوجة کے لئے ربع تھا۔ وَ البَاقِی بینَ اهلَ الرَّدِّ اثلاثًا اور باقی جو ہے وہ اہل رَدّ کے درمیان تین حصّے ہو جائیں گے۔ جیسا کہ مثال نمبر 93 میں ہے۔

درس 59۔

مثال نمبر 93

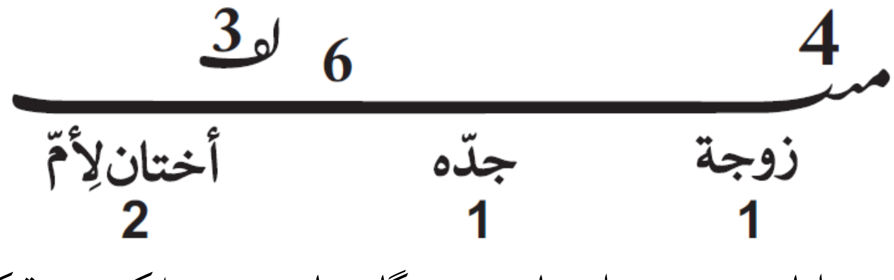

اولاد نه ہو تو بیوی کو رُبع ملتا ہے۔ تو مسئله چار سے بنے گا۔ چار میں سے ایک زوجة کو دیا۔ تین حصّے باقی بچ گئے۔

اب "من یُرَدُّ علیهِ" کا مسئله الگ حل کرتے ہیں۔ جدّه کو سدس ملتا ہے۔ اور اختان لام دو یا زیادہ ہو تو انکو ثلث۔ ثلث اور سدس دونوں ایک ہی نوع کے ہیں۔ اور ان میں جو چھوٹا عدد ہو تو اس کے ہم نام عدد سے مسئله بناتے ہیں۔ تو یہاں سدس کا ہم نام عدد ستَّ ہے۔ تو چھ سے مسئله بناتے

ہیں۔ اب یہ چھ اُس چار سے کافی دور کر کے لکھیں۔ (یہ چھ صرف یاد دہانی کے لئے لکھتے ہیں۔ باقی مسئلہ وہی چار سے ہی بنے گا)۔ چھ میں سے سدس ایک ہے تو ایک جدّہ کے نیچے لکھے۔ اور چھ کا ثلث دو ہے تو یہ اختان لام کے نیچے لکھے۔ یہاں سِہام تین ہیں۔ تو معلوم ہوا یہاں تین کی طرف ردّ ہوگا۔ تو چھ سے تھوڑا آگے رد کے علامت میں تین لکھے۔

اب دیکھئے مابقی جو تین بچا تھا۔ اور یہاں بھی تین حصّے ہو گئے۔ تو دونوں پورے تقسیم ہو گئے۔ تو مسئلہ وہی چار سے حل ہوا۔ اور یہ ردّ کا عمل ہم نے مسئلہ سمجھنے کے لئے کیا۔ اور نیز یہاں کسی پر بھی کسر واقع نہیں ہو رہا۔ تو یہاں مزید کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔

کزوجةٍ و اربع جدَّاتٍ و ستٍّ اخواتِ لامٍّ

مثال نمبر 94

مسـ 4 ت 48 — 6 لـ 3

اخوات لِأمٍّ ⑥	جدات ④	زوجة
2	1	1
24	12	12

یہاں ردّ کا قانون نمبر چار لگے گا، کیونکہ "من لا یُرَدُّ علیهِ" کے ساتھ "من یُرَدُّ علیهِ" کے دو جنس آ گئے ہیں۔ اولاد نہ ہو تو بیوی کو رُبع ملتا ہے۔ تو مسئلہ چار سے بنے گا۔ چار میں سے ایک زوجة کو دیا۔ تین حصّے باقی بچ گئے۔

اب جدّات اور اخوات لامٍّ کا مسئلہ الگ حل کرتے ہیں۔ جدات کو سدس ملتا ہے اور اخوات لامٍّ کو جب دو یا دو سے زیادہ ہو تو ثلث۔ سدس اور ثلث دونوں ایک ہی نوع کے ہیں۔ ان میں چھوٹا عدد سدس ہے۔ اور سدس کے ہم نام عدد ستَّ یعنی چھ سے مسئلہ بنائیں گے۔ اور یہ چھ میت کے اوپر چار سے بہت دور لکھیں گے۔ اب جدات کو چھ میں سے ایک ملے گا۔ اور اخوات لام کو دو ملے گا۔ تو یہاں تین سهام بن گئے۔ لہذا یہاں ردّ ہوگا۔ چھ کے آگے ردّ کی علامت لگائیں اور اس کے اوپر تین لکھیں۔

دیکھئے مسئلہ ہم نے چار سے بنایا تھا۔ جس میں ایک بیوی کو ملا۔ ایک جدات کو ملا اور دو حصّے اخوات لام کو ملے۔ تو جو تین بچ گئے تھے وہ آگے پورے پورے تقسیم ہو رہے ہیں۔

اب کسر آرہا ہے بعض جگہ میں۔ جدات چار ہیں اور اُن کو ایک حصّہ ملا، تو اس میں تباین کی نسبت ہے۔ تو پہلا عدد رؤس چار ہوا۔ اخوات لام چھ ہیں اور انکو دو حصّے ملے۔ تو یہ تداخل ہیں لیکن تداخل بھی یہاں توافق کی طرح ہے۔ دو سے چھ کو تقسیم کیا تو تین آیا۔ لہذا دوسرا عدد رؤس تین ہے۔ اب دو عدد رؤس چار اور تین آئے۔ اور ان میں تباین کی نسبت ہے۔ لہذا مضرب چار

ضرب تین بارہ ہوا۔ اب اصلِ مسئلہ چار کو بارہ سے ضرب دے تو اڑتالیس آیا۔ چار کے آگے وہی تصحیح کی تا لکھیں۔ اور اس کے اوپر اڑتالیس لکھیں۔ نیز ہر ایک کے سِہام کو بھی بارہ سے ضرب دے دیں۔ اب کسر ختم ہوا۔ تو اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوا۔

دیکھئے یہ وہ صورتیں تھی جہاں ما بقیَ پورا پورا تقسیم ہو رہا تھا۔ اب وہ صورت آئے گی جس میں ما بقی پورا تقسیم نہیں ہوتا۔

مثال نمبر 95

مسـ 8 — 40ت — 1440ت — 6 — 5ف — 35ت

زوجات ④	بنات ⑨	جدات ⑥
1	4	1
5	28	7
180	1008	252

اولاد کی صورت میں زوجات کو ثمن ملتا ہے۔ تو ثمن ہوا "فرضِ من لا یُرَدُّ علیہِ"۔ یعنی "من لا یُرَدُّ علیہِ" کا حصّہ۔ اسکا مخرج آٹھ ہے۔ تو آٹھ سے مسئلہ بنا دیں گے۔ تو میت کے اوپر آٹھ لکھیں۔ آٹھ میں سے ایک حصّہ زوجات کے نیچے لکھیں۔ باقی سات حصّے بچ گئے۔ اب ان سات حصّوں کو یہاں چھوڑئیے اور بنات اور جدات کا مسئلہ الگ حل کرتے ہیں۔

بنات جب دو یا دو سے زیادہ ہوں تو انکو ثلثان ملتا ہے۔ جدات کو سدس ملتا ہے۔ تو ان کا مسئلہ چھ سے حل کریں گے۔ اور یہ چھ خوب دور کرکے لکھیں، تاکہ اشتباہ کا خطرہ نہ رہے۔ چھ میں سے ثلثان چار بنتا ہے۔ تو بنات کے نیچے چار لکھیں۔ چھ میں سے سدس ایک بنتا ہے تو جدات کے نیچے ایک لکھے۔ یہاں سِہام پانچ ہو گئے، تو چھ کے آگے رد کی علامت لکھیں اور اسکے اوپر پانچ لکھیں۔

اب دیکھئے "من یُرَدُّ علیہِ" کا مسئلہ پانچ سے بنایا۔ اور زوجات کا مسئلہ آٹھ سے بنایا تھا، جس میں ایک زوجات کو دیا تھا اور باقی سات بچا تھا۔ پانچ اور سات پورا تقسیم نہیں ہوتا۔

"من یُرَدُّ علیہِ" کا مسئلہ یہاں پانچ سے بنا۔ اور "من لا یُرَدُّ علیہِ" کا مسئلہ آٹھ سے بنا۔ تو اب "من یُرَدُّ علیہِ" کے مسئلہ کو ضرب دیں گے "من لا یُرَدُّ علیہِ" کے مسئلہ سے بھی اور اُس کے سِہام سے بھی۔ تو آٹھ کو ضرب دیا پانچ سے تو چالیس آیا۔ اب میت کے اوپر آٹھ کے آگے تصحیح کی تاء لکھیں اور اوپر چالیس لکھیں۔

"من یُرَدُّ علیہِ" کے مسئلہ کو پانچ سے بنایا تھا تو زوجات کو سہام کو پانچ میں ضرب دیں گے۔ تو زوجات کے نیچے پانچ لکھیں گے۔ "من لا یُرَدُّ علیہِ" کے مسئلہ کو آٹھ سے بنایا تھا۔ اس میں سات مابقی ہے۔ تو سات سے ردّ کے پانچ کو بھی ضرب دیں اور آگے تصحیح کے تاء میں 35 لکھیں، نیز

"من یُرَدُّ علیہِ" کے سہام کو بھی سات سے ضرب دیں گے۔ تو بنات کے نیچے 28 آئے گا۔ اور جدات کے نیچے سات آئے گا۔ اب مسئلہ حل ہو گیا پورا۔ یعنی کہ مسئلہ چالیس سے بنا۔ جس میں پانچ دینے ہیں زوجات کو، اٹھائیس دینے ہیں بنات کو اور سات دینے ہیں جدات کو۔

اب دیکھئے کہیں کسر آرہی ہے کہ نہیں۔ زوجات چار ہیں اور حصّہ ایک تو یہاں تباین کی نسبت ہے۔ تو پہلا عددِ رؤس چار آیا۔ بنات نو ہے اور حصّے چار، تو اس میں بھی تبائن کی نسبت ہے۔ تو دوسرا عددِ رؤس نو آیا۔ جدّات ہیں چھ اور حصہ ہے ایک۔ تو اس میں بھی تباین کی نسبت ہے۔ تو تیسرا عدد رؤس چھ آیا۔ ہمارے پاس چار، نو، اور چھ تین عددِ رؤس آئے۔ چار اور نو میں تبائن کی نسبت ہے۔ تو چار کو نو سے ضرب دے تو چھتیس آیا۔ اب چھتیس اور چھ میں تداخل کی نسبت ہے۔ تو بڑے عدد کو لیں گے۔ تو مضروب چھتیس آیا۔ اب چالیس کو چھتیس سے ضرب دیں گے، تو 1440 آیا، نیز ہر ایک کے سہام کو بھی چھتیس سے ضرب دیں گے۔

وان لم یستقم اور اگر مابقی پورا تقسیم نہ ہو۔ جس طرح مثال نمبر 95 میں مابقی سات آیا اور "من یُرَدُّ علیہِ" کے حصّے پانچ آئے۔ تو یہاں پر مابقی پورا تقسیم نہیں ہوا۔ فاضرب جمیعَ مسئلۃِ مَن یُرَدُّ علیه تو ضرب دیجئے "من یُرَدُّ علیہِ" کے پورے مسئلہ کو۔ مثال نمبر 95 میں "من یُرَدُّ علیہِ" کا پورا مسئلہ پانچ سے بنا تھا۔ فی مخرج فرضِ من لا یُرَدُّ علیه "من لا یُرَدُّ علیہِ" کے حصّے کے مخرج میں۔ اور اس مثال میں "مخرج فرضِ من لا یُرَدُّ علیہِ" آٹھ تھا۔ یعنی زوجات کا حصّہ۔ تو پانچ ضرب آٹھ چالیس آیا۔ اور اس کو تصحیح کے تا کے اوپر لکھا مثال نمبر 95 میں۔ فالمَبلَغُ مخرجُ فُرُوضِ الفریقین تو یہ جو حاصل ضرب ہے، یعنی چالیس یہ دونوں فریقوں کے حصّوں کا مخرج ہے۔ کاربع زوجاتٍ و تسع بناتٍ و ستِّ جدّاتٍ جیسا کہ چار بیویاں، نو بنات اور چھ جدّات۔ یہ صورت ہم نے مثال نمبر 95 میں کر لی۔

ثُمَّ اضرِبْ سهامَ مَنْ لَّا یُرَدُّ علیہِ پھر "من لا یُرَدُّ علیہِ" کے سِہام کو بھی ضرب دیجئے۔ فی مسئلۃ من یُرَدُّ علیه "من یُرَدُّ علیہِ" کے مسئلہ یعنی پانچ میں۔ زوجات کا حصّہ ایک آیا تھا۔ تو اسکو پانچ میں ضرب دیا اور زوجات کے نیچے پانچ لکھا۔ و سهامَ مَن یردّ علیه اور "من یُرَدُّ علیہِ" کے سِہام کو ضرب دیجئے فیما بقی مِن مَخرَجِ فرضِ مَنْ لا یُرَدُّ علیه "من لا یُرَدُّ علیہِ" کے حصّے کے مخرَج میں سے جو باقی ہے اُس کے اندر۔ اور مثال نمبر 95 میں مابقی سات تھا۔ تو "من یُرَدُّ علیہِ" کے سہام کو سات میں سے ضرب دیا۔ تو بنات کے حصّے 28 بنے اور جدات کے سات۔ و ان

انکسرَ علی البعضِ اور اگر پھر کسر واقع ہو بعض پر فتصحیحُ المسائلِ بالاصولِ المذکورۃِ تو پھر مسائل کی تصحیح اُن اصولوں کے ذریعے ہوں گی جس کو پہلے ذکر کیا گیا ہے۔

درس 60۔ بابُ مُقاسَمَۃِ الجدِّ یہ باب ہے دادا کے حصّہ لینے کے بیان میں

قال ابوبکرِنِ الصِّدیقُ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ و مَنْ تابَعَہُ من الصّحابۃ رض فرمایا ابوبکر صدیق رض اور اُن کے متّبعین صحابہ رض نے بنو الاعیان و بنو العلّات لا یرثون مع الجدِّ حقیقی بھائی بہنیں اور علاّتی بھائی بہنیں وہ وارث نہیں ہوں گے دادا کے ساتھ۔ و ہٰذا قولُ ابی حنیفۃ رح و بہٖ یُفْتیٰ اور یہی قول ہے امام اعظم ابو حنیفہ رح کا، اور اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔

و قال زیدُ بنُ ثابتٍ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ یرثون مع الجدّ اور حضرت زید ابن ثابت رض فرماتے ہیں کہ یہ وارث ہوں گے دادا کے ساتھ۔ یعنی بنو الاعیان اور بنو العلّات دادا کے ساتھ وارث ہوں گے۔ و ھو قولُھُما رح اور یہی قول ہے صاحبین رح کا بھی۔ و قول مالکٍ و الشّافِعِیِّ رحمھما اللّٰہ تعالیٰ اور یہی قول ہے امام مالک رح اور امام شافعی رح کا۔

و عندَ زیدِ بنِ ثابتٍ للجدّ مع بنی الاعیان و بنی العلّات اور زید ابن ثابت رض کے نزدیک دادا کے ساتھ جب مرنے والے کے حقیقی بھائی بہن اور علاّتی بھائی بہن اکھٹے ہو جائے۔ افضلُ الْاَمْرَیْنِ تو دو چیزوں میں سے جو بہتر ہوگا وہی دادا کے لئے ہوگا۔ مِنَ الْمُقَاسَمَۃِ وَ مِنْ ثُلُثِ جمیعِ المالِ مُقَاسَمَۃ اور ثُلُث جمیعِ المال میں سے جو افضل ہوگا وہ دادا کے لئے ہوگا۔ و تفسیرُ المقاسَمَۃِ اور مُقَاسَمَۃ کی تفسیر یہ ہے۔ اَنْ یُجْعَلَ الجدُّ فی القسمۃِ کَاَحَدِ الْاِخْوَۃ کہ بنا دیا جائے دادا کو تقسیم کے اندر بھائیوں میں سے ایک کی طرح و بَنُو العلّاتِ یَدْخُلُونَ فِی القِسْمَۃِ معَ بَنِی الاعیانِ اِضْرَارًا لِلْجَدِّ اور بنوالعلات داخل ہوں گے تقسیم میں بنو الاعیان کے ساتھ دادا کو نقصان پہنچانے کے لئے۔ یعنی دادا کے حصّے کو کم کرنے کے لئے۔ یعنی بھائی بہن جتنے زیادہ ہو جائے ہر ایک کا حصّہ کم ہوتا جائے گا۔ فاذا اَخَذَ الْجَدُّ نَصِیبَہٗ پس جب لے لے دادا اپنا حصّہ فبنو العَلّاتِ یَخْرُجُونَ مِنَ الْبَیْنِ تو پھر بنو العلّات نکل جائیں گے درمیان میں سے خائبین بغیرِ شئٍ اس حال میں کہ وہ محروم ہوں گے بغیر کسی چیز کے، والباقی لبنی الاعیان اور باقی مال بنو الاعیان کا ہوگا۔ دادا اپنا حصّہ لے لے گا، اور باقی بنو الاعیان کا ہوگا۔ یعنی حقیقی بھائی بہنوں کا۔ اِلّا اذا کانت مِنْ بَنِی الاعیان اُخْتٌ واحدۃٌ مگر یہ کہ بنوالاعیان میں سے

صرف ایک بہن ہو۔ یعنی حقیقی بھائی بہنوں میں سے صرف ایک بہن ہے۔ فانها اذا اخذتْ فرضَها پس بے شک جب اس ایک بہن نے لے لیا اپنا حصّه۔ نصفَ الکُلِّ بعدَ نصیبِ الجدِّ دادا کے حصّے کے بعد یه کُل ترکه کا نصف لے لے گی۔ یه فرضَها سے بدل ہے۔ اس سے مابقیَ کا نصف مراد نہیں۔ بلکه کل مال کا نصف لے گی۔ فَاِنْ بَقِيَ شيءٌ پس اگر کچھ مال بچ گئی۔ فَلِبَنِي الْعَلَّاتِ تو بنو العلاّت کے لئے ہوگا۔ اس صورت میں بھی ضروری نہیں که کل بچے۔ لیکن اگر کچھ بچ گیا تو وہ بنو العلات کے لئے ہوگا۔ وَ اِلَّا فلا شيءَ لَهُم ورنه اُن کے لئے کوئی چیز نہیں ہوگی۔ كَجدٍّ و اُختٍ لابٍ و امٍّ و اُختين لابٍ اُخت لابٍ و اُمٍّ کا مطلب ہے اُخت عینی۔

مُقَاسَمَةُ الجَدّ

مثال نمبر 96

مسـ 5 ، 10 ، 20

جدّ	اخت عینی	أختان لِأب
2	$2\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$
	$\frac{5}{2}$	
4	5	1
8	10	2

مُقَاسَمَة کی صورت: اس صورت میں دادا ایک بھائی کی طرح ہوگا۔ تو گویا یہاں ایک بھائی ہوا اور تین بہنیں ہوئی۔ اور ایک بھائی دو بہنوں کے برابر ہوتا ہے۔ مطلب یہاں کل پانچ بہنیں ہوئی۔ تو مسئله پانچ سے بنائیں گے۔ پانچ میں سے دادا کو دو حصّے ملیں گے۔ حقیقی بہن کو نصف کل ملتا ہے۔ مسئله پانچ سے بنایا ہے۔ تو دو صحیح ایک بٹ دو یه اخت عینی کا حصه ہوا۔ پانچ سے ساڑھے چار نکل گیا باقی آدھا بچا۔ تو ایک بٹ دو اختان لاب کے نیچے لکھیں گے۔

اب اس میں سے صحیح کو ختم کر دیں گے۔ اور ½ 2 کو 5/2 لکھیں گے۔ اب ہم نے کسر کو ختم کرنا ہے۔ اور اسکا طریقه یه ہے که کسر میں جو عدد ہے اُس میں سے ضرب دے۔ تو لہٰذا پانچ کو دو سے ضرب دے تو دس آیا۔ تو میت کے اوپر تصحیح کی تاء میں دس لکھے۔ اور تمام سِہام کو بھی دو سے ضرب دے۔ تو جدّ کا حصه چار بن جائے گا، اخت عینی کا حصه پانچ بن جائے گا۔ اور اخیافی بہنوں کو ایک حصّه ملے گا۔

اب دیکھتے ہیں کہ کہیں پر کسر تو نہیں آ رہا۔ اخیافی بہنیں دو ہیں اور حصّہ ایک۔ تو یہاں کسر آ رہا ہے اور اس میں تبائن کی نسبت ہے۔ تو عدد رؤس دو آیا۔ اب تصحیح کو بھی دو سے ضرب دو اور تمام سِہام کو بھی دو سے ضرب دو۔ تو اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوا۔

ثلث کی صورت میں دادا کا حصه: مقاسمة کی صورت میں دادا کو پانچ میں سے دو حصّے ملتے ہیں۔ اور چھ کا ثلث دو کے برابر ہوتا ہے۔ لہٰذا ثلث کی صورت میں دادا کا حصّہ مقاسمة کی نسبت کم ہوتا۔ لہٰذا یہاں مقاسمة والی صورت اختیار کی گئی۔

یا دیکھئے مقاسمة کی صورت میں دادا کو پہلے پانچ میں سے دو ملا۔ اور پھر تصحیح کے بعد بیس میں سے آٹھ ملا۔ اور اگر ہم ثلث کی طرف دیکھ لے، تو پانچ کا ثلث برابر ہوتا ہے پانچ ضرب دو تقسیم تین۔ یعنی 10/3 ۔ پھر ان کو دو میں ضرب دے تو 20/6 آئیں گا۔ یعنی بیس میں سے چھ حصّے ۔ تو ثلث کی صورت میں دادا کا حصّہ کم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا یہاں مقاسمة والی صورت اختیار کی گئی۔

فَبَقِیَ لِلْاُخْتَیْنِ لابٍ عُشْرُ الْمالِ پس دو جو علّاتی بہنیں ہیں اُس کے لئے مال کا دسواں حصّہ باقی بچے گا۔ مثال نمبر 96 میں تصحیح کے بعد اختان لاب کو بیس میں سے دو ملا تھا۔ اور دو عُشر ہوتا ہے بیس کا۔ وَ تَصِحُّ مِنْ عِشْرِیْنَ اور صحیح ہو جائے گا مسئلہ بیس سے۔

و لو کانَتْ فی هٰذهِ المسئَلةِ اُختٌ لابٍ لم یبقَ لها شیءٌ اور اگر اسی صورت میں ایک علّاتی بہن ہو تو اُسی کے لئے کچھ نہیں بچے گا۔

مثال نمبر 97

مسئلہ 4

جدّ	اخت عینی	اخت لِأب
2	2	محروم

اب دیکھو مقاسَمة کی صورت میں دادا کو بھائی فرض کرنا ہوگا۔ تو گویا ایک بھائی ہوا اور دو بہنیں۔ اور ایک بھائی دو بہنوں کے برابر ہوتا ہے۔ تو گویا یہاں چار بہنیں جمع ہو گئ۔ تو مسئلہ چار سے بنے گا۔ چار میں سے دادا کو دو حصّے دیں گے، اور اخت عینی کو نصف الکل، یعنی چار کا نصف یعنی دو حصّے دیں گے۔ دو حصّے دادا کو دئے اور دو حصّے اخت عینی کو دئے۔ تو چار میں سے باقی کچھ بھی نہ بچا۔ لہٰذا اخت لام محروم ہوا۔ تو اُسکے نیچے محروم لکھیں گے۔

درس 61۔ کل کے سبق میں ہم نے پڑھا تھا کہ دادا کے ساتھ حقیقی بھائی بہن اور علّاتی بھائی بہن آ جائے، تو پھر مُقَاسَمَة اور ثلثِ کل میں جو صورت دادا کے لئے بہتر ہو، وہی اختیار کیا جائے گا۔

آج کے سبق میں ہم پڑھیں گے، کہ اگر دادا کے ساتھ حقیقی بھائی بہن، اور علّاتی بھائی بہن کے ساتھ کوئی اور وارث بھی آجائے ۔ چاہے حقیقی بھائی بہن اور علّاتی بھائی بہن دونوں ہوں یا چاہے ایک ہی ہوں اِن دونوں میں سے، لیکن ساتھ کوئی اور وارث بھی آجائے، تو اِس صورت میں تین چیزوں میں سے جو بہتر ہوگی دادا کے لئے وہی اختیار کیا جائے گا۔

پہلی صورت **مقاسمة** والی ہے۔ یعنی کہ دادا کو بھی ایک بھائی شمار کیا جائے۔ اور پھر دادا کا حصّہ نکالا جائے۔ دوسری صورت **ثُلثِ ما بقِیَ** ہے۔ وہ جو حقیقی بھائی بہنوں اور علّاتی بھائی بہنوں کے ساتھ جو دوسرے ذوی الفروض آئے، اُن کا مال دے دوں، جو باقی بچ جائے اُس کا ثلث دادا کو دے دیں۔ تیسری صورت یہ کہ **جمیع مال کا سُدس**۔ تو اِن تین میں سے جو بہتر ہو وہی صورت اختیار کی جائے گی۔

وَ اِنِ اخْتَلَطِ بِهِم ذُو سَهْمٍ اگر مل جائے اِن کے ساتھ کوئی حصّے والا۔ یعنی دادا ہو، بنو الاعیان ہو اور بنو العلّات ہو، ان کے ساتھ کوئی ذوی الفروض مل جائے۔ یا دادا ہو، اور بنو الاعیان ہو اور اس کے ساتھ کوئی ذوی الفروض مل جائے، یا دادا ہو اور بنو العلّات ہو اور انکے ساتھ کوئی ذوی الفروض مل جائے۔ **فللجدِّ هُنا افضلُ الامورِ الثلٰثةِ** تو دادا کے لئے یہاں تین اُمور میں سے جو افضل ہوگا وہ ہوگا۔ **بعدَ فرضِ ذی سهمٍ** ذو سَهم کا حصّہ دینے کے بعد۔

آگے اُن تین اُمور کا بیان ہے۔ **إمّا المقاسمةُ** یا تو مقاسمة ہوگا۔ **كزوج و جدٍّ و اخٍ** یہ مثال ذکر کی، اس مثال میں دادا کے لئے مُقاسمة بہتر ہوگا۔ تو یہ مثال تینوں طریقوں سے حل کرتے ہیں تا کہ دیکھا جائے کہ دادا کے لئے کونسا طریقہ بہتر ہے۔

مثال نمبر 98 — مقاسمہ کی صورت

مسـ 2 ت 4

زوج	جدّ	أخ
1	1	
	1/2	1/2
2	1	1

مقاسمة کی صورت میں دادا کو ایک بھائی کی طرح فرض کر لیتے ہے۔ تو یوں سمجھو کہ یہ دو بھائی ہیں اور ایک زوج ہے۔ دادا اور بھائی یہاں عصبة ہے۔ اولاد نہ ہونے کی صورت میں زوج کا حصّہ نصف ہوتا ہے۔ تو مسئلہ دو سے بنے گا۔ دو کا نصف ایک ہے۔ تو زوج کے نیچے ایک لکھے۔

دادا اور زوج کا حصّہ ملا کر ایک ہے۔ لہٰذا دادا اور بھائی کے نیچے لکیر کھینچ کر ایک لکھے۔ پس دادا کا حصّہ ½ ہوا اور بھائی کا حصّہ بھی ½ ہوا۔ اب کسر ختم کرنے کے لئے سہام کو بھی دو میں ضرب دیں، اور کل مسئلہ کو بھی دو سے ضرب دیں، تو چار آیا۔ آگے تصحیح کی تاء میں چار لکھیں۔ یہاں دادا کو چار میں سے ایک حصّہ مل رہا ہے۔ یعنی ربع مل رہا ہے۔

اب یہی مسئلہ دوسری صورت سے حل کرتے ہیں۔

ثلثِ مابقیہ کی صورت

مسـ 2 ت 6

زوج	جدّ	أخ
1	$\frac{1}{3}$	$\frac{2}{3}$
3	1	2

دادا کا حصّہ ثلث ما بقیَ ہے اور بھائی عصبۃ ہے۔ زوج کو نصف ملتا ہے۔ لہٰذا مسئلہ دو سے بنے گا۔ مسئلہ بناتے وقت ثلث ما بقی کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ تو یہ سمجھنا کہ ثلث ما بقی ہے ہی نہیں۔ تو گویا صرف ایک ہی حصّہ ہے اور وہ ہے نصف۔

دو میں نصف یعنی ایک زوج کو دے دیا۔ باقی ایک بچا۔ اسی ایک کا ثلث دادا کو دینا ہے، اور ثلثان بھائی بطور عصبۃ لے گا۔ اب دادا اور بھائی میں کسر آرہا ہے۔ لہٰذا کسر ختم کرنے کے لئے اصلِ مسئلہ کو بھی تین میں ضرب دیں اور تمام سہام کو بھی تین میں ضرب دیں۔ تو مسئلہ کی تصحیح چھ سے ہوگی۔ تو اس صورت میں دادا کو کل مال کا چھٹا حصّہ ملا۔

اب یہی مسئلہ تیسری صورت سے حل کرتے ہیں۔

سدسِ جمیع المال کی صورت

مسـ 6

زوج	جدّ	أخ
3	1	2

زوج کا حصّہ نصف، جدّ کا حصّہ سدس جمیع المال، اور بھائی عصبۃ ہے۔ تو نصف جمع ہوا سدس کے ساتھ۔ اور جب نصف نوع ثانی کے ساتھ جمع ہو جائے تو مسئلہ چھ سے بناتے ہیں۔ چھ میں سے نصف یعنی تین زوج کو دیا۔ چھ کا سدس یعنی ایک دادا کو دیا۔ اور باقی دو حصّے بطور عصبۃ بھائی کو دیا۔ تو اس صورت میں دادا کو کل مال کا چھٹا حصّہ ملا۔

لہذا ان تینوں صورتوں میں مُقاسمۃ والی صورت دادا کے لئے بہتر ہے۔ تو یہی صورت اختیار کی جائے گی۔

و اِمّا ثلثُ ما بقِي دوسری صورت ثلث ما بقی کا ہے۔ كجدٍّ و جدّةٍ و اخوين و اختٍ اس مثال میں ثلث ما بقی بہتر ہے۔

مثال نمبر 99

ثلثِ مابقیہ کی صورت

مسئلہ 6 — 18

جدّہ	جدّ	أخ	أخ	اخت
1	5/3		$5 - 5/3 = 10/3$	
3	5		10	
		4	4	2

جدّہ کو سدس ملے گا۔ جدّ کو ثلث ما بقی ملے گا، اور مسئلہ بنانے میں اس کا اعتبان نہیں کیا جاتا۔ باقی بھائی بہن تو عصبۃ ہیں۔ لہذا صرف ایک حصّہ آیا، تو مسئلہ چھ سے بنائیں گے۔ چھ میں سے سدس یعنی ایک جدّہ کو دیا جائے گا۔ باقی پانچ حصّے رہ گئے۔ پانچ کا ثلث یعنی 5/3 جدّ کے نیچھے لکھیں گے۔ اب ہمارے پاس 10/3 حصّہ باقی رہ گیا تو وہ دونوں بھائیوں اور اخت کے نیچے لکیر کھینچ کر لکھا جائے گا۔ یہ 10/3 کیسے آیا۔ پانچ سے 5/3 کو منفی کرے تو 10/3 آتا ہے۔ اب کسر کو ختم کرنے کے لئے پہلے اصل مسئلہ کو تین سے ضرب دے، پھر ہر ایک کے حصّے کو بھی تین سے ضرب دے دیں۔ تو کل اٹھارہ حصّوں میں جد کو پانچ حصّے مل جائیں گے۔

مقاسمہ کی صورت

مسئلہ 6 — 42

جدّہ	جدّ	أخ	أخ	اخت
1			5	
7			35	
	10	10	10	5

مقاسمۃ کی صورت میں دادا کو بھی ایک بھائی شمار کرتے تھے۔ جدّہ کو سدس ملتا ہے۔ اور باقی عصبۃ ہے۔ لہذا مسئلہ چھ سے بنے گا۔ جس میں سے ایک حصّہ جدّہ کو ملے اور باقی پانچ حصّے دادا، دو بھائیوں اور ایک بہن میں تقسیم کئے جائیں گے۔ جد، اخ ، اخ اور اخت کے نیچے لکیر

کھینچ کر اس کے نیچے پانچ لکھو۔ ایک بھائی دو بہنوں کے برابر ہوتا ہے۔ تو گویا یہاں کل سات بہنیں بن گئی۔ اور کل حصّے پانچ ہیں۔ پانچ اور سات میں تباین کی نسبت ہے۔ لہٰذا عدد رؤس سات آیا۔ اب اصل مسئلہ کو سات میں ضرب دے دیں تو 42 آیا۔ چھ سے آگے تصحیح کی تاء میں 42 لکھے۔ اور نیچے ہر ایک کے سہام کو بھی سات سے ضرب دے دیں۔ تو کل 42 حصوں میں دادا کے 10 حصّے بنے۔

سدسِ جمیع المال کی صورت

مسئلہ 6 ت 30

اخت	أخ	أخ	جدّ	جدّہ
	4		1	1
	20		5	5
4	8	8		

یہاں جدّہ کو سدس اور جدّ کو سدس جمیع المال مل جائے گا۔ اور بھائی بہنیں تو عصبۃ ہیں۔ تو ایک ہی حصّہ آیا اور اُسی کے ہم نام عدد یعنی ستّ سے مسئلہ بنائیں گے۔ تو میت کے اوپر چھ لکھو۔ چھ کا سدس یعنی جدّہ کو دیا۔ چھ کا سدس یعنی ایک جدّ کو دیا۔ باقی چار حصّے رہ گئے۔ اب اخٌ اخٌ اور اختٌ کے نیچے لکیر کھینچ کر چار لکھیں۔ ایک بھائی دو بہنوں کے برابر ہے۔ تو گویا یہاں پانچ بہنیں ہیں۔ تو چار اور پانچ کے درمیان تباین کی نسبت ہے۔ عدد رؤس پانچ ہے۔ لہٰذا اصل مسئلہ کو پانچ سے ضرب دیں اور چھ سے آگے تصحیح کی تاء میں تیس لکھے۔ پھر نیچے ہر ایک کے سہام کو بھی پانچ سے ضرب دے دیں۔ تو دادا کو کل تیس حصّوں میں پانچ حصّے مل گئے۔

اب دیکھتے ہیں کہ کس صورت میں دادا کو سب سے زیادہ حصّہ ملا۔ تو اس کو معلوم کرنے کے لئے یا تو تینوں سے کسر ختم کریں، یا تینوں کے مخرج برابر کریں۔ آئیں مخرج کو دس کے برابر کرتے ہیں۔ پھر جس کا شمار کنندہ چھوٹا ہو، وہی صورت والا عدد بڑا شمار ہوتا ہے۔

ثلث ما بقی کی صورت میں	مقاسمۃ کی صورت میں	سدس جمیع المال کی صورت میں
18/5=36/10	42/10	30/5=60/10

تو اِن تین صورتوں میں ثلث ما بقی میں دادا کا حصّہ زیادہ ہے۔ لہٰذا وہی صورت اختیار کی جائے گی۔

درس 62۔ وَ اِمّا سدسُ جمیع المالِ اور تیسری صورت سدس جمیع المال کا ہے۔ کجدّ و جدّة و بنت و اخوین اس مثال میں سدس جمیع المال بہتر ہے۔

مثال نمبر 100

سدسِ جمیع المال کی صورت

مسئلہ 6 ، 12

جدّہ	بنت	جدّ	أخ	أخ
1	3	1	1	
2	6	2	2	
			1	1

جدّہ کو سدس ملتا ہے، بنت اکیلی ہو تو اس کو نصف ملتا ہے۔ اور جدّ کو بھی اس صورت میں سدس ملتا ہے۔ تو نوعِ اوّل کا نصف نوعِ ثانی کے سدس کے ساتھ آیا۔ تو مسئلہ چھ سے بنے گا۔ چھ میں سے جدّہ کو سدس یعنی ایک حصہ دیں گے، بنت کو نصف یعنی تین حصّے دیں۔ جدّ کو سدس یعنی ایک حصّہ دیں گے۔ باقی ایک حصّہ رہ گیا۔ تو یہ ایک حصّہ ان دو بھائیوں کو بطور عصبة ملے گا۔ اب یہاں پر کسر آرہا ہے۔ بھائی دو ہیں اور حصّہ ایک۔ تو ان میں تباین کی نسبت ہے۔ تو عدد رؤس دو ہے۔ لہٰذا اصل مسئلہ کو بھی دو سے ضرب دیں گے۔ اور تمام سِہام کو بھی دو سے ضرب دیں گے۔ تو اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گیا۔ نیز دادا کو بارہ حصّوں میں دو حصّے مل گئے۔

مقاسمہ کی صورت

مسئلہ 6 ، 18

جدّہ	بنت	جدّ	أخ	أخ
1	3	2		
3	9	6		
		2	2	2

مقاسمة کی صورت میں جدّ بھائی کی طرح ہوگا۔ جدّہ کو سدس اور بنت کو نصف ملتا ہے۔ تو مسئلہ چھ سے بنے گا۔ چھ کا سدس ایک جدّہ کو دیا۔ چھ کا نصف تین بنت کو دیا۔ باقی دو رہ گئے۔ تو جدّ، اخٌ اور اخٌ کے نیچے لکیر کھینچ کر دو لکھیں۔ اب حصہ دو ہیں اور آدمی تین۔ تو ان میں تباین کی نسبت ہے۔ لہٰذا عدد رؤس تین آیا۔ اب اصل مسئلہ کو بھی تین میں سے ضرب دیں اور تمام سہام کو بھی تین میں سے ضرب دیں۔ تو اٹھارہ حصّوں میں جدّ کے دو حصّے بن گئے۔

مسئلہ 6 تصحیح 18 ثلثِ مابقیہ کی صورت $2 - 2/3 = 4/3$

جدّہ	بنت	جدّ	أخ	أخ
1	3	$\frac{2}{3}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{2}{3}$
3	9	2	2	2

جدّہ کو سدس، بنت کو نصف، اور جدّ کو ثلث ما بقیَ ملتا ہے۔ لیکن مسئلہ بنانے میں ثلث ما بقی کا اعتبار نہیں کرتے۔ دونوں اخ عصبۃ ہیں۔ لہذا مسئلہ چھ سے بنائیں گے۔ چھ کا سدس ایک جدّہ کو دیا۔ چھ کا نصف تین بنت کو دیا۔ باقی دو حصّے رہ گئے۔ مابقی کا ثلث 2/3 ہے۔ جب دو سے 2/3 منفی کریں تو 4/3 باقی رہ جاتا ہے۔ تو ہر بھائی کو 2/3 مل جائے گا۔ اب جدّ اور دونوں اخ میں کسر واقع ہو رہا ہے۔ کسر کو ختم کرنے کے لئے اصل مسئلہ کو بھی تین سے ضرب دے دیں، اور تمام سہام کو بھی تین سے ضرب دے دیں۔ تو جدّ کو اٹھارہ میں سے دو حصّے مل جائیں گے۔ لہذا معلوم ہوا کہ اس مسئلہ کے اندر جدّ کا حصّہ "سدس جمیع المال" کی صورت میں سب سے زیادہ ہے۔ لہذا اس مسئلہ کے اندر "سدس جمیع المال" والا صورت اختیار کیا جائے گا۔

واذا کان ثلثُ الباقی خیرًا للجدِّ اور جب ثلث باقی بہتر ہو دادا کے لئے۔ **و لیس للباقی ثلثٌ صحیحٌ** اور باقیوں کے لئے ثلث صحیح نہ ہو۔ مطلب یہ کہ جب دادا کو ثلث باقی مل جائے۔ تو باقیوں کے حصّے میں کسر واقع ہو جائے گا۔ اب یہ کسر کس طرح ختم کرتے ہیں۔ مصنفؒ آگے اس کا طریقہ بتلاتے ہیں۔ یعنی کسر کے مخرج میں اصل مسئلہ کو بھی ضرب دے دیں، اور تمام سِہام کو بھی ضرب دے دیں۔ تو ہر جگہ کسر ختم ہو جائے گا۔ **فاضْرِبْ مخرجَ الثلُث فی اصل المسئلۃ** تو ثلث کے مخرج یعنی ثلٰثۃ میں اصل مسئلہ کو ضرب دے۔

فَاِنْ تَرَکَتْ اگر چھوڑا مرنے والی عورت نے **جدًّا و زوجًا و بنتا و اُمًّا و اختًا لاب و امّ او لاب** دادا، خاوند، بیٹی، ماں، حقیقی بہن کو یا علّاتی بہن کو **فالسّدسُ خیرٌ للجدِّ** تو سدُس دادا کے لئے بہتر ہوگا۔ **و تعولُ المسئلۃُ الی ثلٰثۃَ عَشَرَ** اور مسئلہ کا عول ہوگا تیرہ تک۔ **و لا شیٔ ء للاختِ** اور بہن کے لئے کچھ بھی نہیں ہوگا۔ یعنی وہ محروم ہوگی۔

مثال نمبر 101

سدسِ جمیع المال کی صورت

مسئلہ 12 ع 13

زوج	بنت	أمّ	جدّ	اخت عینی
3	6	2	2	محروم

اولاد کی صورت میں زوج کو ربع ملتا ہے۔ بیٹی اکیلی ہو تو اسکو نصف ملتا ہے۔ ماں کو اولاد کی صورت میں سدس ملتا ہے۔ جدّ کو سدس اور اخت لابٍ و اُمٍّ جب بیٹی کے ساتھ آجائے تو اسکو عصبة بناتے ہیں۔ نوع اوّل میں سے نصف اور ربع آیا۔ اور نوع ثانی میں سے سدس آیا۔ نوع اوّل سے نصف اور ربع آیا ہے۔ تو اس صورت میں چھوٹے کا اعتبار کرتے ہیں۔ اور ان میں چھوٹا ربع ہے۔ اور ربع جب نوع ثانی کے ساتھ آئے تو مسئلہ بارہ سے بناتے ہیں۔

زوج کا حصّہ ربع ہے لہٰذا بارہ کا ربع تین آیا۔ بنت کو نصف ملے گا۔ اور بارہ کا نصف چھ ہے۔ ام کو سدس ملے گا۔ اور بارہ کا سدس دو ہے اور جدّ کو بھی سدس ملے گا۔ اور بارہ کا سدس دو ہے۔ یہاں سارے سہام تیرہ بن گئے۔ لہٰذا بارہ نے تیرہ کی طرف عول کیا۔ اور عصبة یعنی اخت عینی کے لئے کچھ بھی نہ بچا۔ دادا کو تیرہ حصّوں میں دو حصّے مل گئے۔

مقاسمہ کی صورت

مسئلہ 12 ت 36

زوج	بنت	أمّ	جدّ	اخت عینی
3	6	2	1	
9	18	6	3	
			2	1

اس صورت میں جدّ کا شمار بھائی کی طرح ہوگا۔ اولاد کی صورت میں زوج کو ربع، بنت اکیلی کو نصف اور ماں کو سدس۔ جدّ اور اخت عینی عصبة ہیں۔ مسئلہ بارہ سے بنے گا۔ کیونکہ ربع نوع ثانی کے ساتھ آیا ہے۔ بارہ کا ربع تین زوج کو دیا۔ بارہ کا نصف چھ بنت کو دیا۔ بارہ کا سدس یعنی دو ماں کو دیا۔ باقی ایک بچا۔ تو یہ جدّ اور اخت عینی بطور عصبة لے گا۔ جدّ دو بہنوں کی طرح ہوا، اور ایک اخت عینی تو کل عدد رؤس تین ہوگئے۔ اور حصّہ ایک ہے۔ لہٰذا تباین کی نسبت ہے۔ اور عدد رؤس تین ہے۔ پس اصل مسئلہ کو بھی تین سے ضرب دیں اور ہر ایک کے سہام کو بھی تین سے ضرب دیں۔ تو اس صورت میں مسئلہ کی تصحیح چھتیس سے ہوں گی۔ اور دادا کو چھتیس میں سے دو حصّے ملیں گے۔

ثلثِ مابقیہ کی صورت

مسٔلہ 12 ت 36

زوج	بنت	أمّ	جدّ	اخت عینی
3	6	2	$\frac{1}{3}$	$\frac{2}{3}$
9	18	6	1	2

اولاد کی صورت میں زوج کو ربع، بنت کو نصف، ماں کو سدس، جدّ کو ثلث ما بقی ملے گا، لیکن مسئلہ بنانے میں ثلث ما بقی کا اعتبار نہیں۔ اخت عینی عصبة بنے گا۔ یہاں ربع نوع ثانی کے ساتھ آیا۔ لہٰذا مسئلہ بارہ سے بنے گا۔ بارہ کا ربع تین زوج کو دیا۔ بارہ کا نصف یعنی چھ بنت کو دیا۔ بارہ کا سدس یعنی دو ماں کو دیا۔ باقی ایک حصّہ بچا۔ ایک کا ثلث یعنی 1/3 دادا کو دیا اور باقی 2/3 اخت عینی بطور عصبة لے لیگا۔ اب کسر کو ختم کرنے کے لئے تین میں اصل مسئلہ کو بھی ضرب دے دیں اور تمام سِہام کو بھی ضرب دے دیں۔ تو اس صورت میں دادا کو ایک حصّہ ملا چھتیس حصّوں میں سے۔

پس معلوم ہوا کہ اس مسئلہ کے اندر دادا کے لئے "سدس جمیع المال" والا صورت سب سے بہتر ہے۔

درس 63۔ گذشتہ اسباق اور مثالوں وغیرہ سے اس بات کی وضاحت ہو گئی، کہ حضرت زید ابن ثابت رض حقیقی بہن اور علّاتی بہن کو دادا کے ساتھ عصبة بناتے ہیں۔ اور صرف ایک مسئلہ کی اندر وہ حقیقی بہن یا علّاتی بہن کو صاحبہ فرض بناتا ہے۔ یعنی ذوی الفروض میں سے بناتے ہیں۔ اور وہ مسئلہ اکدریّة کہلاتا ہے۔

وَاعْلَمْ اور جان لے تو اَنّ زیدَ بنَ ثابتٍ رض لا یجعَلُ الاختَ لابٍ و اُمٍ او لابٍ کہ حضرت زید ابن ثابت رض نہیں بناتے حقیقی بہن کو یا علّاتی بہن کو صاحبةَ فرضٍ ذوی الفروض میں سے۔ یعنی حقیقی بہن یا علاتی بہن کو دادا کے ساتھ ذوی الفروض میں سے نہیں بناتے۔ معَ الجدِّ دادا کے ساتھ۔ الا فی المسألةِ الْاَ کْدَرِیَّة مگر مسئلہ اکدرِیَّة میں۔ تو اس مسئلہ کے اندر وہ دادا کے ساتھ حقیقی بہن یا علّاتی بہن کو باقاعدہ ذوی الفروض میں سے بناتے ہیں۔ و ھی زوجٌ و اُمٌّ و جدٌّ و اختُ لابٍ و اُمٍّ او لابٍ اور مسئلہ اکدریة یہ ہے، کہ خاوند ہو، اور ماں ہو، اور دادا ہو، اور حقیقی بہن ہو یا علاتی بہن ہو۔

مثال نمبر 102

مسئلہ اَکدریّہ

مسـ 6 عــ 9 تـ 27

زوج	أمّ	جدّ		اخت عینی
3	2	1		3
			4	
9	6		12	
		8		4

اولاد نہ ہو تو زوج کو نصف ملتا ہے، اولاد نہ ہو یا تو بہن بھائی نہ ہو تو ماں کو ثلث ملتا ہے۔ جدّ کو سدس ملتا ہے۔ اور اخت عینی جب ایک ہو تو اسکو نصف دیتے ہیں۔ تو یہاں پر اخت عینی کو ذوی الفروض میں سے بنایا۔

نوع اوّل سے صرف نصف آیا۔ تو نصف جمع ہوا نوع ثانی کے ساتھ، تو مسئلہ چھ سے بنائیں گے۔ چھ کا نصف تین زوج کو دیں گے، چھ کا ثلث دو ماں کو دیں گے، چھ کا سدس ایک یہ دادا کو دیں گے، اور چھ کا نصف تین یہ اخت عینی کو دیں گے۔ یہاں مسئلہ بنایا تھا چھ سے اور سہام بن گئے نو۔ تو چھ نے نو کی طرف عول کیا۔ تو چھ کے آگے عول کی علامت میں نو لکھے۔

یہ تو ہم نے اُخت کو حصّہ دیا ذوی الفروض کے طور پر، لیکن یہاں مُقاسَمۃ بہتر ہے جدّ کے لئے۔ اور مقاسمۃ کی صورت میں جدّ کو بھائی فرض کر لیا جاتا ہے، بھائی بہنوں کے ۔ لہٰذا یہاں بھی جدّ کو بہن کے ساتھ بھائی فرض کر لیں گے۔ تو لہٰذا جو مال ان دونوں یعنی جدّ اور بہن کو ملا، اُس کو پھر ان دونوں میں تقسیم کریں گے " للذکر مثلُ حظِّ الانثیین" کے طریقے پر۔ یعنی دونوں کا مال جمع کریں گے، اور اُس مال کے تین حصّے کر دیں گے۔ اور پھر اُس میں دو حصّے دادا کا حق اور ایک حصّہ بہن کا حق۔

یہ جو دادا کے نیچے ایک لکھا اور اُخت کے نیچے تین لکھا۔ یہ ایک اور تین ملا کر چار بن گئے۔ اب دادا اور اخت عینی کے نیچے لکیر کھینچ کر اُس کے نیچے چار لکھیں۔ دادا اور اخت عینی کے عدد رؤس تین ہے اور کل حصّے چار ہیں۔ تو ان میں تباین کی نسبت ہے۔ تو ہمارے پاس عدد رؤس تین آیا۔ پس لہٰذا اب عول کو بھی تین سے ضرب دیں گے۔ اور آگے تصحیح کی تا میں 27 لکھیں گے۔ نیز ہر ایک کے سہام کو بھی تین سے ضرب دیں گے۔

تو ستائیس میں سے زوج کے سِہام نو، ماں کے چھ، جدّ اور اخت عینی کو کل بارہ حصّے ملیں گے۔ پھر اس کو "للذکر مثل حظ الانثیین" کے اُصول پر تقسیم کریں گے تو جدّ کو آٹھ حصّے اور اخت عینی کو چار حصّے ملیں گے۔ تو یہ مسئلہ کی تصحیح ہو گیا۔

صاحب سراجیؒ یہی اب کتاب میں بیان فرما رہے ہیں۔

فللزّوج النصفُ پس خاوند کے لئے نصف ہوگا۔ و للاُم الثلثُ اور ماں کے لئے ثلث ہوگا۔

و للجدّ السّدسُ اور جدّ کے لئے سُدس ہوگا۔ و لِلْاُختِ النِّصفُ اور بہن کے لئے نصف ہوگا۔

مثال نمبر 102 دیکھئے۔ ثم یَضُمّ الجدُّ نصیبَهُ الٰی نصیبِ الْاُختِ پھر ملا دے گا دادا اپنے حصّے

کو بہن کے حصّے کے ساتھ۔ فَیُقسَّمانِ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ پھر تقسیم کیا جائے گا ان دو

حصّوں کو یہ جو ملائے گئے ہیں " لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ " کے طریقے پر۔ یعنی مذکر کے لئے دو

مؤنث کے مثل حصّہ ہوگا۔ لِاَنَّ الْمُقَاسَمَةَ خیرٌ لِلْجَدِّ اس لئے کہ مقاسمۃ دادا کے لئے بہتر ہے

اس صورت میں ۔ اصلُها من ستَّةٍ تو اس مسئلہ کی اصل چھ سے ہوگی۔ یعنی یہ مسئلہ چھ سے

بنے گا۔ و تعولُ الٰی تِسْعَةٍ اور پھر اسکا عول ہوگا نو تک و تَصِحُّ مِنْ سَبْعَةٍ و عشرینَ اور

تصحیح ہوگی اس مسئلہ کی ستائیس سے۔ و سُمِّـیَتْ اکدریّةً اور اس مسئلہ کو مسئلہ اکدریۃ

کہتے ہیں۔ لِاَنَّهَا واقعةُ امْرَأةٍ مِنْ بنی اَکْدر اس لئے کہ یہ واقعہ ہے بنی اکدر کے ایک عورت

کا۔ و قالَ بعضُهُم اور بعض کہتے ہیں۔ سُمیت اکدریّةً اس مسئلہ کا نام رکھا گیا اکدریَّۃ لانها

کَدَّرَتْ علٰی زیدِ بْنِ ثابتٍ مذهبَهُ اس لئے کہ اس نے مُکدَّر کر دیا حضرت زید ابن ثابتؓ پر

اُس کے مذہب کو۔ یعنی مشکل کر دیا، یعنی پریشانی کا باعث بنا دیا۔ یا بعض کہتے ہیں کہ اس کو

اکدریۃ اس لئے کہتے ہیں کہ دادا نے بہن پر اُس کے حصّے کو مُکدَّر کر دیا۔ شروع میں بہن کو دادا

سے تین گنا زیادہ ملتا تھا اور پھر دادا کو اُس سے دُگنا ملا۔ اس کی اور بھی بہت سی وجوہات علماء

نے ذکر کی ہیں، کہ اِس کو مسئلہ اکدیۃ کیوں کہتے ہیں۔ و لو کان مکانَ الاختِ اخٌ او اُختانِ

اور اگر اس مسئلہ میں بہن کی جگہ بھائی، یا دو بہنیں ہوں فلا عول و لا اکدریّةَ تو پھر عول

بھی نہیں ہوگا اور پھر یہ مسئلہ اکدریۃ بھی نہیں ہے۔

مسئلہ اکدریہ میں جب اخت کی جگہ اَخٌ آجائے۔ تو پھر اس میں عول بھی نہیں ہوتا اور یہ مسئلہ اکدریۃ بھی نہیں۔

مثال نمبر 103 سدسِ جمیع المال کی صورت

مسئلہ 6

زوج	أمّ	جدّ	أخ
3	2	1	محروم

اولاد نہ ہو تو زوج کو نصف ملتا ہے۔ ماں کو ثلث، اور جدّ کو اس صورت میں سدس ملتا ہے۔ بھائی عصبة بنے گا۔ نوع اوّل کے نصف کے ساتھ نوع ثانی آیا تو مسئلہ چھ سے بنائیں گے۔ چھ میں سے نصف زوج کو، چھ میں سے ثلث یعنی دو ماں کو اور چھ میں سے سدس یعنی ایک جدّ کو ملے گا۔ تو یہ کل چھ حصّے ہو گئے۔ تو اس صورت میں اخ محروم ہوا۔

مقاسمة کی صورت میں مثال نمبر 103۔ اس صورت میں دادا کو بھائی فرض کر لیتے۔ چھ میں سے تین زوج کو ملتے، دو حصّے ماں کو ملتے۔ اور باقی کا ایک حصّہ جدّ اور اخ عصبة ہونے کی وجہ سے لیتے۔ پھر ان پر کسر واقع ہوتا۔ اور پھر اصل مسئلہ کو دو سے ضرب دیتے۔ نیز ہر ایک کے سہام کو بھی دو سے ضرب دیتے۔ تو اس صورت میں مسئلہ کی تصحیح بارہ سے ہوتی۔ زوج کو چھ حصّے، ماں کو چار حصے، دادا کو ایک حصہ اور اخٌ کو بھی ایک حصہ ملتا۔ تو یہاں بارہ میں سے دادا کو ایک حصّہ مل جاتا۔ اس لئے مقاسمة کی صورت اختیار نہیں کی۔ کیونکہ اس میں دادا کا حصّہ کم آتا ہے۔

ثلث مابقی کی صورت میں مثال نمبر 103۔ اس صورت میں زوج کو تین، ماں کو دو، اور باقی ایک بچ جاتا۔ تو ایک کا ثلث دادا کو، اور باقی بھائی کو مل جاتے۔ تو مسئلہ کی تصحیح کے لئے اصلِ مسئلہ اور تمام سِہام کو تین سے ضرب دیتے۔ جس کی وجہ سے زوج کو نو حصّے، ماں کو چھ حصّے، دادا کو ایک حصّہ اور بھائی کو دو حصّے ملتے۔ تو اس صورت میں دادا کو اٹھارہ میں سے ایک حصّہ ملتا۔ تو یہ صورت بھی اختیار نہیں کی گئی کیونکہ دادا کا حصّہ کم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ اکدرية میں جب ایک اخت کی جگہ دو اختان آجاتے۔ تو اس صورت میں بھی نہ عول ہوگا اور نہ ہی یہ مسئلہ اکدرية ہے۔

مثال نمبر 104 سدسِ جمیع المال کی صورت

مسـ 6 ت 12

زوج	أمّ	جدّ	أختان
3	1	1	1
6	2	2	2

اولاد نہ ہو تو زوج کو نصف ملتا ہے، اولاد نہ ہونے کی صورت میں ماں کو ثلث ملتا ہے لیکن یہاں دو اختان آئے ہیں۔ اسی وجہ سے ماں کو سدس ملے گا۔ دادا کو سدس ملتا ہے۔ نوع ثانی کے

ساتھ نصف آیا تو مسئلہ چھ سے بنائیں گے۔ چھ میں سے زوج کو نصف یعنی تین دیں گے، چھ میں سے ماں کو سدس یعنی ایک دیں گے۔ اور دادا کو بھی ایک دیں گے۔ باقی ایک بچا تو یہ اختان کو بطور عصبۃ ملے گا۔ اختان دو ہیں اور اسکا حصہ ایک ہے۔ یہاں کسر آیا۔ ایک اور دو میں تباین کی نسبت ہے۔ عددِ رؤس دو ہے۔ لہٰذا اصلِ مسئلہ کو بھی دو سے ضرب دیں گے، اور تمام سہام کو بھی دو سے ضرب دیں گے۔ اس صورت میں دادا کو بارہ میں سے دو حصّے ملے۔ یہ صورت دادا کے لئے بہتر ہے اس لئے اسکو ذکر کیا۔

ثلث ما بقی میں دادا کا حصہ: اُسی طرح زوج کو تین حصّے اور ماں کو ایک حصّہ ملا۔ باقی دو حصّے بچے۔ دادا کو 2/3 ملا۔ یعنی اگر کسر کو ختم کریں گے تو اصل مسئلہ اور سِہام کو تین سے ضرب دیں گے۔ تو اس صورت میں مسئلہ کی تصحیح اٹھارہ سے ہو جائیگی۔ تو دادا کو اٹھارہ میں سے دو حصّے ملیں گے۔ اور سدس جمیع المال میں دادا کو بارہ میں سے دو حصّے ملتے تھے۔ تو سدس جمیع المال بہتر ہے دادا کے لئے ثلث ما بقی سے۔

مُقاسمۃ کی صورت میں دادا کا حصّہ: تین حصّے زوج کو مل جاتے۔ ایک حصہ ماں کو ملا جاتا۔ اور باقی کے دو حصّے دادا اور دو بہنیں بطور عصبۃ کے لے لیتے۔ تو یہاں پر کسر واقع ہوتا ہے۔ کیونکہ دادا بھی دو بہنوں کے برابر۔ تو کل چار بہنیں ہو گئی گویا اور حصّے دو ہیں۔ پس دو اور چار میں توافق کی نسبت ہے۔ چار کا وفق دو ہے۔ لہٰذا عدد رؤس دو بن گیا۔ اب اصل مسئلہ کو بھی دو سے ضرب دو اور تمام سِہام کو بھی دو سے ضرب دو۔ تو تصحیح میں ہم بارہ لکھیں گے۔ زوج کو چھ حصے مل جائیں گا۔ ماں کو دو حصّے مل جائے گا۔ اور دادا اور دو بہنوں کو بطورِ عصبۃ کے چار حصّے مل جائیں گے۔ جس میں دو حصّے دادا کے اور دو حصّے اختان کے۔ پس مقاسمۃ کی صورت میں دادا کو بارہ میں سے دو حصّے ملتے ہیں۔ پس اس مسئلہ میں سدس جمیع المال اور مقاسمۃ دونوں میں دادا کا حصّہ برابر ہے۔ لہٰذا اِن دونوں میں جو بھی صورت اختیار کیا جائے ٹھیک ہے۔

درس 64۔ ہم نے آپکو بتایا کہ ثلث ما بقیَ کا مسئلہ بنانے میں کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ اب ماں کے احوال سے اس پر چند مثالیں کرتے ہیں۔ ماں کے حالات میں ہم نے پڑھا تھا کہ ابٌ کے ساتھ احدُ الزوجین میں سے کوئی آئے۔ تو ماں کو ثلث ما بقیَ ملتا ہے۔ اور ثلث ما بقی کا مسئلہ بنانے میں کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا۔

مثال نمبر 105

مسـ 2 ت 6

أب	أمّ	زوج
$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{3}$	1
2	1	3

نوٹ: مسئلہ لکھتے وقت عصبة آخر میں لکھتے ہیں۔

اولاد نہ ہو تو زوج کو نصف ملتا ہے۔ اولاد نہ ہو تو ماں کو ثلث ما بقی ملتا ہے۔ اور اولاد نہ ہونے کی صورت میں باپ عصبة بن جاتا ہے۔ اور ثلث ما بقیَ کا مسئلہ بناتے وقت اعتبار نہیں کرنا۔ تو گویا ہمارے پاس اس وقت صرف ایک ہی حصہ ہے اور وہ نصف ہے۔ اور جب ایک ہی حصّہ ہو تو اس کے ہم نام عدد سے مسئلہ بناتے ہے۔ نصف کا ہم نام تو کوئی عدد نہیں البتہ اسکا مُعِین اور مدد گار عدد دو ہے۔ دو مسئلہ دو سے بناتے ہیں۔ دو کے نصف ایک بنتا ہے یہ زوج کے نیچے لکھے۔ باقی ایک بچا۔ تو ایک کا ثلث 1/3 ماں کو دیں گے۔ اور باقی مال بطور عصبة باپ کو ملے گا۔ تو باپ کو 2/3 حصہ مل جائے گا۔ اب کسر ختم کرنے کے لئے اصلِ مسئلہ اور تمام سِہام کو تین سے ضرب دیں گے۔ تو تصحیح میں چھ لکھیں گے۔ زوج کے نیچے تین، ماں کے نیچے ایک اور باپ کے نیچے دو لکھیں گے۔

مثال نمبر 106

مسـ 4

أب	أمّ	زوجة
2	1	1

اولاد نہ ہونے کی صورت میں زوجة کو ربع ملے گا۔ اولاد نہ ہو تو ماں کو ثلث ما بقی ملے گا۔ اور اولاد نہ ہونے کی صورت میں باپ عصبة بن جاتا ہے۔ اور ثلث ما بقیَ کا مسئلہ بناتے وقت اعتبار نہیں کرنا۔ تو گویا ہمارے پاس اس وقت صرف ایک ہی حصہ ہے اور وہ ربع ہے۔ اور جب ایک ہی حصّہ ہو تو اس کے ہم نام عدد سے مسئلہ بناتے ہے۔ ربع کے ہم نام عدد یعنی چار سے مسئلہ بناتے ہیں۔ چار کا ربع ایک بنتا ہے یہ زوجہ کے نیچے لکھے۔ باقی تین بچا۔ تو تین کا ثلث ایک ماں کو دیں گے۔ اور باقی دو حصّے مال بطور عصبة باپ کو ملے گا۔

ماں کے احوال میں ہم نے پڑھا کہ اگر باپ کی جگہ دادا ہو تو ماں کو ثُلُثِ جمیع المال ملتا ہے۔ یہ طرفین ؒ کے قول کے مطابق ہے۔ جبکہ امام ابو یوسف ؒ فرماتے ہیں کہ ماں

کے ساتھ جب دادا آجائے تو ماں کو ثلث ما بقی ہی ملتا ہے۔ جیسے باپ کے ہوتے ہوئے ماں کو ثلث مابقی ملتا تھا، تو اسی طرح دادا کے ہوتے ہوئے بھی امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ثلثِ ما بقی ملے گا۔

مثال نمبر 107

مسئلہ 6

جدّ	أمّ	زوج
1	2	3

اولاد نہ ہونے کی صورت میں زوج کو نصف ملتا ہے۔ ماں جب دادا کے ساتھ آئے اور اولاد نہ ہو اس صورت میں ماں کو ثلث الکل ملتا ہے۔ اور دادا عصبة بنے گا۔ تو ہمارے پاس دو حصّے آئے۔ ایک نصف اور ایک ثلث۔ نصف جب نوع ثانی کے ساتھ آئے تو مسئلہ چھ سے بنے گا۔ چھ میں نصف یعنی تین زوج کو ملیں گے۔ چھ میں ثلث یعنی دو ماں کو ملیں گے۔ اور باقی ایک حصّہ بطور عصبة دادا کو ملے گا۔

مثال نمبر 108

مسئلہ 12

جدّ	أمّ	زوجة
5	4	3

اولاد نہ ہونے کی صورت میں زوجہ کو ربع ملتا ہے۔ ماں جب دادا کے ساتھ آئے اور اولاد نہ ہو اس صورت میں ماں کو ثلث الکل ملتا ہے۔ اور دادا عصبة بنے گا۔ تو ہمارے پاس دو حصّے آئے۔ ایک ربع اور ایک ثلث۔ ربع جب نوع ثانی کے ساتھ آئے تو مسئلہ بارہ سے بنے گا۔ بارہ میں ربع یعنی تین زوجہ کو ملیں گے۔ بارہ میں ثلث یعنی چار ماں کو ملیں گے۔ اور باقی پانچ حصّے بطور عصبة دادا کو ملے گا۔

نوٹ: اگر مثال نمبر 105 اور 106 میں ابٌ کی جگہ جدٌ لکھیں گے۔ تو مسئلہ امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق ہو جائے گا۔

مثال نمبر 105 امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق۔

مسئلہ 2 ت 6

جد	أمّ	زوج
$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{3}$	1
2	1	3

مثال نمبر 106 امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق۔

مسئلہ 4

جد	أمّ	زوجة
2	1	1

درس 65۔ باب الْمُنَاسَخَةِ

یہ باب سب سے مشکل ہے۔ کہ اس میں پچھلے تمام ابواب کا ذہن میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہوتا ہے، تو اس کے ورثاء مالِ وراثت کو تقسیم کرتے نہیں، اور اُسی طرح مِل جُل کر رہتے ہیں۔ اور پھر اُس کے بعد اُس کے وارثوں میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے۔ تو اُس کے حصّے اب اُس کے وارثوں کی طرف منتقل ہوں گے۔ پھر بعد میں ایک اور وارث کا انتقال ہوگیا، ابھی حصہ لیا نہیں۔ تو اس طرح ایک شخص نے بھی اپنا حصّہ لیا نہیں اور پہلے ہی اُس کا حصّہ وارثوں کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ تو اِسکو مُناسَخَة کہتے ہے۔

مُنَاسَخَة کے سات اُصول:

پہلا اُصول: جس میّت کی جائداد تقسیم کی جا رہی ہے۔یعنی جس کا سب سے پہلے انتقال ہوا۔ بالفاظ دیگر جس سے سلسلہ وراثت شروع ہوا، اُسے مُورِثِ اعلیٰ کہتے ہیں۔ جب مورثِ اعلیٰ کی میّت بنائیں، تو میّت کے اوپر درمیان میں یا بائیں کنارے پر مورِث اعلیٰ کا نام لکھیں اور چاہے تو اس کے ساتھ مورثِ اعلیٰ بھی لکھیں۔

دوسرا اُصول: جس میّت کا بھی نقشہ بنایا جائے، تو مرنے والے کا نام اُس میت کے اوپر درمیان میں یا بائیں کنارے پر لکھیں گے۔

تیسرا اُصول: جس میّت کا نقشہ بنانے لگے تو اوپر کے مسئلوں میں جہاں اُس کا نام آیا تھا، اور حصّے ملیں تھے، تو وہاں اُس کے نام اور حصّوں کے گرد ایک ڈبّہ بنا دیں گے، جو اوپر کی طرف سے کھلا ہو۔

چوتھا اُصول: ہر میّت کے نیچے جب ورثاء کو لکھ لیں، تو ہر وارث کے نیچے اُس کا نام بھی لکھیں گے۔ تا کہ آگے چل کر کہیں اشتباہ نہ ہوں۔

درس 66۔

پانچواں اُصول: مُناسخة کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے مورث اعلیٰ کی میّت بنائے، اور میت کے اوپر بائیں کنارے پر مورث اعلیٰ کا نام لکھیں، میّت کے نیچے وارث لکھیں اور ہر وارث کے نیچے اُس کا نام لکھیں۔ اُس کے بعد مسئلہ کی تصحیح کر لیجئے۔ اُنہی قوانین کے مطابق جو اب تک آپ پڑھ چکے ہیں۔ جب مسئلہ کی تصحیح ہو گئی، تو اُس کے بعد جس کا انتقال ہوا، اُس کی میّت نیچے بنائیں۔ میّت کے درمیان میں اُس کے اوپر اِس مرنے والے کا نام لکھیں۔اور اوپر اِس مرنے والے کو جتنا حصّہ ملا تھا اُسے اِس میّت کے بائیں کنارے کے اوپر "ما فی الید" لکھ کر وہ حصّہ اُس کے

ساتھ لکھ دیں گے۔ پھر اُوپر اِس میّت ثانی کا جو نام تھا اور جو اِسکو حصّے ملے اُن کے گرد وہی قبر والی علامت یعنی وہ ڈبّہ بنا دیں گے۔ "ما فی الید" کی علامت "مفــــ" یعنی "مف" ہے۔ "فا" پر نقطہ بھی نہیں۔ اور آخری کنارہ بھی اوپر نہیں اٹھانا۔ اس میّت ثانی کے نیچے اسی طرح اُس کے وارث لکھیں گے۔ اور ہر وارث کے نیچے اُس کا نام لکھیں گے، پھر اُس کے بعد اب تک ذکر کئے گئے قوانین کے مطابق اِس میّت کا مسئلہ بھی بنا لیں گے اور اسکی تصحیح کر لیں گے۔

اب میت ثانی کی تصحیح اور اُس کے "ما فی الید" کے درمیان نسبت دیکھیں گے۔ اگر نسبت تماثل کی ہو یعنی تصحیح مسئلہ اور "ما فی الید" ایک ہی عدد ہیں تو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ مسئلہ تصحیح شدہ ہے۔

اور اگر تصحیح مسئلہ اور "ما فی الید" میں تبائن ہو، تو اس صورت میں اِس میت ثانی کی تصحیح مسئلہ کو یعنی کہ اُس کے عدد کو اوپر والے مسئلے کی تصحیح میں ضرب دے دیں گے۔ اور اوپر والی میت کے سب وارثوں کے سھام میں بھی ضرب دے دیں گے۔ اور دوسری طرف اس میت کے ما فی الید کو اسی میت یعنی میت ثانی کے وارثوں کے سھام میں ضرب دے دیں گے۔ تو اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو جائیگی۔

اور اگر میت ثانی کے تصحیح مسئلہ اور "ما فی الید" کے درمیان توافُق کی نسبت ہو، تو تصحیح مسئلہ کے وفق کواوپر والے مسئلہ اور اُن کے سھام میں ضرب دیں گے۔ اور نیچے "ما فی الید" کے وفق کو نیچے والے میت کے سھام میں ضرب دیں گے۔

درس 67۔

اور اگر میت ثانی کے تصحیح مسئلہ اور "ما فی الید" کے درمیان تداخل کی نسبت ہو، تو یاد رکھو! تو یہاں تداخل بھی توافق کی طرح ہے، اس صورت میں میت ثانی کی تصحیح مسئلہ اور "ما فی الید" میں سے جو بڑا عدد ہو، صرف اُس کے وفق کو ضربیں دیں گے، اور چھوٹے عدد کی ضربیں چھوڑ دیں گے۔ مثال کے طور پر میت ثانی کی تصحیح مسئلہ ہے چار۔ اور "ما فی الید" ہے بارہ۔ تو "ما فی الید" یعنی بارہ کے وفق یعنی تین کو نیچے والے سھام میں ضرب دیں گے۔ جبکہ چھوٹے عدد یعنی تصحیح مسئلہ کو اوپر والوں سے ضربیں نہیں دیں گے۔

اور اگر اسکا عکس ہو! یعنی تصحیح مسئلہ بڑا عدد ہے اور "ما فی الید" چھوٹا عدد ہے۔ تو پھر بڑے عدد کا وفق یعنی تصحیح مسئلہ کا جو وفق ہے اِس سے اوپر مسئلہ اور اُن کے سِھام کو ضرب دیں گے۔ جبکہ چھوٹے عدد کی ضربوں کو چھوڑ دیں گے۔ یعنی "ما فی الید" کے ذریعے نیچے والے سھام کو ضربیں نہیں دیں گے۔ تو یہاں تداخل بھی توافق کی طرح ہے۔ اس لئے صاحب کتابؒ اس

نسبت کو ذکر ہی نہیں کریں گے۔ اور وہ فرمائیں گے کہ تین طرح کی نسبت ہو سکتی ہیں۔ یا تماثل، یا تباین یا توافق۔

اسی طرح کا عمل آگے بقیہ میتوں میں کرتے چلے جائے۔ اگلی جو بھی میّت بنائیں گے، اُس کی تصحیح مسئلہ کر لیں گے۔ "ما فی الید" اُس میں لکھیں گے۔

اصول نمبر 6۔ اگر میت ثانی کے پھر وہی ورثاء ہوں۔ جو میت اوّل کے تھے۔ اور درجہ استحقاق بھی برابر ہو۔ تو دوبارہ میت ثانی بنانے کی ضرورت ہی نہیں۔ بلکہ اُسی مورثِ اعلیٰ کی میّت کے نیچے جو ورثاء لکھے اور پھر جس دوسرے وارث کا انتقال ہوا اُس کے نیچے لکھ دیں گے، "کان لم یکُن" اور اُس کے گرد ڈبہ بنا دیں گے۔ اور باقی وارثوں کےساتھ مسئلہ بنا دیں گے۔ لیکن اگر میت ثانی کے ورثاء الگ ہوں یا اُن کا درجہ استحقاق مختلف ہو، تو پھر اِس صورت میں میت ثانی الگ بنانا پڑے گی۔

مثال نمبر 109

مسئلہ 4 — عمرو

ابن	ابن	بنت	بنت
خالد	زید	زینب	ہند
کأن لم یکن	2	1	1

یہ عمرو مورثِ اعلیٰ ہے۔ دیکھئے! عمرو کا انتقال ہو چکا ہے۔ یہ چار اُن کے وارث ہیں۔ ابھی مال تقسیم نہیں ہوا تھا، کہ ایک بیٹے کا بھی انتقال ہو گیا۔ میت کے چونکہ دو بیٹے تھے اور دو بیٹیاں تھی، تو اس میں مال "للذکر مثلُ حظ الانثیین" کے اصول سے تقسیم ہونا تھا۔ اب وراثت تقسیم نہیں ہوئی تھی کہ خالد کا انتقال ہوا۔ ابھی اسکا آگے کوئی وارث نہیں، بلکہ یہی بھائی اور دو بہنیں اسکی وارث ہیں۔ اور جب اور کوئی بھی وارث نہ ہو صرف بھائی بہن ہوں تو پھر اُن میں بھی مال "للذکر مثلُ حظ الانثیین" کے اصول پر تقسیم کرتے ہیں۔ تو دوبارہ میّت بنانے کی ضرورت ہی نہیں۔ یہی پر مسئلہ حل ہو جائے گا۔

خالد کا انتقال ہو چکا ہے، خالد کے نیچے لکھیں "کان لم یکن" ۔ اور اسکو ڈبے میں لکھیں۔ اب دیکھئے خالد کے بھی وہی وارث ہیں جو کہ عمرو مورث اعلیٰ کے تھے۔ اور سب درجہ استحقاق میں بھی برابر ہیں۔ تو خالد کو معدوم شمار کرتے ہوئے مسئلہ بنا دیں گے۔ اب مسئلہ چار سے بنے گا اور چار میں سے دو زید کے نیچے ایک زینب کے نیچے اور ایک ہند کے نیچے لکھے۔

ضابطہ: تو ضابطہ یہ ہوا کہ جو ورثاء میت اول کے تھے اور وہی ورثاء میت ثانی کے بھی ہوں۔ اور درجہ استحقاق میں بھی سارے برابر ہوں۔ تو پھر میّت ثانی کو معدوم شمار کرتے ہوئے مسئلہ باقیوں کے اندر اُسی طرح بنا دیں گے جس طرح پہلے بناتے تھے۔

اصول نمبر 7۔ جب تمام میّتوں کے مسئلہ کی تصحیح کر لیں۔ تو آخر میں سب سے نیچے "الاحیاء" لکھیں گے۔ الاحیاء یہ حیٌّ کی جمع ہے۔ جس طرح ہم میت کی تا کو لمبی کر کے لکھتے تھے۔ اسی طرح الاحیاء کی یا بھی لمبی کر کے لکھیں گے۔ اور سطر کے آخر میاں الف اور ہمزہ آئے گا۔ پھر اس الاحیاء کے اوپر جو جو زندہ ہے اُن سب کے نام لکھ لیں گے۔ اور ہر نام کے نیچے اُس کو جو حصّہ جہاں جہاں سے ملا اُس کو جمع کر کے لکھیں گے۔

جب سب ناموں کے نیچے اُن کے حصّے لکھ لئے، تو پھر اِن سب حصّوں کو جمع کریں اور الاحیاء کے اوپر "المَبلغ" لکھ کر یہ مجموعہ لکھ لے۔ پھر دیکھیں کہ میت اوّل کے مسئلہ کی جو آخری تصحیح جو ہوئی اور یہ المبلغ دونوں ایک ہے یا نہیں۔اگر دونوں جگہ ایک ہی عدد ہے تو آپ کا مسئلہ صحیح ہے۔ اور اگر عدد مختلف ہے تو معلوم ہوا کہ کہیں غلطی کی ہے پھر نئے سرے سے مسئلہ بنائیں۔

سبق 68۔ وَ لَوْ صَارَ بعضُ الْاِنْصِبَاءِ مِیْرَاثا قَبْلَ القسمةِ اگر ہو جائے بعض حصّے میراث تقسیم سے پہلے۔ مُناسَخة: یعنی وارث نے اپنے حصّے ابھی لئے نہیں اور اسکا انتقال ہو گیا۔ اور کا حصّہ آگے اسکا میراث بن گیا۔ کزوجٍ و بنتٍ و امٍّ جیسے کہ زوج، بنت اور اُم۔ یعنی ایک عورت کا انتقال ہوا اور اُس نے یہ وارث چھوڑے، زوج، بنت اور ماں۔ فَماتَ الزوجُ قبلَ القسمةِ پھر خاوند کا انتقال ہو گیا تقسیم سے پہلے۔ ماتَ عَنْ کا معنیٰ ہوتا ہے چھوڑ مرنا۔ ماتَ عَنِ امْرَأةٍ: بیوی کو چھوڑ کر مرنا، عَنِ امْرَأةٍ و ابوین ماں باپ اور بیوی کو چھوڑا۔ یعنی خاوند کا انتقال ہوا اور اُس نے ماں باپ اور بیوی کو چھوڑا۔ ثم ماتَتِ البِنْتُ عَن ابنین و بنتٍ و جدّةٍ پھر بیٹی کا انتقال ہوا اور اُس نے دو بیٹے ایک بیٹی اور جدة چھوڑا۔ ثم ماتتِ الجدّةُ عن زوجٍ و اخوین پھر جدّہ کا انتقال ہوا خاوند اور دو بھائیوں کو چھوڑ کر،

فالاصلُ فیه تو ضابطہ اس کے اندر یہ ہے۔ اَنْ تُصَحِّحَ مسألةَ المیّتِ الاوّلِ کہ آپ تصحیح کریں گے میّت اوّل کی مسئلہ کی۔ وَ تُعْطِیَ سِهامَ کُلِّ وارثٍ مِنَ التّصحیح اور آپ دے دیں گے ہر وارث کے حصّے تصحیح میں سے ثُمَّ تُصَحِّحَ مسألةَ المیّتِ الثّانِی پھر آپ تصحیح کریں گے میّت ثانی کے مسئلہ کی۔

وَ تَنْظُرَ آپ دیکھیں گے۔ کتابت کی غلطی سے ینظر لکھا گیا تھا۔ بینَ ما فی یدہٖ مِن التصحیح الاوّلِ بیچ اس کے جو اسکے ہاتھ میں ہے جو اُس کو ملا ہے و بَین التصحیح الثانی اور تصحیح ثانی۔ یعنی "ما فی الید" اور تصحیح ثانی کے اندر آپ دیکھیں گے۔ ثلٰثَۃَ احوالٍ تین احوال۔ یعنی آپ ما فی الید اور تصحیح ثانی کے اندر تین احوال دیکھیں گے۔ تین احوال سے مراد، مُماثلت، موافقت اور مباینت ہے۔ تداخل کو ذکر نہیں کیا کیونکہ تداخل بھی یہاں توافق کی طرح ہے۔ فَاِنِ اسْتَقَامَ پس اگر سیدھا رہے، درست رہے۔ ما فی یدہٖ من التصحیح الاوّل علی الثانی وہ جو میّت ثانی کے ہاتھ میں ہے تصحیح اوّل میں سے دوسری تصحیح پر۔ یعنی دونوں ایک ہی عدد ہیں۔ فلا حاجۃَ الَی الضَّربِ تو کوئی حاجت نہیں ضرب کی۔

وَ اِنْ لَّمْ یَسْتَقِمْ اور اگر تماثل کی نسبت نہ ہو۔ فَانْظُرْ پس آپ دیکھئے اِنْ کان بینَھُما مُوَافَقَۃٌ اگر ان دونوں کے درمیان موافقت ہو۔ یعنی تصحیح ثانی اور ما فی الید کے درمیان توافق کی نسبت ہو۔ فَاضْرِبْ وَفْقَ التّصْحِیح الثانی آپ ضرب دیں تصحیح ثانی کے وفق کو فی التصحیح الاوّل تصحیح اوّل میں۔ اور سِہام کو بھی ضرب دینی ہے۔ وہ آگے چل کر ذکر کریں گے۔

و ان کان بینھما مُبَایَنَۃٌ اور اگر اِن دونوں کے درمیان مباینت یعنی تباین ہے۔ فاضْرِبْ کُلَّ التصحیح الثانی فی کُلِّ التصحیح الاوّل تو آپ پوری تصحیح ثانی کو ضرب دے پوری تصحیح اوّل میں فالْمَبلَغُ مَخرجُ المسألتین پس حاصل ضرب دونوں مسئلوں کا مخرج ہوگا۔ یعنی دونوں مسئلے اُسی سے صحیح ہو جائیں گے۔ یعنی دونوں کے سِہام اُس سے پورے پورے نکل آئیں گے۔ فَسِہَامُ ورثۃِ المیّتِ الاوّلِ پس جو میّت اوّل کے ورثاء کو جو سِہام ہیں تُضْرَبُ اُن کو ضرب دی جائیں گی فی الْمَضروبِ مضروب میں۔ اَعْنِی فی التصحیح الثانی یعنی تصحیح ثانی میں او فی وَفْقِہ یا تصحیح ثانی کے وفق میں۔

و سہامُ ورثۃِ المیّتِ الثانی اور میّت ثانی کے ورثاء کے سِہام جو ہیں۔ تُضربُ اُن کو ضرب دی جائیں گی۔ فی کُلِّ ما فِی یدِہٖ اُس سارے کے اندر جو اُس کے ہاتھ میں ہے۔ یہ تباین کی صورت ہے۔ او فی وفقِہٖ اور یا ما فی الید کے وفق میں ضرب دیں گے۔ یہ توافق کی صورت میں ہے۔

وإنْ ماتَ ثالثٌ اَوْ رابعٌ اَوْ خامِسٌ اور اگر مر جائے تیسرا یا چوتھا یا پانچواں فَاجْعَلِ الْمَبْلَغَ مَقَامَ الاُوْلیٰ تو آپ رکھیں مبلغ یعنی حاصل ضرب کو پہلے کی جگہ۔ والثالثةَ مقامَ الثانيةِ تو آپ کردے تیسرے مسئلہ کو دوسرے کے مقام میں فی العمل عمل کے اندر ثم فی الرّابعة و الخامسة کذٰلک پھر اسی طرح چوتھے اور پانچویں مسئلہ میں اِلیٰ غیرِ النّہایۃِ ما لا نہایۃ تک۔ یعنی اسی طرح سلسلہ چلتا رہے گا۔

مصنف رحؒ نے ورثاء کے بارے جو مسئلہ ذکر فرمایا ہے، اُس کو تفصیلاً حل کر لیتے ہیں۔ مورث اعلیٰ یعنی میّت اوّل یعنی سلیمہ کے انتقال کے بعد کا نقشہ۔ ابھی تک کوئی وارث فوت نہیں ہوا۔

مثال نمبر 110 میت اول کے انتقال کے بعد ورثاء کا حصّہ

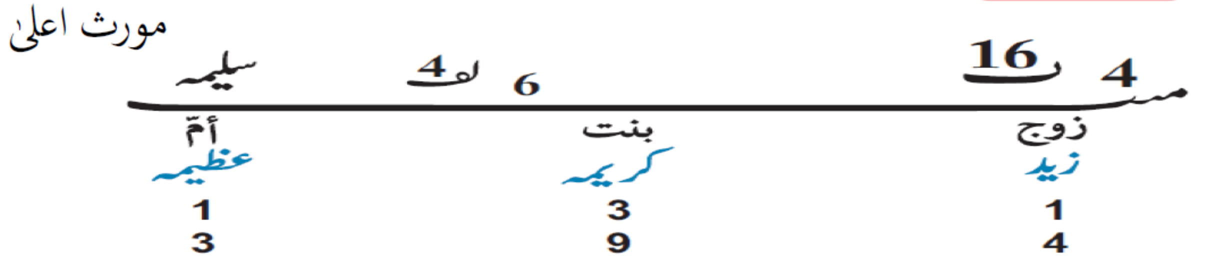

پہلے میت کے وارث کتاب میں زوج، بنت اور ماں ہے۔ نیچے زوج ہے تو معلوم ہوا کہ عورت کا انتقال ہو چکا ہے۔ مثال کے طور پر اُس کا نام سلیمہ ہے۔ تو اوپر سلیمہ کا نام لکھیں۔ ہر ہر وارث کے نام بھی نیچے لکھے۔ مثلاً زوج کا نام زید ہے، بنت کا نام کریمہ ہے اور ماں یعنی سلیمہ کی ماں کا نام عظیمہ ہے۔ اولاد کی صورت میں خاوند کو ربع ملتا ہے۔ ایک بیٹی کو نصف ملتا ہے۔ اور ماں کو سدس۔

نوٹ: یہاں ردّ کا قانون نمبر چار لگے گا۔

ردّ کا قانون کیسے لگے گا۔ غور کیجئے۔ کیونکہ اوپر بتائے گئے حصوں کے مطابق ربع آیا ہے نوع ثانی کے ساتھ۔ تو اس صورت میں مسئلہ بارہ سے بنتا ہے۔ بارہ کا ربع تین زوج کو دیا، بارہ کا نصف یعنی چھ بنت کو دیا، اور بارہ کی سدس یعنی دو ماں کو دی۔ تو یہ کل گیارہ حصّے ہو گئے۔

اب ایک بچا۔ تو اس وجہ سے یہاں ردّ کا قانون نمبر 4 لگے گا کیونکہ اس مسئلہ میں "من لا یرد علیہ" کے ساتھ "من یرد علیہ" کے دو جنس آئے ہیں۔ اور "من لا یرد علیہ" کا حصّہ ربع ہے تو اسکا مسئلہ چار سے بنائیں گے۔ تو اس صورت میں مسئلہ چار سے بنے گا۔ تو میت کے اوپر چار لکھو۔

چار میں سے ربع یعنی ایک خاوند کو دینا ہے۔ باقی تین بچ گئے۔

اب ما بقی وارثوں کا الگ مسئله بنانا ہے۔ تو اکیلی بیٹی کو نصف ملتا ہے اور ماں کو سدس۔ نصف آیا نوع ثانی کے ساتھ تو اس کا مسئله چھ سے بنائیں گے۔ اب میت کے اوپر چار سے کافی دور چھ لکھو، اور وہ جو نام لکھا ہے اُس سے تھوڑا پیچھے لکھو۔ چھ کا نصف تین بنت (کریمه) کو ملے گا۔ اور چھ کا سدس ایک ماں (عظیمه) کو ملے گا۔ باقی دو حصّے بچ گئے۔ اب ردّ ہوگا، تو چھ کے آگے رد کی علامت میں چار لکھیں۔

اب دیکھئے! "من لا یرد علیه" کا مسئله چار سے بنایا تھا، ایک حصه خاوند (زید) کو دیا تھا، اور باقی تین بچ گئے تھے۔ اور "من یرد علیه" کا مسئله چار سے بنایا۔ جس میں تین بنت (کریمه) کو مل گئے اور ایک ماں (عظیمه) کو۔ اب خاوند (زید) کا جو ما بقیَ ہے یعنی تین۔ تین میں "من یرد علیه" کے سهام کو ضرب دیجئے۔ تو اس صورت میں بنت (کریمه) کو نو حصّے اور ماں(کریمه کی جدّة: عظیمه) کو تین حصّے مل جائے گا۔ اور "من یرد علیه" کا مسئله جس سے بنا تھا، یعنی چار۔ تو خاوند کے حصّے کو بھی چار سے ضرب دیں گے، اور اصل مسئله کو بھی چار سے ضرب دیں گے۔ تو میت کے اوپر تصحیح کی علامت میں چار سے آگے سوله لکھے۔ اور خاوند کے نیچے چار لکھے۔ اب مسئله کی تصحیح ہو گئی۔

درس 69۔

سلیمه کے تمام ورثاء کے انتقال کے بعد کا آخری نقشه۔

مثال نمبر 110

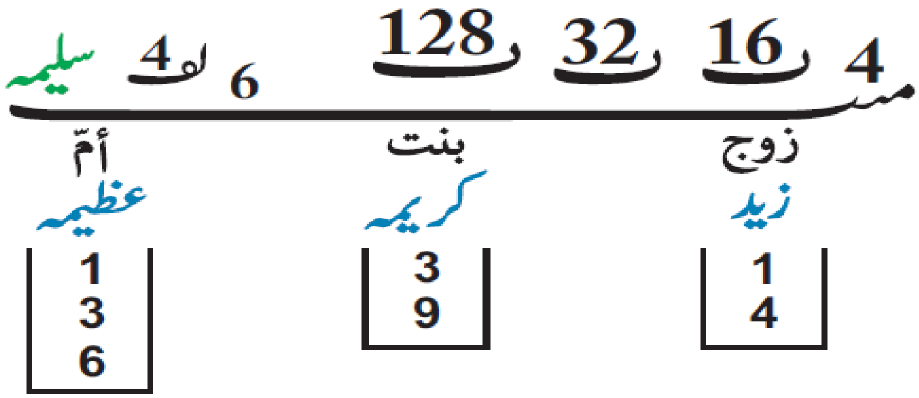

اب چونکه زوج یعنی زید کا انتقال ہو چکا ہے۔ تو اس کے لئے الگ میت بناتے ہیں۔ اور خاوند کو اوپر چار حصّے ملے تھے۔ تو زید کا "ما فی الید" چار ہے۔ اور میت اوّل کے نقشے میں زید کو ڈبے میں بند کردے۔ میت ثانی کا نقشه یوں ہوگا۔

میت ثانی

مسـ 4	زید	مافی الید 4
زوجة	أب	أمّ
حلیمہ	عمرو	رحیمہ
1	2	1
2	4	2
8	16	8

تو خاوند کو اوپر چار حصّے ملے تھے۔ تو میت کے اوپر بائیں کنارے پر "ما فی الید" چار لکھے۔ میت کے درمیان میں زید لکھیں۔

اور یہ چار حصّے جو خاوند کو ملے تھے۔ ہم نے نیچے اُتار لئے۔ اور خاوند کا انتقال ہو گیا ہے۔ لہٰذا خاوند کے سِہام اور اس کے نام کے گرد میت اوّل میں ڈبہ بنائیں۔ مثال نمبر 110 میں زید کے نیچے دیکھئے۔

میت ثانی کے ورثاء میں زوجة (حلیمہ) ہے، باپ (عمرو) ہے اور ماں(رحیمہ) ہے۔ یہ تین ورثاء میت کے نیچے لکھے اور ساتھ انکے نام بھی لکھے۔ یہ تین ورثاء صاحب کتاب نے ذکر کی ہے۔

اب اس صورت میں اولاد نہیں ہے تو زوجة کو ربع ملے گا۔ اولاد نہ ہو تو باپ عصبة بنے گا۔ اور جب احدُ الزوجین مع الاب ہو تو ماں کو ثلث ما بقی ملتا ہے۔ اور مسئلہ بنانے میں ثلث ما بقی کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ تو گویا ہمارے پاس صرف ایک حصّہ ربع آیا۔ اور ربع کے ہم نام عدد چار سے مسئلہ بنائیں گے۔ تو چار میں سے ربع یعنی ایک زوجہ کو دیا۔ باقی تین بچ گئے۔ تین کا ثلثِ ما بقیَ یعنی ایک ماں کو دیا۔ تو باقی دو بچ گئے۔ اب یہ دو حصّے باپ کو بطور عصبة مل گئے۔

اب مسئلہ کی تصحیح ہو گئی۔ مسئلہ چار سے بنا اور ما فی الید بھی چار ہے۔ لہٰذا اب کسی ضرب وغیرہ کی ضرورت نہیں کیونکہ چار اور چار میں تماثل کی نسبت ہے۔

نوٹ: میت ثانی میں حلیمہ کے ایک حصّہ کے نیچے 2 اور 8 بھی آ گئے ہیں۔ اسی طرح عمرو کے دو کے نیچے 4 اور 16 بھی آ گئے ہیں، اور رحیمہ کے ایک حصّہ کے بعد 2 اور 8 بھی آ گئے ہیں۔ اس کی تفصیل آگے آئیں گی۔

اب ہم تیسرے میّت کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ یہ انتقال ہوا ہے بیٹی کا۔ وہ جو میّت اوّل (سلیمہ) کی بیٹی تھی اور اُسکا نام کریمہ تھا۔ تو میّت بنائیں اور درمیان میں کریمہ لکھیں۔ جیسا کہ

میت ثالث

مسـ 6 — کریمہ — مافی الید 9

جدّہ	ابن	ابن	بنت
عظیمہ	عبداللہ	خالد	رقیہ
1	2	2	1
3	6	6	3
	24	24	12

میت اوّل میں کریمہ کو 9 حصّے ملے تھے۔ تو اُس میت اول میں کریمہ اور اُس کے حصّوں کے گرد ڈبہ بنائیں۔ اور میت ثانی یعنی زید کے میت کے نقشے میں کریمہ نہیں ہے۔ ورنہ اُدھر بھی ڈبہ بناتے۔ اور کریمہ کو 9 حصّے ملے تھے۔ تو اب اس میت کے بائیں کنارے ما فی الید لکھے اور اسکے آگے 9 لکھے۔

صاحب کتابؒ نے بتلایا کہ کریمہ کے انتقال کے بعد اُس کے ورثاء میں ایک بیٹی (رقیہ)، دو بیٹے (خالد اور عبداللہ) اور جدہ (عظیمہ) تھیں۔ ہر وارث کے نیچے اُس کے نام بھی لکھیں۔ مثال 110 میں کریمہ کے والد کا نام زید تھا۔ کریمہ کی ماں کا نام سلیمہ تھی۔ اور سلیمہ کی والدہ کا نام عظیمہ تھی۔ تو یہ عظیمہ کریمہ کی جدّۃ ہوئی۔ تو جدّہ کے نیچے عظیمہ لکھیں گے۔

اب مسئلہ بناتے ہیں۔ بنت دونوں ابن کے ساتھ عصبة بنے گی۔ جدّہ کو سدس ملے گا۔ تو مسئلہ چھ سے بناتے ہیں۔ تو میت (کریمہ) کے اوپر چھ لکھیں۔ چھ کا سدس ایک یہ جدّہ کو دیا۔ اب باقی پانچ رہ گیا۔ ایک بھائی دو بہنوں کے برابر ہوتا ہے۔ تو گویا یہاں پانچ بہنیں ہوئی۔ تو بنت کو ایک حصّہ ملے گا، اور ابن کو دو حصّے۔ تو بنت کے نیچے ایک لکھے۔ اور ہر ابن کے نیچے دو لکھیں۔ تو مسئلہ کی تصحیح ہو گئی۔

اب میت ثالث(کریمہ) کی تصحیح اور "ما فی الید" میں نسبت دیکھتے ہیں۔ تو چھ اور نو میں توافق کی نسبت ہے۔ اور دونوں عدد تین سے پورے پورے تقسیم ہوتے ہیں۔ اور جب توافُق کی نسبت ہے تو ضربیں بھی وفق سے دیں گے۔ تین سے چھ کو تقسیم کیا تو جواب دو آیا۔ تو تصحیح کا وفق دو آیا، اور ما فی الید کا وفق تین آیا، نو کو تین پر تقسیم کرنے سے۔

اب تصحیح کا وفق دو آیا۔ اس سے میت اوّل کے تصحیح سے بھی ضرب دیں گے، میت اوّل کے جو زندہ وارث ہیں اُس سے بھی ضرب دیں گے۔ اور نیچے میت ثانی کے صرف سِہام کو ضرب دیں گے، میت ثانی کے تصحیح مسئلہ کو ضرب نہیں دیں گے۔

میت اوّل کی تصحیح سولہ سے ہوئی تھی۔ تو سولہ کو دو سے ضرب دو، تو بتیس آیا۔ اب میت اوّل کے اوپر سولہ سے آگے تصحیح کی علامت میں بتیس لکھے۔ اب میت اوّل میں سے صرف عظیمہ زندہ ہے تو اس کے سِہام کو بھی دو سے ضرب دیں گے۔ تو اس کے حصّے چھ کے برابر ہوئے۔ اب میت اوّل کی صورت کچھ یوں بن جائیگی۔

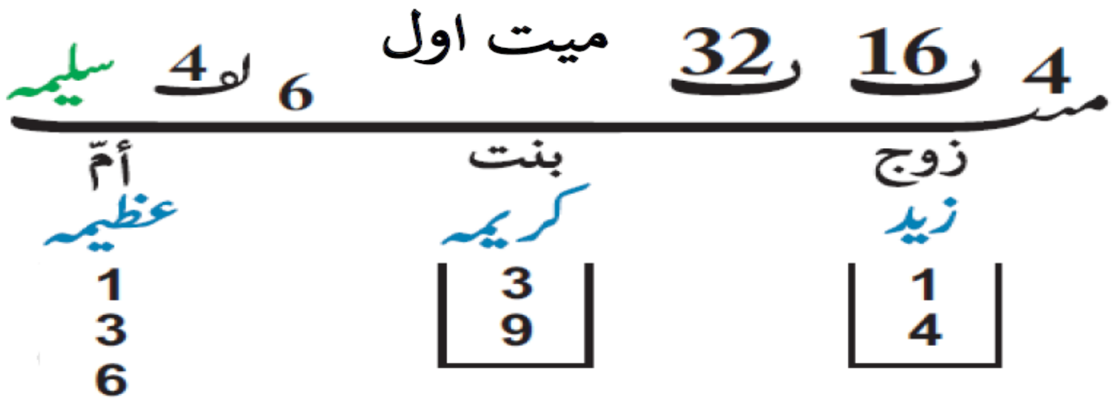

اب میّت ثانی میں بھی یہ ضربیں دیں گے۔ لیکن اس کے تصحیح کو نہیں بلکہ سِہام کو ضرب دیں گے۔ زوجہ (حلیمہ) کو ایک حصہ ملا تھا، تو اس کو دو میں ضرب دیا، تو حلیمہ کے نیچے دو لکھیں گے۔ ابٌ یعنی عمرو کو دو حصّے ملے تھے، تو اس کو دو میں ضرب دیجئے اور عمرو کے نیچے چار لکھیں۔ اور امٌ یعنی رحیمہ کو ایک حصّہ ملا تھا تو اسکو بھی دو سے ضرب دیں تو دو آیا۔ اب رحیمہ کے نیچے بھی دو لکھیں۔ جیسا کہ نیچے دکھایا گیا ہے۔

میت ثانی کی نئی صورت

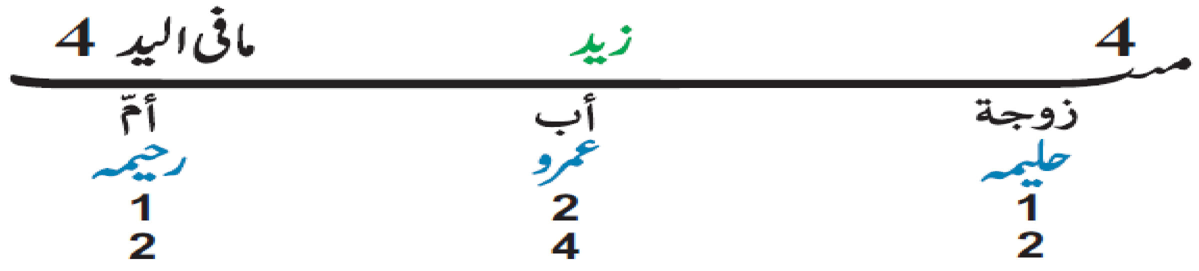

اب اوپر والے ضربیں پوری ہو گئی۔ اب نیچے کی طرف آئیں۔ اب "ما فی الید" کے وفق یعنی تین سے ہر ایک کے سہام کو ضرب دیں گے۔ بنت رقیہ کا حصہ ایک تھا اس کو تین سے ضرب دیا تو تین آیا۔ رقیہ کے نیچے تین لکھیں۔ خالد کے دو حصّے تھے تین سے ضرب دیا تو خالد کے نیچے چھ لکھا۔ عبداللہ کے نیچے بھی چھ لکھا۔ اور جدّہ(عظیمہ) کے ایک حصّے کو تین سے ضرب دے کر عظیمہ کے نیچے بھی تین لکھا۔ تو صورت یوں بن گئی۔

میت ثالث

مسئلہ 6	کریمہ		مافی الید 9
بنت	ابن	ابن	جدّہ
رقیہ	خالد	عبداللہ	عظیمہ
1	2	2	1
3	6	6	3

اب اس کے بعد انتقال ہوا چوتھے شخص کا۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ پھر جدّہ یعنی عظیمہ کا انتقال ہوا۔ اور اس نے ورثاء میں خاوند اور دو بھائی چھوڑے۔ لہٰذا نیچے میّت بنائیں۔

چوتھی میت

مسئلہ 2 ت 4	عظیمہ	مافی الید 9
زوج	أخ	أخ
عبدالرحمن	عبدالرحیم	عبدالکریم
1	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$
2	1	1

میت کے درمیان میں عظیمہ لکھیں۔ میت اوّل میں عظیمہ کو چھ ملا۔ میت ثانی میں سے کچھ نہ ملا۔ اور میت ثالث میں اس کو تین ملا۔ تو عظیمہ کا ما فی الید ہے 9۔ تو میت کے بائیں کنارے مافی الید میں 9 لکھے۔ پہلے میت کے اندر بھی اسکے نام اور سہام کے گرد ڈبہ بنائیں۔ اور تیسرے میت میں بھی اس کے نام اور سہام کے نیچے ڈبہ بنائیں۔

ہر وارث کے نیچے اُس کے نام لکھیں۔ اولاد کوئی نہیں۔ تو زوج یعنی عبدالرحمان کو نصف ملے گا۔ اور دونوں بھائی (عبد الرحیم اور عبد الکریم) عصبة بنیں گے۔ تو مسئلہ دو سے بنائیں گے۔ دو میں سے نصف یعنی ایک زوج (عبدالرحمان) کو دیں گے۔ اور باقی ایک بچ گیا۔ تو یہ ایک دونوں بھائیوں (عبدالرحیم اور عبدالکریم) میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔ تو ایک بھائي کے نیچے بھی 1/2 لکھیں۔ اور دوسرے بھائی کے نیچے بھی 1/2 لکھیں۔ اب کسر آیا۔ تو کسر ختم کرنے کے لئے اصلِ مسئلہ میں بھی دو سے ضرب دیں گے، اور تمام سہام کو بھی دو سے ضرب دیں گے۔ تو مسئلہ کی تصحیح چار سے ہوگی۔ جبکہ زوج کو دو حصّے اور ہر بھائی کو ایک ایک حصّہ ملے گا۔

اب تصحیح مسئلہ چار ہے اور ما فی الید نو ہے۔ تو چار اور نو میں تباین کی نسبت ہے۔ تو تباین کی صورت میں پورے پورے عدد کو ضرب دیتے تھے۔ اب چار کو اوپر جتنے زندہ ہیں اُن کے سِہام سے بھی ضرب دیں گے۔ اور میت اوّل کے تصحیح سے بھی ضرب دیں گے۔

اب میت اوّل کا صورت یوں بنے گا۔ اس میں تصحیح بتیس تھا۔ تو بتیس کو چار میں ضرب دینے سے 128 آئے گا۔ تو 32 سے آگے پھر تصحیح کی تاء لکھیں اور اسکے اوپر 128 لکھیں۔ نیز میت اوّل میں کوئی بھی زندہ نہیں۔

میت اول کی آخری صورت اس مسئلہ میں، جیسا کہ مثال نمبر 110 میں بنا تھا۔ وہی صورت بن گئی۔

مسئلہ 4 ت 16 ت 32 ت 128 — 6 لف 4 سلیمہ

زوج	بنت	أمّ
زید	کریمہ	عظیمہ
1	3	1
4	9	3
		6

اب میت ثانی کی طرف آتے ہیں۔ یہاں ہر زندہ شخص کے سہام کو چار سے ضرب دیں گے۔ جبکہ تصحیح مسئلہ کو ضرب نہیں دیں گے۔

میت ثانی کی آخری صورت

مسئلہ 4 — زید — مافی الید 4

زوجة	أب	أمّ
حلیمہ	عمرو	رحیمہ
1	2	1
2	4	2
8	16	8

زوجة (حلیمہ) کو دو حصّے ملے تھے۔ ان کو چار میں ضرب دینے سے 8 آیا۔ تو زوجة کے نیچے 8 لکھے۔ ابّ (عمرو) کے چار کو چار سے ضرب دے اور نیچے 16 لکھے۔ اور ماں (رحیمہ) کے دو کو چار سے ضرب دے کر نیچے 8 لکھے۔

اب میت ثالث میں آئیں۔ یہاں بھی ہر ایک کے سہام کو چار سے ضرب دینا ہے جبکہ تصحیح کو ضرب نہیں دینا۔

میت ثالث کی آخری صورت یوں بنے گی

مسـ 6 — کریمہ — مافی الید 9

بنت	ابن	ابن	جدّہ
رقیہ	خالد	عبداللہ	عظیمہ
1	2	2	1
3	6	6	3
12	24	24	

یہاں بیٹی (رقیہ) کو 3 ملا تھا اسکو 4 میں ضرب دے تو 12 رقیہ کے نیچے بارہ لکھے۔اسی طرح خالد کے 6 کو 4 سے ضرب دو اور خالد کے نیچے 24 لکھو۔ عبداللہ کے 6 کو 4 سے ضرب دے کر عبداللہ کے نیچے 24 لکھو۔ آگے جدّہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ تو اس میں ضربیں نہیں۔

اوپر کے سارے ضربیں ختم ہو گئیں۔ اب مافی الید سے نیچے والے سہام کو ضرب دیں گے۔ ما فی الید 9 ہے۔

چوتھی میت کی صورت ما فی الید میں ضرب دینے کے بعد

چوتھی میت

مسـ 2 — 4 — عظیمہ — مافی الید 9

زوج	أخ	أخ
عبدالرحمن	عبدالرحیم	عبدالکریم
1	1/2	1/2
2	1	1
18	9	9

زوج (عبد الرحمان) کے دو حصّے ہیں اور اس کو نو سے ضرب دے تو عبدالرحمٰن کے نیچے 18 لکھیں۔ عبدالرحیم کا ایک حصّہ تھا اس کو نو سے ضرب دے اور ایک کے نیچے 9 لکھے۔ اسی طرح عبد الکریم کے ایک حصّے کو 9 سے ضرب دے اور ایک کے نیچے 9 لکھے۔

اب مسئلہ ختم ہوا۔ جسکا انتقال ہوا تھا۔ اُس کا مسئلہ ہم نے بنایا۔ تصحیح مسئلہ ہوا۔ اب جو جو زندہ الاحیاء کے نیچے اُس کے نام لکھیں۔ میت اوّل میں کوئی بھی زندہ نہیں۔ میت ثانی میں حلیمہ، عمرو اور رحیمہ زندہ ہے۔ اور انکے حصّے بالترتیب آٹھ، سولہ اور آٹھ ہیں۔ میت ثالث کے نقشے میں رقیہ، خالد اور عبداللہ زندہ ہیں۔ جن کے حصّے بالترتیب بارہ، چوبیس اور چوبیس ہیں۔ میت رابع کے نقشے میں تینوں زندہ ہیں۔ جن کے نام عبدالرحمٰن، عبدالرحیم اور عبدالکریم ہیں۔ اور اُن کے حصّے بالترتیب اٹھارہ، نو اور نو ہیں۔ اگر کسی وارث کو دو یا تین جگہ سے حصّے مل جاتے تو ہم اُن کے سارے حصّوں کو جمع کرتے اور الاحیاء میں اس کے نام کے نیچے لکھ لیتے۔

اب ان سارے حصّوں کو جمع کریں تو ٹوٹل 128 آیا۔ تو الاحیاء کے درمیان میں المبلغ لکھے اور پھر 128 لکھے۔ اور اُس میت اوّل کی آخری تصحیح بھی 128 ہے۔ لہٰذا مسئلہ صحیح ہوا۔

الاحیــــــــــــــــاء

المبلغ 128

حلیمه	عمرو	رحیمه	رقیه	خالد	عبدالله
8	16	8	12	24	24

عبدالرحمن	عبدالرحیم	عبدالکریم
18	9	9

مُناسخة کی دوسری مثال:

مثال نمبر 111

مــــــــــــــــــــــــــــــــــــت زید

زوجة	اخت عینی	اخت علاّتی	اخت اخیافی
زینب	فاطمه	خالده	ساجده

یہاں مورثِ اعلیٰ زید ہے۔ اُس نے چار ورثاء چھوڑے ہیں۔ جو کہ زوجة (زینب) اخت عینی (فاطمه) اخت علاّتی (خالده) اور اخت اخیافی (ساجده) ہیں۔

اولاد نہ ہونے کی صورت میں زوجة کو ربع ملتا ہے۔ اولاد نہ ہونے کی صورت میں اخت عینی ایک ہو تو اُس کو نصف ملتا ہے۔ اولاد نہ ہو، اور اخت علاّتی ایک ہو اور اخت عینی بھی ایک ہو تو اس صورت میں اخت علاتی کو سدس ملتا ہے تا کہ ثلثان پورا ہو جائے۔ نصف + سدس = ثلثان۔ اولاد نہ ہو اور اخت اخیافی ایک ہو تو اسکو بھی سدس دیتے ہیں۔ نوع اوّل میں سے نصف اور ربع آیا نوع ثانی کے ساتھ۔ تو مسئلہ بارہ سے بنائیں گے۔ تو میت کے اوپر بارہ لکھیں گے۔

بارہ کا ربع یعنی تین زوجة (زینب) کو دینا ہے۔ تو زینب کے نیچے تین لکھیں۔ بارہ کا نصف یعنی چھ اخت عینی (فاطمه) کو دینا ہے۔ تو فاطمه کے نیچے چھ لکھیں۔ بارہ کا سدس یعنی دو اخت علاّتی کو دینا ہے۔ تو خالده کے نیچے دو لکھیں۔ اور بارہ کا سدس یعنی دو ساجده کو دینا ہے۔ تو ساجده کے نیچے دو لکھیں۔ جیسا کہ نیچے نقشه میں ہے۔

مثال نمبر 111 کا آخری نقشہ

مسئلہ 12 ع 13 ت 91 زید

زوجہ	اخت عینی	اخت علاّتی	اخت اخیافی
زینب	فاطمہ	خالدہ	ساجدہ
3	6	2	2
21		14	14

اب کل سِہام 13 بن گئے، اور ہم نے مسئلہ 12 سے بنایا تھا۔ تو 12 کے آگے عول کی علامت میں 13 لکھیں۔ یہ اب مسئلہ کی تصحیح ہو گئی۔

اب اخت عینی یعنی فاطمہ کا انتقال ہوا۔ تو دوسرا میت بنائیں۔ اور اس کے درمیان میں فاطمہ لکھیں۔

مسئلہ 6 ع 7 فاطمہ مافی الید 6

زوج	اخت علاّتی	اخت اخیافی
خالد	خالدہ	ساجدہ
3	3	1
18	18	6

فاطمہ کو اوپر چھ حصّے مل گئے۔ تو ما فی الید میں چھ لکھیں۔ اور اوپر فاطمہ اور اسکو جو حصّے ملے تھے اُس کے نیچے ڈبہ بنائیں۔ اب فاطمہ کے ورثاء میں زوجؒ (خالد) ہے ۔ اور اخت علاّتی (خالدہ وہی اوپر والی) اور اخت اخیافی (ساجدہ وہی اوپر والی) ہیں۔

اولاد نہ ہو تو زوج کو نصف، اولاد نہ ہو اور حقیقی بہن بھی نہ ہو تو علاّتی بہن کو نصف ملتا ہے، اولاد نہ ہونے کی صورت میں اخت اخیافی کو سدس ملتا ہے۔ نصف جمع ہوا نوع ثانی کے ساتھ تو مسئلہ چھ سے بنائیں گے۔ چھ کا نصف تین خالد کے نیچے لکھیں۔ چھ کا نصف تین خالدہ کے نیچے لکھیں۔ اور چھ کا سدس ایک یہ ساجدہ کے نیچے لکھیں۔ ہمارے پاس حصّے سات بن گئے اور مسئلہ ہم نے چھ سے بنایا تھا۔ تو یہاں چھ نے سات کی طرف عول کیا۔ تو میت کے اوپر عول کی علامت میں سات لکھیں۔

اب تصحیح مسئلہ ہے سات اور ما فی الید ہے چھ۔ اور دونوں میں تباین کی نسبت ہے۔ تو تصحیح مسئلہ یعنی سات سے میت اوّل کے اصل مسئلہ کو بھی ضرب دیں گے۔ اور زندہ اشخاص کے سِہام کو بھی ضرب دیں گے۔ پہلے میت کی تصحیح مسئلہ تیرہ ہے، سات میں ضرب دینے سے 91 آیا۔ اب میت کے اوپر تصحیح کی علامت میں 91 لکھیں۔ اب زندہ اشخاص کے سہام کو بھی تیرہ سے ضرب دیں۔ تو زینب کے نیچے 21 لکھیں، خالدہ کے نیچے 14 لکھیں اور ساجدہ کے نیچے بھی 14 لکھیں۔

اب ما فی الید 6 ہے، اور اس سے نیچے والے سِہام سے ضرب دیں گے۔ تو خالد کے حصہ تین تھا، اس کو 6 سے ضرب دے تو خالد کے نیچے 18 لکھیں۔ خالدہ کے نیچے بھی 18 لکھیں۔ اور ساجدہ کے نیچے 6 لکھیں۔

اب اوپر والے میتوں میں جو جو زندہ ہیں اُن کے نام الاحیاء میں لکھیں۔

الاحیاء — المبلغ 91

زینب	خالدہ	ساجدہ	خالد
21	32	20	18

زینب صرف ایک میت میں تھی اور اسکو 21 حصّے ملے تو اس کے نیچے 21 لکھیں۔ خالدہ کو میت اول میں 14 اور میت ثانی میں 18 حصّے ملے۔ تو یہ کل 32 حصّے ہوئے۔ خالدہ کے نیچے 32 لکھیں۔ ساجدہ کو میت اوّل میں 14 اور میت ثانی میں 6 حصے ملے تو ساجدہ کے کل 20 حصّے ہو گئے۔ تو ساجدہ کے نیچے 20 لکھیں۔ خالد صرف میت ثانی میں تھا اور اس کے حصّے 18 تھے۔ اب ان سارے حصوں کو جمع کرے تو 91 آتا ہے۔ اور میت اول کی آخری تصحیح بھی 91 سے ہوئی تھی۔ تو یہ مسئلہ کی تصحیح ہوئی۔

میت اوّل یعنی مورث اعلیٰ کی آخری شکل

مثال نمبر 112 بکر، ولید اور سلمٰی دوسری بیوی کی اولاد ہیں۔

مسئلہ 8 ت 24 ت 72 — زید

بنت	ابن	ابن	ابن	زوجة
سلمٰی	ولید	بکر	خالد	ہند
1	2	2	2	1
3	6		6	3
9			18	9

یہاں مورثِ اعلیٰ زید ہے۔ اسکے کل پانچ وارث ہیں۔ جن میں ایک زوجة (ہند)، تین بیٹے خالد، بکر اور ولید جبکہ ایک بیٹی سلمیٰ ہیں۔ اولاد کی صورت میں زوجة کو ثمن ملتا ہے۔ باقی بیٹے اور بیٹی عصبة بنیں گے۔ تو ثمن کے ہم نام عدد آٹھ سے مسئلہ بناتے ہیں۔ آٹھ میں سے ثمن یعنی ایک زوجة (ہند) کو دیا۔ باقی سات حصّے بچ گئے۔ ایک بیٹا دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ تو گویا یہاں سات بیٹیاں ہیں۔ اور حصّے بھی سات ہیں۔ تو ہر ابن کے نیچے دو لکھیں گے۔ اور بنت (سلمیٰ) کے نیچے ایک لکھیں گے۔ مسئلہ کی تصحیح ہو گئی۔

دوسرا جس شخص کا انتقال ہوا اُس کا نام بکر ہے۔

میت ثانی کی آخری شکل

مسئلہ 3 — بکر — مافی الید 2

اخت	أخ
سلمٰی	ولید
1	2
2	4
6	

بکر کو اوپر مورث اعلیٰ یعنی میت اول سے دو حصّے ملے تھے۔ تو میت کے بائیں کنارے پر ما فی الید 2 لکھیں گے۔ اور میت اوّل میں بکر کے حصّے اور نام کے گرد ڈبّہ بنائیں۔ بکر کے صرف دو وارث ہیں۔ ایک اخ لابٍ (ولید) ہے۔ اور ایک اخت لابٍ (سلمیٰ) ہے۔ (زوجة جو ھندہ ہے اُس کا

بیٹا صرف خالد ہے۔ اور یہ ھند، بکر کی سوتیلی ماں ہے۔ اور سوتیلی ماں کبھی وارث نہیں بن سکتی۔ اور خالد اس صورت میں علّاتی بھائی ہے۔ اور حقیقی بھائی کے ہوتے ہوئے علّاتی بھائی وارث نہیں بنتا۔)

درس 71۔

بھائی اور بہن دونوں یہاں عصبۃ بنیں گے۔ بھائی دو بہنوں کے برابر ہوتا ہے۔ گویا یہاں تین بہنیں ہیں۔ لہٰذا یہاں مسئلہ تین سے بنے گا۔ اور ان دونوں میں میراث "للذکر مثل حظ الانثثین" کے طریقے سے تقسیم ہوگا۔ تین میں سے دو حصّے ولید کو ملیں گے۔ اور سلمیٰ کو ایک حصّہ ملے گا۔

اب تصحیح مسئلہ تین ہے۔ اور ما فی الید دو ہے۔ اور ان دونوں میں تباین کی نسبت ہے۔ لہٰذا اب پورے پورے عدد سے ضرب دیں گے۔ تو سب سے پہلے تصحیح مسئلہ یعنی تین سے میت اوّل کے تصحیح کو بھی ضرب دیں گے۔ اور میّت اوّل کے تمام زندہ وارثوں کے سِہام کو بھی تین سے ضرب دیں گے۔ تو مسئلہ کی شکل یوں بنے گی۔

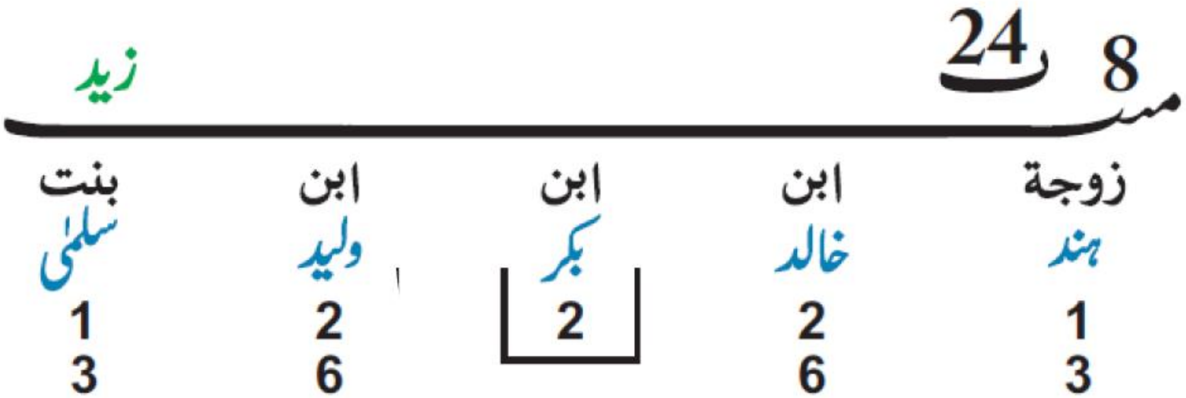

تصحیح 8 تھا اور اُس کو تین سے ضرب دیا تو 24 آیا۔ تصحیح کی علامت میں 24 لکھا۔ اب ہر ایک کے حصّے کو بھی تین سے ضرب دیا تو ہند کا حصہ تین، خالد کا حصہ 6، ولید کا حصہ 6 اور سلمیٰ کا حصّہ 3 بنا۔ یہ اوپر ضربوں کا سلسلہ مکمل ہوا۔

اب مافی الید 2 جو ہے۔ میت ثانی کے نیچے ولید کے حصّے کو بھی دو میں ضرب دیں گے اور ولید کے نیچے چار لکھیں گے۔ اور سلمیٰ کے حصّے کو بھی دو میں ضرب دیں گے اور سلمیٰ کے نیچے دو لکھیں گے۔ تو صورت یوں بن جائیگی۔

مسئلہ 3 — بکر — مافی الید 2

أخ	اخت
ولید	سلمیٰ
2	1
4	2

اب تیسری میّت کی طرف آتے ہیں۔ تیسرا میت یہ ولید کا انتقال ہوا ہے۔ لہٰذا میت اوّل میں بھی ولید کے نیچے ڈبہ بنائیں گے۔ اور میت ثانی میں بھی ولید کے نیچے ڈبہ بنائیں گے۔

مسئلہ 3 — ت 6 — ولید — مافی الید 10

بنت	بنت	بنت	بنت	اخت
حمیدہ	سعیدہ	مجیدہ	صالحہ	سلمیٰ
	2			1
	4			2
1	1	1	1	
5	5	5	5	10

ولید کو میّت اوّل میں چھ ملا تھا۔ اور میّت ثانی میں چار ملا۔ تو ولید کا ما فی الید 10 ہے۔ تو میت کے بائیں کنارے پر ما فی الید دس لکھے۔ ان کے وارث ایک حقیقی بہن اور چار بیٹیاں ہیں۔ چار بیٹیاں حمیدہ، سعیدہ، مجیدہ، صالحہ ہیں۔ اور اخت وہی سلمیٰ ہے۔

بیٹیاں جب دو یا زیادہ ہو تو اُس کو ثلثان ملتا ہے۔ اور بہن جب بیٹیوں کے ساتھ آئے تو وہ عصبۃ بن جاتا ہے۔ یہاں مسئلہ تین سے بنائیں گے۔ تین میں سے دو ثلث یعنی دو بہنوں کا حصّہ ہے۔ چاروں بہنوں کے نیچے ایک لکیر کھینچے اور اسکے نیچے دو لکھیں۔ اور باقی ایک حصّہ اخت یعنی سلمیٰ بطور عصبۃ لیگا۔ بہنیں چار ہیں اور حصے دو ہیں۔ لہذا یہاں توافق کی نسبت ہے۔ اور یہاں عدد رؤس دو ہے۔ لہٰذا اصل مسئلہ کو بھی دو سے ضرب دیں گے۔ اور تمام سہام کو بھی دو سے ضرب دیں گے۔

تو تین کے آگے تصحیح کی علامت میں چھ لکھیں۔ اور نیچے سِہام کو بھی دو سے ضرب دیں۔ تو 4 بہنوں کا حصّہ 4 آئے گا۔ اور اخت کا حصہ دو بن جائے گا۔ اب ہر بہن کو اُن چار حصّوں میں سے ایک ایک حصّہ ملے گا۔

اب دیکھئے! میت ثالث میں تصحیح مسئلہ ہے چھ اور ما فی الید دس ہے۔ دونوں میں توافق کی نسبت ہے۔ دونوں دو سے پورے پورے تقسیم ہوتے ہیں۔ تصحیح مسئلہ کا وفق تین ہے۔ اور ما فی الید کا وفق 5 ہے۔

اب میت اوّل کے تصحیح مسئلہ کو بھی تین سے ضرب دو، اور میت اوّل اور میت ثانی کے سارے زندہ اشخاص کے سِہام کو بھی تین سے ضرب دو۔ میت اوّل کے تصحیح 24 کو 3 سے ضرب دیا تو 72 آیا۔ تصحیح کی علامت کے ساتھ میت اول میں 72 لکھ دیا۔ اور پھر نیچے تمام سِہام کو بھی تین سے ضرب دیا۔ ہند کے تین حصّے تھے تو اس کو تین میں ضرب دیا تو نو آیا۔ ھند کے نیچے 9 لکھو۔ خالد کے 6 کو تین سے ضرب دیا تو 18 آیا۔ خالد کے نیچے 18 لکھو۔ بکر اور ولید کا انتقال ہو چکا ہے۔ سلمیٰ کے تین حصے تھے۔ اس کو تین میں ضرب دیا تو 9 آیا۔ سلمیٰ کے نیچے 9 لکھو۔ اب میت ثانی میں سلمیٰ کے دو حصّوں کے تین سے ضرب دیا تو چھ آیا۔ میت ثانی میں ولید کا انتقال ہو چکا ہے۔

اب میت ثالث کے سِہام کو ما فی الید کے وفق سے ضرب دیں گے۔ ما فی الید کا وفق 5 ہے۔ تو ہر بنت کا ایک ایک حصہ ہے۔ اس کو پانچ میں ضرب دینے سے ہر بنت کا حصّہ پانچ پانچ ہو جائے گا۔ میّت ثالث میں سلمیٰ کا حصّہ دو تھا تو اس کو پانچ میں ضرب دینے سے دس ہوا۔ مسئلہ مکمل ہوا۔ اب نیچے الاحیاء لکھیں۔

المبلغ 72

الاحیاء

ہند	خالد	سلمیٰ	حمیدہ	سعیدہ	مجیدہ	صالحہ
9	18	25	5	5	5	5

ہند کو ایک ہی جگہ حصّہ ملا تو اس کے نیچے 9 لکھا۔ خالد کو بھی صرف میت اوّل میں 18 حصے ملے ہیں۔ باقی کہیں اسکا حصّہ نہیں۔ تو خالد کے نیچے 18 لکھیں۔ سلمیٰ کو تینوں جگہ حصّہ ملا ہے۔ تو سلمیٰ کے کل حصّے 25 آئے۔ سلمیٰ کے نیچے 25 لکھیں۔ حمیدہ، سعیدہ، مجیدہ اور صالحہ کو صرف میت ثالث کے اندر پانچ پانچ حصّے ملے ہیں۔ لہٰذا اِن چاروں کے نیچے پانچ پانچ لکھو۔ اب تمام ورثاء کے حصّوں کو جمع کرے تو 72 آیا۔ الاحیاء کے درمیان المبلغ 72 لکھو۔ اور میت اوّل کے مسئلہ کی آخری تصحیح بھی 72 ہے۔ لہٰذا مسئلہ ٹھیک ہے۔

درس 72

باب ذَوِی الْاَرْحامِ

ذوی الارحام یہ جمع ہے ذو الرحم کی۔ اس کو ذو الرَّحِمْ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اور عربی زبان میں ذو الرحم رشتہ دار کو کہتے ہیں۔ جبکہ اصطلاح شریعت میں ذوی الارحام وہ رشتہ دار ہیں جو ذوی

الفروض میں سے بھی نہ ہو اور عصبات میں سے بھی نہ ہو۔ ذوی الفروض اور عصبات کے علاوہ جو رشتہ دار ہیں اُن کے ذوی الارحام کہا جاتا ہے۔

ذوی الفروض کو مال تب ملے گا جب میّت کے ذوی الفروض اور عصبات نہ ہوں۔ وراثت کی مال سب سے پہلے ذوی الفروض کو دیتے ہیں۔ اس کے بعد جو باقی بچتا ہے وہ عصبات کو ملتا ہے۔ اور اگر عصبات نہ ہو تو یہی مال ردّ ہوتا ہے ذوی الفروض پر۔ لیکن ذوی الفروض میں میاں، بیوی دو ایسے فرد ہیں جن پر ردّ نہیں ہوتا۔ ذوی الفروض کل بارہ ہے۔ تو میاں بیوی کو نکال کر دس ذوی الفروض رہ گئے۔ تو لہٰذا عصبات میں سے کوئی زندہ ہوں یا اُن دس ذوی الفروض میں سے کوئی ایک فرد بھی زندہ ہوں تو ذوی الارحام کو کچھ نہیں ملتا۔ ہاں میاں بیوی کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام کو مال مل سکتا ہے، جبکہ باقی ذوی الفروض اور عصبات میں سے کوئی نہ ہو۔

ذوی الارحام تو بارہ ہیں۔ اور عصبات آپ نے پڑھا کہ وہ مذکر کہ جس کے ساتھ درمیان میں عورت کا واسطہ نہ آئے۔ اور عصبات کسی کے نہ ہو یہ تو ممکن ہی نہیں۔ مثلاً ایک شخص اپنے آپ کو فاروقی کہتا ہے۔ اس کا سلسلہ نسب والد اور دادا اور پردادا اوپر تک جا کر حضرت عمر فاروق رضؓ سے ملتا ہے۔ تو دیکھو ان سارے میں کہیں بھی عورت کا واسطہ نہ آیا۔ سب باپ کے واسطے سے اوپر چلا گیا۔ اب اس فاروقی شخص کے نزدیک کوئی عصبۃ نہیں۔ باپ نہیں، دادا نہیں، پر دادا نہیں، بیٹا، پوتا، پڑپوتا، چچا وغیرہ کوئی نہیں۔ اور ایک اور شخص ہے وہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ میں فاروقی ہوں۔ لیکن پتہ نہیں کہ کس پشت میں جا کر یہ دونوں مل جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک اور شخص بھی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں فاروقی ہوں۔ لیکن اس کا بھی پتہ نہیں کہ کس پشت میں جا کر یہ ایک ہی باپ پر اکھٹے ہر جاتے ہیں۔ اور نہ ہی یہ پتہ چلتا ہے کہ کون فاروقی دوسرے فاروقی کے ساتھ پشت میں نزدیک ہے۔ لہٰذا اس بات کا علم نہیں ہوتا ۔ اس لئے عدم علم کو عدمِ وجود کے درجہ میں اُتارا جاتا ہے۔ اور پھر مال ذوی الارحام کو دے دیا جاتا ہے۔ پس معلوم ہوا عصبۃ ہر حال میں ہوگا۔ لیکن ہمیں اس کا علم نہیں ہوتا کہ کون کس پشت پر جا کر ملتے ہیں۔

پس جب ذوی الفروض بھی کوئی نہیں، عصبۃ بھی کوئی نہیں تو پھر مال ذوی الارحام کو دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ صورت بہت کم پیش آتی ہے۔

ذوی الارحام کے باب شروع ہونے سے پہلے عصبات کی تفصیل ذہن میں ہونا چاہئے۔

عصبات کے بحث کا حاصل کلام یہ ہے۔ آپ نے پڑھا کہ عصبۃ تین قسم پر ہے۔ ایک عصبۃ بنفسہٖ، ایک عصبۃ بغیرہٖ اور ایک عصبۃ مع غیرہٖ ہے۔

عصبة بنفسہٖ تو وہ مرد ہیں، جن کے ساتھ رشتہ میّت کا رشتہ جُڑنے میں درمیان میں کسی عورت کا واسطہ نہ آئے۔ جیسا کہ بیٹا ہے، پوتا ہے، پڑپوتا ہے۔ اوپر کی طرف جائے تو باپ، دادا، پردادا اوپر تک۔ اور اطراف میں چلا جائے تو حقیقی بھائی ہے، علّاتی بھائی ہے۔ حقیقی چچا ہے، یا علّاتی چچا ہے، اگر وہ نہیں تو اُس کی مذکر اولاد۔ اگر چچا کی مذکر اولاد نہیں تو مذکر اولاد کی مذکر اولاد آگے۔ اسکے اوپر چلا جائے والد کے جو چچا ہے، اور وہ نہیں تو اُن کے جو مذکر اولاد ہے، اگر وہ نہیں تو اُس سے اوپر چلا جائے، دادا یا دادا کی جو مذکر اولاد ہے۔ پھر آگے دادا کے مذکر اولاد کے مذکر اولاد۔

عصبة بنفسہٖ کے اندر چار درجے ہیں۔ یاد رکھئے! سب سے پہلے مال پہلے درجے والے کو دیتے ہیں۔ اگر اِن میں سے کوئی موجود نہیں تو پھر دوسرے درجے کی طرف جائیں گے۔ اگر دوسرے درجے میں بھی کوئی موجود نہیں تو پھر تیسرے درجے کی طرف جائیں گے۔ اور اگر تیسرے درجے میں کوئی موجود نہیں تو پھر چوتھے درجے کی طرف جائیں گے۔

پہلے درجہ میں میّت کی مذکر اولاد ہے۔ یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا نیچے تک۔ یہ میّت کے فُروع ہیں۔ اور دوسرے درجے میں میّت کے اُصول ہیں۔ یعنی باپ، دادا، پردادا اوپر تک۔ تیسرے درجے پر میّت کے حقیقی بھائی، علّاتی بھائی اور آگے اُن کے مذکر اولاد آخر تک۔ اور چوتھے درجے میں میّت کی چچا اور اُن کی مذکر اولاد نیچے تک۔ اسکے آگے باپ کے چچا اور انکے مذکر اولاد یہ بھی چوتھے درجے میں ہے۔ اِن کے آگے دادا کے چچا اور ان کے مذکر اولاد یہ بھی چوتھے درجے میں ہیں۔

عصبة بغیرہٖ وہ چار عورتیں ہیں۔ یہ چار عورتیں ذوی الفروض میں سے ہیں۔ لیکن جب اُس کے ساتھ اُس کے بھائی مل جاتے ہیں تو وہ عصبة بن جاتی ہے۔ وہ چار عورتیں، بیٹی ہے، پوتی ہے نیچھے تک، حقیقی بہن اور علاتی بہن۔ یہ چاروں ذوی الفروض میں سے ہیں۔ لیکن جب بھی اس کے ساتھ اسکا بھائی آجائے تو یہ عصبة بن جائے گی۔ اور "للذکر مثلُ حظِّ الأُنْثَيَيْن" کے اصول سے مال ان بہن بھائیوں میں تقسیم ہوگا۔ یاد رکھے! جو عورتیں ذوی الفروض نہیں ہیں۔ وہ اگر اپنے بھائی کے ساتھ آ بھی جائے تو وہ عصبة نہیں بنتے۔

عصبة مع غیرہٖ : میّت کی حقیقی بہن یا علّاتی بہن جب میّت کی بیٹی کے ساتھ جمع ہو جائے تو اسے عصبة مع غیرہٖ کہتے ہیں۔ یہ اپنے بھائی کے ساتھ مل کر عصبة نہیں بن رہی بلکہ غیر کے ساتھ مل کر عصبة بن رہی ہے۔ اس لئے اس کو عصبة مع غیرہٖ کہتے ہیں۔

اب انکی ترتیب کس طرح ہے۔ ترتیب لکھ لیجئے۔

نقشہ عصبات ترتیب وار

درجہ اوّل کے عصبات

1۔ میت کا بیٹا 2۔ پوتا 3۔ پڑپوتا 4۔ لکڑ پوتا 5۔ سکڑ پوتا نیچے تک۔

اگر بیٹا زندہ ہو تو وہ عصبہ بنے گا۔ اگر بیٹا نہیں تو پوتا عصبۃ بنے گا۔ اسی طرح ترتیب وار۔ اگر ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں تو پھر درجہ دوم کے عصبات کی طرف آتے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ ان کی بہن آ جائے تو وہ بھی عصبہ بن جائے گی۔

درجہ دوم کے عصبات۔

6۔ میت کا باپ 7۔ دادا 8۔ پر دادا 9۔ لکڑ دادا 10۔ سکڑ دادا اوپر تک۔

اگر میت کا باپ زندہ ہو تو وہ عصبہ بنے گا۔ اگر باپ نہیں تو دادا عصبۃ بنے گا۔ اسی طرح ترتیب وار۔ اگر ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں تو پھر درجہ سوم کے عصبات کی طرف آتے ہیں۔ یہاں پر باپ کے ساتھ اگر باپ کی بہن آ جائے، یا دادا کے ساتھ دادا کی بہن آئے تو وہ عصبۃ نہیں بنے گی۔ کیونکہ باپ کی بہن، دادا کی بہن، پر دادا کی بہن ذوی الفروض میں سے نہیں۔

درجہ سوم کے عصبات۔

11۔ حقیقی بھائی 12۔ علّاتی بھائی

13۔ حقیقی بھائی کا بیٹا 14۔ علّاتی بھائی کا بیٹا

15۔ حقیقی بھائی کا پوتا 16۔ علاتی بھائی کا پوتا

17۔ حقیقی بھائی کا پڑپوتا 18۔ علاتی بھائی کا پڑپوتا اسی ترتیب سے نیچے تک۔ اگر ان میں کوئی بھی نہ ہو تو پھر درجہ چہارم کی طرف جاتے ہیں۔

یہاں پر اگر حقیقی بھائی کے ساتھ حقیقی بہن آ جائے تو وہ عصبۃ بنے گی۔ اور اگر علّاتی بھائی کے ساتھ بھی اُسکی بہن آ جائے تو وہ بھی عصبۃ بنے گی۔ کیونکہ یہ ذوی الفروض میں سے ہے۔ لیکن اگر حقیق بھائی کے بیٹے یعنی بھتیجے کے ساتھ بھتیجی آئی تو بھتیجی عصبۃ نہیں بنے گی۔ کیونکہ یہ ذوی الفروض میں سے نہیں۔ اور بھتیجی ذوی الارحام میں چلی جائیں گی۔ اسی طرح علّاتی بھتیجی بھی عصبۃ نہیں بنے گی، نیچے تک۔

درجہ چہارم کے عصبات۔

19۔ حقیقی چچا 20۔ علاتی چچا

21۔ حقیقی چچا کا بیٹا 22۔ علاتی چچا کا بیٹا

23۔ حقیقی چچا کا پوتا 24۔ علاتی چچا کا پوتا

25۔ حقیقی چچا کا پڑپوتا 26۔ علاتی چچا کا پڑپوتا اسی ترتیب سے نیچے تک

27- میت کے باپ کا حقیقی چچا 28- باپ کا علاتی چچا

29- باپ کے حقیقی چچا کا بیٹا 30- باپ کے علاتی چچا کا بیٹا۔

31- باپ کے حقیقی چچا کا پوتا 32- باپ کے علاتی چچا کا پوتا نیچے تک

یہاں پر اگر حقیقی چچا کے ساتھ اُس کی بہن یعنی میّت کی پھوپھی آئی۔ تو وہ بھائی کے ساتھ عصبة نہیں بنے گی، کیونکہ پھوپھی ذوی الفروض میں سے نہیں۔ پھوپھی ذوی الارحام میں داخل ہے۔

درس 73- بابُ ذوی الارحامِ ذوی الارحام کا باب

ذُو الرَّحِمِ هو كُلُّ قريبٍ ذو الرَّحم جو ہے وہ ہر ایسا قریبی ہے لیس بذِی سَهْمٍ و لا عصبةٍ کہ نہ تو حصّے والا ہو اور نہ عصبة ہو۔ و كانت عامةُ الصّحابةِ رضی اللّٰهُ تعالیٰ عنهم اور عام صحابہ رضی اللّٰہُ تعالیٰ عنھم يَرَوْنَ وہ رائے رکھتے تھے تَوْرِيْثَ ذوی الارحام ذوی الارحام کو وارث بنانے کی۔ وَرَّثَ يُوَرِّثُ تَوْرِيْثٌ: وارث بنانا۔ یعنی اکثر صحابہ کرام رض کی رائے تھی کہ ذوی الارحام کو وارث بنایا جائے گا۔ و به قال اصحابُنا رحِمَهُم اللّٰهُ تعالیٰ اور اسی کے قائل ہیں ہمارے فقہاء رحمھم اللّٰہُ تعالیٰ بھی۔

و قال زيدُ بنُ ثابتٍ رضی اللّٰهُ تعالیٰ عنه لا ميراثَ لِذَوی الارحام اور حضرت زید ابن ثابت رض فرماتے ہیں کہ ذوی الارحام کے لئے کوئی میراث نہیں ہے۔ و يُوضَعُ المالُ فی بيت المال اور مال جو ہے وہ بیت المال میں رکھا جائے گا۔ یعنی بیتُ المال میں جمع کیا جائے گا۔ و به قال مالكُ و الشافعیُّ رح اور امام مالک رح اور امام شافعی رح بھی اسی کے قائل ہیں۔

و ذَوُو الارحامِ اصنافٌ اربعةٌ اور ذوی الارحام چار قسم پر ہیں۔ اَلصِّنفُ الاوّلُ ينتمی الی الميّتِ پہلی قسم جو ہے اسکی نسبت ہوتی ہے میّت کی طرف۔ اِنْتَمیٰ يَنْتَمِی: نسبت ہونا و هم اولادُ البنات اور وہ بیٹیوں کی اولاد ہے۔ بیٹی خود تو ذوی الفروض میں سے ہے۔ لیکن آگے اُس کی اولاد ذوی الارحام میں سے ہیں۔ یعنی نواسا، نواسی وغیرہ و اولادُ بناتُ الِابنِ اور پوتیوں کی اولاد۔ نیچے تک اسی طرح سلسلہ۔ یعنی پڑپوتی کی اولاد وغیرہ۔

و الصنفُ الثانی يَنْتَمِی اليهم الميّتُ اور دوسری قسم وہ ہے اُس کی طرف میّت کی نسبت ہوتی ہے۔ یعنی میّت کے اُصول۔ و هم الاجدادُ السّاقطون والجدّاتُ السّاقطات اور وہ دادا اور نانا جو ساقط ہیں اور وہ دادیاں اور نانیاں جو ساقط ہیں۔ جدّ فاسد عصبات میں نہیں آتے تھے،

اس لئے ساقط ہو جاتے۔ جدِّ فاسد: میت اور جدّ کے درمیان جب عورت کا واسطہ آجائے تو اسے جدّ فاسد کہتے ہیں۔ جدّہ فاسدہ: جب درمیان میں جدِّ فاسد کا واسطہ آئے۔ عربی میں جدّ، دادا اور نانا دونوں کے لئے بولا جاتا ہے۔ اور جدّہ، دادی اور نانی دونوں کے لئے بولا جاتا ہے۔

اجداد ساقط میں نانا آگیا۔ کیونکہ میت اور نانا کے درمیان ماں کا واسطہ ہے۔ دادی کا باپ آگیا۔ کیونکہ میت اور دادی کے باپ کے درمیان دادی کا واسطہ آیا۔

جدّات ساقطات میں نانا کی ماں ہو گئی۔ کیونکہ میّت اور نانا کی ماں کے درمیان نانا کا واسطہ ہے۔ اور نانا جدّ فاسد ہے۔

و الصّنفُ الثالثُ ینتمی الیٰ اَبَوِی المیّتِ اور ذوی الارحام کی تیسری قسم وہ ہے جسکی نسبت کی جاتی ہے میّت کے والدین کی طرف و هم اولادُ الاخواتِ اور وہ میّت کے بہنوں کی اولاد ہیں، میّت کی بہن خود تو ذوی الفروض میں سے ہے۔ لیکن میت کے بہن کی اولاد ذوی الارحام میں سے ہے۔ میّت کی بہن یا تو حقیقی ہوگی، یا علّاتی ہوگی، یا اخیافی ہوگی۔ سارے ذوی الفروض میں سے ہیں۔ اور ان تین قسم کے بہنوں کی اولاد ذوی الارحام میں سے ہے۔ یعنی بھانجا، بھانجی وغیرہ نیچے تک۔ و بناتُ الْاِخْوَةِ اور بھائیوں کی بیٹیاں، بھائی چاہے حقیقی ہو، یا علّاتی ہو یا اخیافی ہو اُن کی بیٹیاں ذوی الارحام میں سے ہیں۔ اور بھائی خود عصبة بنتے ہیں۔ بھائی چاہے حقیقی ہو یا چاہے علّاتی ہوں اُن کے بیٹے عصبات میں داخل ہیں۔ و بَنُو الْاِخْوَةِ لامٍّ اور اخیافی بھائیوں کے بیٹے بھی ذوی الارحام میں سے ہیں۔ کیونکہ اخیافی بھائی کے ساتھ رشتہ ماں کے ذریعے سے ہے۔ تو درمیان میں عورت کا واسطہ آیا، تو لہٰذا عصبات میں یہ داخل نہیں۔

والصّنفُ الرّابعُ ینتمی الیٰ جَدَّیِ المیّتِ او جدّتَیـْهِ اور ذوی الارحام کی چوتھی قسم وہ ہے جس کی نسبت ہوتی ہے میّت کے دونوں جدّوں کی طرف یعنی دادا یا نانا، اور دونوں جدّات کی طرف یعنی دادی یا نانی۔ و هُمُ العَمَّاتُ اور وہ پھوپھیاں ہیں۔ چچا تو عصبات میں سے ہے۔ اور پھوپھی اگر چچا کے ساتھ جمع ہو جائے تو وہ عصبة نہیں بنے گی۔ کیونکہ پھوپھی ذوی الفروض میں سے نہیں۔ والاعمامُ لِاُمٍّ اور اخیافی چچا۔ یہاں بھی میت اور اخیافی چچا کے درمیان عورت کا واسطہ آیا۔ "لامٍّ" کتاب میں لکھا نہیں تھا۔ حقیقی اور علّاتی چچا عصبات میں داخل ہیں۔

والاَخْوَالُ اخوال یہ جمع ہے خالٌ کی۔ اور خال: ماموں کو کہتے ہے۔ تو ماموں بھی ذوی الفروض میں سے ہیں۔ یہاں بھی عورت کا واسطہ آیا۔ میت اور ماموں کے درمیان ماں کا واسطہ ہے۔ والخالاتُ اور خالائیں فهٰؤلاءِ پس یہ جو ہیں۔ وَ كُلُّ مَنْ اور وہ سب کے سب يُّدْلِی

بِہِم جو منسوب ہوتے ہیں اِن کے ذریعے سے۔ اَدْلیٰ یُدْلِیْ کے معنیٰ ہوتا ہے منسوب ہونا۔ مِنْ ذوی الارحام پس یہ جو چار قسمیں بیان ہوئی، اور اسی طرح ہر وہ شخص جو منسوب ہوتا ہے اِن چار قسموں کے ذریعے میّت کی طرف یہ ذوی الارحام میں سے ہیں۔

رَویٰ اَبو سلیمانَ عن محمد بن الحسن عن ابی حنیفة رحمهم الله تعالیٰ اَنّ اَقْرَبَ

الاصنافِ الصّنفُ الثانی کہ سب سے قریب جو ہے وہ دوسری قسم والے ذوی الارحام ہیں۔ یعنی سب سے پہلے اِن میں دیکھیں گے۔ ان سے مراد وہ اجداد اور جدات ہیں جو کہ ساقط ہیں۔ وان عَلَوْا اگر چہ یہ اوپر تک ہو۔ ثُمَّ الاوّلُ پھر دوسرے نمبر پر پہلے قسم والے ذوی الارحام ہیں۔ و ان سفلوا اگر چہ نیچے تک ہو ثم الثالث پھر تیسری قسم ہے و اِنْ نزلوا اگر چہ نیچے تک چلے جائے ثم الرابعُ پھر چوتھی قسم ہے وَ اِنْ بَعُدُوْا اگر چہ وہ دور تک چلے جائے۔ یہ ایک قول ہے جو ابو سلیمان^{رح} نے محمد بن الحسن^{رح} کے واسطے سے امام ابو حنیفہ^{رح} سے روایت کی ہے۔

و رَویٰ ابو یوسفَ و الحسنُ ابن زیادٍ عن ابی حنیفة اور روایت کیا ہے امام ابو یوسف^{رح} اور امام حسن ابن زیاد^{رح} نے امام ابو حنیفة^{رح} سے وَ ابْنُ سِمَاعَةَ عن محّمد بن الحسن عن ابی حنیفة رحمهم الله تعالیٰ اور امام ابن سِماعة^{رح} نے امام محمد ابن الحسن^{رح} کے واسطے سے امام ابو حنیفة^{رح} سے روایت کی ہے۔ اَنَّ اَقْرَبُ الْاَصْنَافُ اَلصِّنْفُ الْاَوّلُ کہ اِن اصناف میں سب سے قریبی صنف اوّل ہے۔ ثم الثانی ثم الثّالثُ ثم الرابعُ پھر دوسری قسم ہے، اسکے بعد پھر تیسری قسم ہے اور اس کے بعد پھر چوتھی قسم ہے۔ کترتیب العصبات جیسے عصبات کی ترتیب ہے۔ و هو الماخوذُ بہ اور اسی قول کو لیا گیا ہے۔ اور اسی قول پر فتویٰ ہے۔

و عندَ هُما اور صاحبین^{رح} کے نزدیک الصّنف الثالثُ مُقَدَّمٌ علیٰ الجدّ اَبِ الْاُمِّ تیسرے قسم کے ذوی الفروض یہ جدّ (یعنی نانا) پر مقدَّم ہے۔ تیسری قسم والے ذوی الفروض بہن بھائی کے وہ اولاد جو ذوی الفروض بھی نہ ہو اور عصبات میں سے بھی نہ ہو۔جدّ میں سے قریب نانا ہے۔ آسان لفظوں میں صاحبین کے نزدیک تیسرے قسم کے ذوی الفروض دوسرے قسم کے ذوی الفروض پر مقدّم ہے۔ لِاَنَّ عندَهُما کیونکہ صاحبین^{رح} کے نزدیک کُلُّ واحدٍ مِنْهُم اِن میں سے ہر ایک جو ہے، یعنی صِنفِ ثالث میں سے اَوْلیٰ مِنْ فَرْعِه وہ اولیٰ ہے اپنے فرع سے۔ فَرْعِه کی ھا ضمیر لوٹ رہی ہے صنفِ ثالث کو۔ یعنی صِنف ثالث میں ہر ایک اولیٰ ہے اپنے فرع سے۔ تیسرے قسم میں بھانجا، بھانجی اور بھتیجی تھی۔ اور اخیافی بھائی کے بیٹے یہ بھی تیسرے قسم

میں داخل ہے۔ اگر یہ موجود ہو تو یہ اپنے فرع یعنی اپنے اولاد سے اولیٰ ہے۔ و فرعُهُ اور صنفِ ثانی کی فرع۔یعنی وہ جو دادے اور نانیاں ہیں اُن کی فرع۔ فرعُهُ کی ضمیر کو لوٹایا صِنف ثانی کو۔ یہ مبتدا ہے۔ اور آگے اصلهِ کی ھا ضمیر لوٹائی فرعُهُ کو۔ وَ اِنۡ سَفَلَ اگر چہ وہ نیچے تک ہو اولیٰ مِنۡ اَصۡلِهِ اپنے اصل سے اولیٰ ہے۔ یعنی صنف ثانی کی فرع اپنے اصل سے اولیٰ ہے۔

ضابطہ یہ ہے کہ اصل کو فرع پر اولیٰ ہونا چاہئے۔ قسم ثالث میں اصل اولیٰ ہے فرع پر۔ لیکن قسم ثانی میں ایسا نہیں۔ قسم ثانی میں فرع اولیٰ ہے اپنے اصل پر۔ اسکی وضاحت نیچے دی گئی ہے۔

مثال کے طور پر میت کی پرنانی پر غور کیجئے : یعنی میّت کی جو ماں ہے، اُسکی ماں کی ماں۔ اس پرنانی کا جو اصل ہے، یعنی پرنانی کا باپ۔ پرنانی خود بھی ہو اور پرنانی کا باپ بھی ہو۔ تو پرنانی اولیٰ ہے ۔ حالانکہ پرنانی فرع ہے اور اسکا باپ اسکی اصل ہے۔ حالانکہ اصل کو اولیٰ ہونا چاہئے تھا لیکن فرع کو اولیٰ بنایا۔ یہ میت کی پرنانی یعنی میت کی جو ماں ہے، اُسکی ماں کی ماں۔ تو یہاں درمیان میں کسی جدّ فاسد کا واسطہ نہیں آیا۔ تو یہ ذوی الفروض میں سے ہوئی۔ اور پرنانی کا باپ جدّ فاسد ہے۔ اور جدّ فاسد ذوی الارحام میں سے ہے۔ اور ذوی الفروض اولیٰ ہوتے ہیں ذوی الارحام سے۔ تو معلوم ہوا کہ یہاں فرع اولیٰ ہو گئی اصل سے۔

پس صنف ثانی کے اندر ضابطہ ٹوٹ رہا ہے۔ اور صنف ثالث کے اندر ضابطہ برقرار ہے۔ اسی وجہ سے صاحبینؒ نے فرمایا کہ صنف ثالث اولیٰ ہے صنف ثانی سے۔

درس 74 فصل فی الصّنف الاوّل یہ فصل ہے پہلی قسم میں

اَوۡلٰهُم بالميراثِ پہلی قسم میں زیادہ لائق جو ہے میراث کے اقربُهم الی المیّتِ وہ ہے جو میّت کے زیادہ قریب ہے کَبِنتِ البنتِ جیسے بیٹی کی بیٹی، یعنی نواسی، فانها اولیٰ مِنۡ بِنۡتِ بِنۡتِ الابن کیونکہ یہ اولیٰ ہے بیٹے کی بیٹی کی بیٹی سے۔ یعنی میّت کی نواسی یہ اولیٰ ہے میّت کے بیٹے کی نواسی سے۔ ایک میّت کی نواسی ہے اور ایک میت کے بیٹے کی نواسی ہے۔ تو میت کی نواسی قریب ہے اور میت کے بیٹے کی نواسی بعید ہے۔ یہ پہلا قانون بیان ہوا۔

وَ اِنِ اسۡتَوَوۡا فی الدّرَجةِ اگر ذوی الارحام درجہ میں برابر ہوں۔ یعنی ایک ہی درجے کے تین چار آجائے۔ فَوَلَدُ الوارثِ اولیٰ من وَلَدِ ذوی الارحام تو وارث کی اولاد اولیٰ ہے ذوی الارحام کی اولاد سے۔ یعنی ذوی الارحام کے اولاد یا عصبات کے اولاد اولیٰ ہے ذوی الارحام کے اولاد کے مقابلے میں۔ كبنت بنت الابنِ جیسا کہ بیٹے کی بیٹی کی بیٹی۔ یعنی بیٹے کی نواسی یعنی پوتی کی بیٹی۔

پوتی ذوی الفروض میں سے ہے۔ تو پوتی کی بیٹی اولاد ہوئی ذوی الفروض کی۔ فانھا اولیٰ من ابن بنت البنت یہ اولیٰ ہوئی بیٹی کی بیٹی کی بیٹے سے۔یعنی نواسی کا بیٹا۔ تو دیکھو "پوتی کی بیٹی" اور "نواسی کا بیٹا" یہ درجہ میں برابر ہے۔ کیونکہ اُسکے اور میّت کے درمیان میں دو واسطے آ رہے ہیں۔ تو اس صورت میں مال "پوتی کی بیٹی" کو ملے گا اور "نواسی کا بیٹا" محروم ہوگا۔ کیونکہ "پوتی کی بیٹی" ذوی الفروض کی بیٹی ہے۔ اور "نواسی کی بیٹا" نہ تو ذوی الفروض کے اولاد میں سے ہے اور نہ عصبات کے اولاد میں سے ہے۔ یہ دوسرا قانون ہوا۔ اس میں ایک شرط یہ ہے کہ یہ براہ راست وارث کے اولاد ہو۔ جیسا "پوتی" براہ راست وارث ہے۔ اور "نواسی" براہ راست وارث نہیں۔ اگر یہ سلسلہ ایک پشت اور آگے آجائے، یعنی "پوتی کی بیٹی کی بیٹی" اور "نواسی کے بیٹے کی بیٹی"۔ اب یہ دونوں درجوں میں برابر ہے۔ لیکن ان دونوں میں اولیٰ کوئی بھی نہیں۔ مال دونوں میں برابر تقسیم ہوگا۔ کیونکہ "پوتی کی بیٹی" یہ بھی براہ راست وارث نہیں اور "نواسی کا بیٹا" یہ بھی براہ راست وارث نہیں۔

و ان استوت درجاتھم اور اگر اُن کے درجات برابر ہوں و لم یکن فیھم ولدُ الوارث اور اُن میں کوئی وارث کی اولاد بھی نہ ہو۔ یعنی اِن میں سے کوئی بھی براہ راست وارث کے اولاد نہ ہو۔ او کان کلُّھم یُدْلُوْنَ بوارثٍ یا یہ سب ایک ہی وارث کے ذریعے منسوب ہوتے ہیں میّت کی طرف۔ یعنی یہ ایک ہی وارث کے اولاد ہیں۔ اور آگے پھیل گئی ہے۔ فعند ابی یوسفؒ و الحسنِ بنِ زیادٍ یُعْتَبَرُ تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اور امام حسن ابن زیادؒ کے نزدیک اَبْدَانُ الفُروعِ اعتبار کیا جائے گا فروع کے بدنوں کا۔ یعنی اگر دو عورتیں ہیں تو مال کے دو حصّے کرے، اگر تین عورتیں ہیں تو مال کے تین حصّے کرے، اگر چار عورتیں ہیں تو مال کے چار حصّے کر دے۔ اور اگر دو بیٹے ہیں تو مال کے دو حصّے کر دو۔ تین بیٹے ہیں تو مال کے تین حصّے کر دو آگے تک۔ اور اگر مرد عورتیں دونوں ہیں، تو پھر "للذکر مثل حظ الانثیین" کے طریقے پر عمل ہوگا۔ بیٹے کو دو بیٹیوں کے برابر۔ و یُقَسَّمُ المالُ علیھم اور تقسیم کیا جائے گا مال اُن پر سواءٌ برابر اتَّفَقَتْ صفةُ الأُصولِ فی الذُّکورة والأُنوثة برابر ہے کہ اُصول کا وصف ایک ہی ہو مذکر ہونے میں اور مؤنث ہونے میں اَوِ اخْتَلَفَتْ یا مختلف ہو۔ یعنی یہ جو درجات میں برابر یا ایک ہی وارث کے ذوی الارحام موجود ہیں، چاہے مذکر ہو، چاہے مؤنث ہو چاہے دونوں ہوں۔ اِن میں سے بعض کے اُصول میّت کی طرف ہو سکتا کہ مذکر ہو، اور بعض کے اُصول میّت کی طرف ہو

سکتا ہے کہ مؤنث ہو۔ آپ نے اُصول کی اس صفت کی طرف نہیں دیکھنا۔ بس جتنے ذوی الارحام موجود ہے اُن کے ابدان کو دیکھے۔ اور اوپر بیان کئے گئے ضابطے کے مطابق مال اُن میں تقسیم کرو۔

آگے امام محمدؒ کا قول ذکر کیا جاتا ہے۔ اور یاد رکھئے! امام محمدؒ کے اقوال پر فتویٰ ہے ذوی الارحام میں۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں، کہ اگر یہ ذوی الارحام ایک ہی درجے کے ہیں یا ایک ہی وارث کے ذوی الارحام ہوں، تو اگر اِن کے اُصول جو ہیں، اُن کی صفت ایک ہی ہیں، یعنی سارے مذکر کی اولاد ہے یا سارے مؤنث کی اولاد ہے پھر تو ٹھیک ہے بدنوں کو دیکھو۔

لیکن اگر اُصول کی صفت مختلف ہوئی۔ یعنی کچھ نواسے کی اولاد اور کچھ نواسی کی اولاد۔ تو اس صورت میں امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اوپر ہی سے مال کی تقسیم شروع ہو جائیں گی۔ اور نواسے کو نواسی سے دُگنا ملتا ہے۔ تو اوپر ہی مال کے تین حصّے کروں۔ ایک حصّہ نواسی کو دو اور دو حصّے نواسے کو دے دو۔ اور پھر نواسے کہ یہ دو حصّے پھر آگے اُن کے اولاد میں تقسیم ہوں گے۔ اگر عورتیں ہیں تو برابر برابر مال ملے گا۔ اور اگر مذکر اور مؤنث ہیں تو "للذکر مثل حظ الانثیین" اور وہ جو نواسی کی میراث ہے وہ آگے نواسی کی اولاد میں تقسیم ہو جائیں گی اسی قاعدے کے مطابق۔

و محمدٌّؒ يَعْتَبِرُ ابدانَ الفُروعِ اور امام محمدؒ فروع کے بدنوں کا اعتبار کرتے ہیں۔ **اِنِ اتَّفَقَتْ صفةَ الاُصولِ** جب اُصول کی صفت متفق ہو۔ یعنی صرف مذکر کی اولاد ہو یا صرف مؤنث کی اولاد ہو۔ **مُوَافِقًا لهما** امام ابو یوسفؒ اور امام حسن ابن زیادؒ کے موافق۔ یعنی مالے کی تقسیم پھر امام ابو یوسفؒ اور امام حسن ابن زیادؒ کے بتلائے گئے اصولوں پر ہوگا۔ عورتیں ہوں تو سب میں برابر برابر، مرد ہوں تب بھی سب میں برابر برابر۔ اور اگر مرد اور عورتیں دونوں ہوں تو پھر "للذکر مثل حظ الانثیین" کے اصول کے مطابق۔ **و يَعْتَبِرُ الاُصولَ** اور امام محمدؒ اعتبار کرتے ہے اُصول کا **اِنِ اخْتَلَفَتْ صِفَاتُهُم** اگر اُصول کے صفات مختلف ہوں۔ یعنی کچھ مذکر کی اولاد ہیں اور کچھ مؤنث کی اولاد ہیں۔ **و يُعطِي الفروعَ ميراثَ الاُصولِ** اور وہ دیتے ہیں اُصول کو فروع کی میراث۔ **مُخالِفًا لهما** امام ابو یوسفؒ اور امام حسن ابن زیادؒ کی مخالفت کرتے ہوئے۔ یعنی اصول میں مذکر کو مؤنث کا دُگنا دو۔ پھر مذکر کی میراث آگے اُس کے ذوی الارحام ورثاء میں تقسیم کرو اور مؤنث کی میراث آگے اُس کے ذوی الارحام ورثاء میں تقسیم کرو، بیان کردہ ضابطوں کے مطابق۔ **كما اذا تركَ** جیسے کسی شخص نے چھوڑا **اِبنَ بِنتٍ و بنتَ بنتٍ** میت کا نواسا اور میت کی نواسی

ذَوِی الأرحام

مثال نمبر 113

مسـ 3

بنت	بنت
ابن	بنت
2	1

یہاں ابن کی اصل بھی بنت ہے۔ اور بنت کی اصل بھی بنت ہے۔ تو اصول میں دونوں متفق ہیں۔ تو اب ابن اور بنت کے درمیان مال "للذکر مثل حظ الانثیین" کے طریقے سے تقسیم ہوگا۔ اور ایک بیٹا دو بیٹیوں کے برابر ہوتا ہے۔ تو گویا تین بیٹیاں ہو گئی۔ تو مال کے تین حصّے کریں گے۔ دو حصّے ابن کو دیں گے اور ایک حصّہ بنت کو دیں گے۔ (یہی مسئلہ تینوں فقہاءؒ کے نزدیک اسی طرح ہیں۔)

عندهما يكون المال بينهما للذكر مثل حظّ الأُنثيين امام ابو یوسفؒ اور امام حسن ابن زیادؒ کے نزدیک مال اِن دونوں "نواسا اور نواسی" میں "للذکر مثل حظ الانثیین" کے طریقے سے تقسیم ہوگا۔ باعتبار الابدان اُن کے بدنوں کے اعتبار سے۔ و عند محمّدٍؒ كذٰلک اور امام محمدؒ کے نزدیک بھی اسی طرح ہوگا۔ لِاَنَّ صفةَ الاصول مُتَّفِقَةٌ اس لئے کہ اُن کے اُصول کی صفت متفق ہے۔

و لو ترک بنتَ ابنِ بنتٍ و ابنَ بنتِ بنتٍ اور اگر چھوڑا کسی شخص نے ایک بیٹی کے بیٹے کے بیٹی کو۔ اور بیٹی کے بیٹی کے بیٹے کو۔

مثال نمبر 114

عند محمدٍ رحمه الله تعالى

مسـ 3

بنت	بنت
ابن	بنت
2	1
بنت	ابن
2	1

امام محمدؒ کے اُصول کے مطابق: سب سے پہلی پشت میں ایک طرف بھی بیٹی ہے اور دوسری طرف بھی بیٹی ہے۔ تو یہاں سے مال کی تقسیم ابھی نہیں ہو رہی۔ اگلی نسل میں گئے یعنی درمیان والے نسل میں ایک طرف بیٹا ہے اور ایک طرف بیٹی ہے۔ یہی مال کی تقسیم کر دیں گے۔ تو بیٹے کو دو حصّے ملتے ہیں اور بیٹی کو ایک حصّہ۔ تو درمیانی نسل میں ابن کے نیچے دو لکھے اور بنت کے نیچے ایک۔ اب اگلی نسل میں ابن کے یہ دو حصّے اُس کے بنت کو مل جائیں گے۔ اور بنت کا یہی ایک حصّہ اُس کے ابن کو مل جائے گا۔ تو تیسری نسل میں بنت کے نیچے 2 لکھیں اور ابن کے نیچھے ایک لکھیں۔

یہی مسئلہ امام ابو یوسفؒ اور امام حسن ابن زیادؒ کے نزدیک: آخری نسل میں ایک بنت ہے اور ایک ابن۔ تو ابن کو دو حصّے ملیں گے اور بنت کو ایک حصّہ ملے گا۔ تو نقشہ یوں ہوگا امام ابو یوسفؒ اور امام حسن ابن زیادؒ کے نزدیک۔

عند امام ابو یوسفؒ و امام الحسن بن زیادؒ

مسئلہ 3

بنت	بنت
ابن	بنت
بنت	ابن
1	2

عندھما امام ابو یوسفؒ اور امام حسن ابن زیادؒ کے نزدیک المال بین الفروع اثلاثًا کہ مال فروع کے درمیان تین حصّے ہوگا باعتبار الابدان بدنوں کے اعتبار سے ثلثاہ للذکر و ثُلُثُہ للانثیٰ دو ثلث بیٹے کے لئے اور ایک ثلث بیٹی کے لئے۔ تین کا ثلث ایک ہوتا ہے۔ تو بنت کو ایک حصہ ملے گا۔ اور تین کے ثلثان دو حصّے ہوتے ہیں۔ لہٰذا ابن کو دو حصّے ملیں گے۔

و عند محمّدٍؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک المالُ بینَ الأُصولِ کہ مال جو ہے اُصول کے درمیان اعنی فی البطن الثانی یعنی بطن ثانی کے اندر، یعنی دوسری پُشت میں اَثْلاثا وہاں تین حصّے ہو جائیں گا۔ ثُلُثاہ لبنت ابن البنت دو ثلث آخر میں جا کر پرنواسی کو ملیں گی۔ نصیبُ ابیھا جو اُس کے باپ کا حصّہ ہے۔ نصیبُ ابیھا بھی پڑھ سکتے ہوں۔ اس صورت میں یہ بدل

ہوگا ثُلُثاہ سے۔ و ثلثُه لابن بنت البنت اور ایک ثلث پرنواسے کے لئے ہوگا۔ نصيبُ أُمِّهٖ اُس کے ماں کا حصّہ۔

درس 75۔ آگے امام محمدؒ کے مذہب ہی کی تفصیل بیان ہو رہی ہے۔ کہ اگر درمیان میں کئی پُشتیں آئیں۔ یعنی ذوی الارحام جو زندہ ہیں، اُن کے اور میّت کے درمیان کئی پُشتیں ہیں۔ اور اُن میں بھی مذکر مؤنث کا اختلاف جگہ جگہ پر ہو رہا ہے۔ تو پھر اس صورت میں امام محمدؒ کا مذہب کیا ہے اور کس طرح اُس پر عمل کیا جائے گا۔ آگے وہ بیان کر رہے ہیں۔ کتاب میں ایک نقشہ دیا ہوا ہے۔ یہ نقشہ میں آپکو واضح طریقے سے بنواتا ہوں۔ مثال نمبر 115۔ سب سے پہلے اوپر میت بنائیں۔ اُس کے نیچے ہم نے بارہ وارث لکھنے ہیں۔ میّت کے نیچے عین وسط میں ایک نقطہ لگائیں۔ تا کہ دونوں طرف برابر ہو جائیں۔ اب ایک حصّے کے عین وسط میں نقطہ لگائیں اور دوسرے حصّے کے بھی عین وسط میں نقطہ لگائیں۔ اس سے چار خانے بن گئے۔ اب ہر خانے کے اندر ہمیں تین تین حصّے چاہیئے۔ یعنی دو دو نشان اُن کے اندر اور لگاؤ۔ اب پہلے خانے کے اندر 1 نمبر لکھو۔ دوسرے میں 2 لکھو۔ اسی طرح 12 تک عدد پہنچائیں۔ یہ نمبر خانے کے اندر لکھو۔ یہ جو نقطے لگائیں اس کو نیچے سیدھا مت کھینچنا بلکہ نقطہ نقطہ لگا کر نیچے کھینچنا۔

1 نمبر خانے میں بنتٌ لکھیں۔ اور یہ 9 نمبر تک تمام خانوں میں بنتٌ لکھیں۔ اور 10 نمبر سے 12 نمبر تک ابنٌ لکھو۔ اب ایک نمبر خانے میں جو بنتٌ لکھا ہے، اُس کے دائیں طرف پھر نمبر 1 لکھو، اور اس کے گرد دائرہ بناؤ۔ یہ نمبر 1 پہلے پشت کو ظاھر کر رہا ہے۔ پشت نمبر 1 اس طرح بنائیں۔

① بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن

پشت نمبر ایک میں نو بنتٌ کا ایک گروہ بن گیا۔ اور تین بیٹوں کا دوسرا گروہ بن گیا۔

اب ایک سطر چھوڑ کر دوسری پشت بنائیں گے۔ یہ بطن ثانی ہے۔ اس پشت کے سب خانوں میں بنتٌ لکھیں۔ اس پشت میں کوئی لڑکا نہیں۔ پشت نمبر 2 اس طرح بنائیں۔

② بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت

اب ایک سطر چھوڑ کر تیسری پشت بنائیں گے۔ تو تین نمبر شروع میں لکھئے۔ ایک سے لے کر چھ تک یہ سب بنتٌ ہیں۔ پھر سات، آٹھ اور نو میں ابنٌ لکھو۔ اسکے بعد دس اور گیارہ میں بنتٌ لکھے۔ اور بارہ نمبر میں پھر ابنٌ لکھیں۔ پشت نمبر 3 اس طرح بنائیں۔

③ بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن

اب چوتھی پشت بنائیں۔ شروع میں نمبر 4 لکھیں۔ پہلے تین خانوں میں بنتٌ لکھیں۔ اگلے تین خانوں میں ابنٌ لکھ دیں۔ سات اور آٹھ میں بنتٌ، نویں خانے میں ابنٌ اور آگے تینوں خانوں کے اندر بنتٌ لکھو۔ پشت نمبر 4 اس طرح بنائیں۔

④											
بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت

اب پانچویں پشت بنائیں۔ شروع میں نمبر 5 لکھیں۔ اب پہلے دو خانوں میں بنتٌ لکھیں۔ تیسرے میں ابنٌ چوتھے میں بنتٌ پانچویں میں پھر ابنٌ، پھر چھٹے سے لے کر دس نمبر تک سب میں بنتٌ لکھیں۔ گیارہ میں پھر ابنٌ اور بارہ میں بنتٌ۔ پشت نمبر 5 اس طرح بنائیں۔

⑤											
بنت	بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	بنت

آگے چھٹی پشت بنائیں۔ پہلے نمبر پر بنتٌ لکھیں۔ دوسرے میں ابنٌ، تیسرے میں بنتٌ، چوتھے میں ابنٌ، پانچویں اور چھٹے میں بنتٌ، ساتھویں میں ابنٌ اور باقی آخر تک بنتٌ لکھ لیجئے۔ پشت نمبر 6 اس طرح بنائیں۔

⑥											
بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت

پورا نقشہ اس طرح ہیں۔

	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12
①	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن
②	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
③	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن
④	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت
⑤	بنت	بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	بنت
⑥	بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت

اب اوپر کے نقشے کو حل کرتے ہیں۔ یہ جو چھٹی اور آخری پشت ہے۔ اس وقت صرف یہ زندہ ہیں۔ اور باقی اوپر کے پشتوں میں کوئی بھی زندہ نہیں۔ اس چھٹی پشت میں اس وقت بارہ افراد موجود ہیں۔ اور ان بارہ میں آپ دیکھئے ذرا۔ دوسرے، چوتھے اور ساتھویں نمبر پر ابنٌ ہے۔ باقی ہر جگہ بیٹیاں ہیں۔ تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک "للذکر مثلُ حظ الانثیین" کے مطابق مسئلہ بنا دیا جائے گا۔ ہر بیٹا دو بیٹیوں کے برابر۔ تو گویا کل پندرہ بیٹیاں ہو گئی۔ تو مسئلہ 15 سے بنے گا۔ اور اِن 15 میں ایک ایک بیٹی کو مل جائے گا اور دو دو بیٹوں کو مل جائیں گا۔ تو مسئلہ کی صورت یوں بنتی۔ یہاں ایک سے لے کر پانچ پشتیں میں نے نہیں لکھی۔

مسـ 15

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12
⑥بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
1	2	1	2	1	1	2	1	1	1	1	1

لیکن چونکہ فتویٰ امام محمدؒ کے قول پر ہے۔ اور اُن کے مطابق اُصول کو بھی دیکھا جائے گا۔ اور اُس کے مطابق تقسیم کی جائے گی۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک جب اصول میں اختلاف آ جائے۔ تو مذکر کی ایک جماعت بنایا جائے اور مؤنث کی دوسری جماعت بنایا جائے۔

دیکھئے! سب سے پہلی پشت میں 9 بیٹیاں ہیں اور 3 بیٹے ہیں۔ یہی سے اصول مختلف ہو گئے۔ اور یہی سے امام محمدؒ تقسیم کا عمل شروع کریں گے۔ اور پھر ایک قسم کے جو ہوں گے، سارے مذکر یا سارے مؤنث، اُن کا حصّہ ملا دیا جائے گا۔ اُن کا پورا ایک گروہ بنا دیں گے وہ۔

پہلی پشت سے ہی "للذکر مثل حظ الانثیین" کے طریقے سے تقسیم شروع کرتے ہیں۔ پہلی پشت میں 9 بیٹیاں ہیں۔ اور تین بیٹے ہیں۔ تو گویا یہ کل 15 بیٹیاں ہوئی۔ تو مسئلہ 15 سے بنے گا۔ اور وہ بیٹیوں کو ایک گروہ حساب کرے گا، اور بیٹوں کو علیحدہ گروہ۔

لہٰذا پہلی پشت میں نمبر 1 سے لے نمبر 9 تک لکیر کھینچو۔ اور اس کے نیچے 9 لکھو۔ کیونکہ 9 ان تمام بیٹیوں کا حصّہ ہے۔ اور نمبر 10 سے لے کر نمبر 12 تک لکیر کھینچوں۔ اور اسکے نیچے 6 لکھو۔ کیونکہ یہ 6 تمام بیٹوں کے حصّے ہیں۔ تو پشت نمبر 1 میں میراث کی تقسیم ایس ہوں گی۔

نوٹ: یہ میں مرحلہ وار لکھتا ہوں، تا کہ سمجھنے میں آسانی ہو جائیں۔ آخر میں مثال نمبر 115 کا آخری نقشہ اس مسئلہ کا حل ہوگا۔

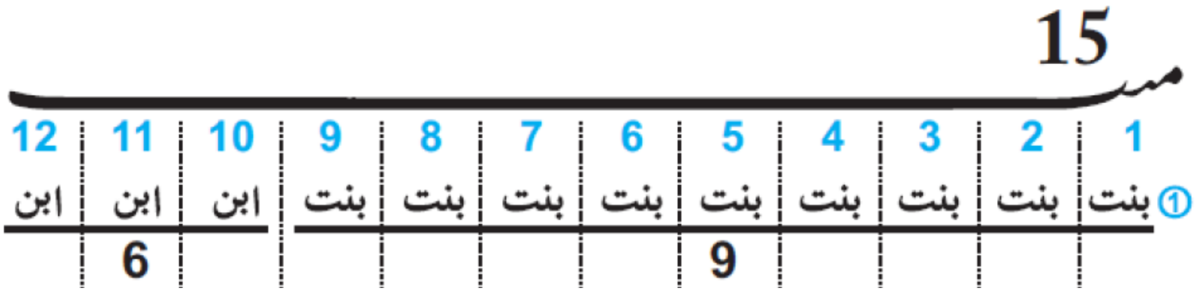

اب یاد رکھو! ایک جماعت بن گئی بیٹیوں کی، اور ایک جماعت بن گئی بیٹوں کی۔ اس وقت یہ دو جماعتیں بن گئیں۔ لیکن آگے جا کر دوسرے پشتوں میں یہ پھیل جائیں گی۔ اور جب ایک مرتبہ جماعت بن گئی تو پھر اسکا دوسرے جماعت سے تعلق نہیں ہوگا۔

اب دیکھیں گے کہ بنات کی جماعت دوسری پشت میں تقسیم ہوئی ہیں کہ نہیں۔ تو پشت نمبر 2 میں پہلی خانہ سے لے کر نوّیں خانہ تک سارے بنتٌ ہیں۔ لہٰذا یہاں کسی عمل کی ضرورت نہیں۔ دوسرا گروہ ابنٌ کا بنا تھا۔ اب پشت نمبر 3 میں ابنٌ کے گروہ کے نیچے بھی سارے بنتٌ ہیں۔ لہٰذا یہاں بھی بیٹوں کی جماعت دو گروہوں میں تقسیم نہیں۔ لہٰذا یہاں بھی مزید عمل کی ضرورت نہیں۔ پہلی پشت اور دوسری پشت تک کا مشترکہ نقشہ یوں ہوگا۔

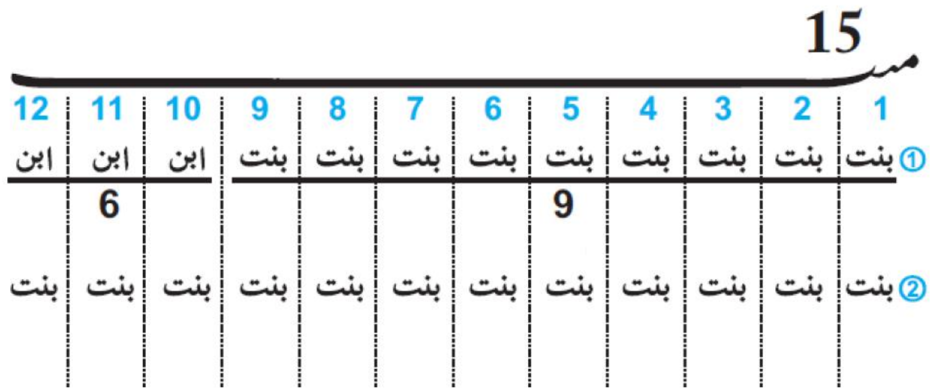

اب تیسری پشت کی طرف آجائے۔ اس پشت میں دیکھئے کہ بنات کا گروہ تقسیم ہوا ہے کہ نہیں۔ تو اس پشت میں ایک سے لے کر چھ تک بیٹیاں ہیں۔ تو یہ ایک گروہ بن گیا۔ سات، آٹھ اور نو یہ ابنٌ ہیں۔ تو یہ دوسرا گروہ بن گیا۔

تین بیٹوں کو چھ بیٹیوں کے برابر حصّہ ملے گا۔ گویا یہ کل 12 بیٹیاں ہو گئی۔ یعنی پشت نمبر 3 میں پہلے خانے سے لے کر نویں خانے تک یہ کل بارہ حصّے ہو گئے۔ تو پشت نمبر تین میں عدد رؤس 12 ہوا۔ اور پشت نمبر ایک میں پہلے خانے سے لے کر نوّیں خانے تک یہ سارے نو حصّے تھے۔ تو عددِ رؤس یہاں 12 ہے اور حصّہ 9 مل رہا ہے۔ تو یہاں کسر واقع ہوتا ہے۔

تو 9 اور 12 میں توافق کی نسبت ہے۔ اور یہ دونوں اعداد تین سے برابر برابر تقسیم ہوتے ہیں۔ تو عدد رؤس کا وفق چار آیا۔ اب چار سے اصل مسئلہ 15 کو ضرب دیں اور تصحیح کی علامت میں 60 لکھیں۔ پھر پشت اوّل میں بیٹیوں کے سِہام یعنی 9 کو بھی 4 سے ضرب دیں تو یہ 36 بن جائے گا۔ پھر پشت اوّل میں بیٹوں کے سِہام یعنی 6 کو بھی 4 سے ضرب دیں تو یہ 24 بن جائیں گا۔

اب پشت نمبر تین میں بیٹیوں کے نیچے دو گروپ بن گئے تھے۔ پہلے نمبر سے لے کر چھ نمبر تک بنتٌ ہیں۔ اور سات سے لے کر نو نمبر تک ابنٌ ہیں۔ اور پشت نمبر ایک میں بیٹیوں کے گروپ کا کل حصّہ 36 بنا تھا۔ اب یہ 36 ان دونوں گروہوں میں "للذکر مثل حظ الانثیین" کے طریقے سے تقسیم ہوگا۔ تو پہلے نمبر سے لے کر چھ نمبر خانے تک تمام بنات کے نیچے لکیر کھینچ کر 18 لکھو۔ اور سات نمبر خانے سے لے کر نو نمبر خانے تک تمام ابنٌ کے نیچے لیکر کھینچ کر 18 لکھو۔

اب بیٹوں کے تیسری پشت میں آئیں۔ دس اور گیارہ نمبر میں بنتٌ اور بارہ میں ابنٌ ہے۔ تو دیکھو! یہاں پھر دو قسمیں آگئی۔ اور وہ 24 پشت اوّل کے بیٹوں والا ان کے درمیان "للذکر مثل حظ الانثیین" کے طریقے پر تقسیم ہوگا۔ تو بیٹے کو 12 حصّے ملے گا اور دونوں بیٹیوں کے نیچے لکیر کھینچ کر 12 لکھیں۔

اب پشت نمبر 3 میں بارہ نمبر پر ابنٌ اکیلا رہ گیا ہے۔ اور اس کے آگے کوئی تقسیم نہیں ہوتا۔ لہذا اسکا حصّہ چھٹے اور آخری پشت میں بنتٌ کو ملے گا۔ لہذا چھٹی پشت میں بنتٌ کے نیچے 12 لکھو۔ پس تین پشت تک مسئلہ اس طرح حل ہوا۔

مسئلہ 15 ، 60

12	11	10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	
ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	①
	6 24						9 36					
بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	②
ابن	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	③
12	12			18				18				

اب مسئلہ کو مزید حل کرنے کے لئے چوتھی پشت کی طرف آتے ہیں۔ تیسرے پشت کے خانہ نمبر ایک سے لے خانہ نمبر چھ تک جو بنات تھے، چوتھی پشت میں وہ دو گروہ بن گئے۔ چوتھی پشت

میں پہلے تین خانوں میں بنتٌ ہیں۔ بنات کے نیچے لکیر کھینچے کر ایک گروہ بنائیں۔ اور اگلے تین خانوں میں ابنٌ کی گروہ ہے۔ تینوں ابنٌ کے نیچے بھی لکیر کھینچ کر ایک گروہ بنائیں۔ تیسرے پشت میں ان چھ خانوں کا حصّہ 18 تھا۔ اب یہی 18 اِن دونوں گروہوں میں "للذکر مثلُ حظ الانثیین" کے اصول سے تقسیم کریں۔ تو ابنٌ کے گروہ کے نیچے 12 لکھو۔ اور بنتٌ کے گروہ کے نیچے 6 لکھو۔

پشت نمبر تین میں خانہ نمبر سات، آٹھ اور نو یہ ابنٌ کا گروہ تھا۔ یہی گروہ پشت نمبر چار میں تقسیم ہوا۔ خانہ نمبر سات اور آٹھ میں بنتٌ کا گروہ بن گیا۔ دونوں بنات کے نیچے لکیر کھینچ کر بنتٌ کی گروہ بنائیں۔ اور خانہ نمبر نو میں ابنٌ۔ ابنٌ کے نیچے لکیر کھینچ کر ابنٌ کی گروہ بنائیں۔ پشت نمبر تین میں ابنٌ کے اس گروہ کو 18 حصّے ملے تھے۔ اب یہی 18 حصّے پشت نمبر 4 میں ان دونوں گروہوں کے درمیان "للذکر مثل حظ الانثیین" کے طریقے سے تقسیم ہوگا۔ تو بنتٌ کے گروہ کے نیچے 9 لکھو، اور ابنٌ کے گروہ کے نیچے بھی 9 لکھو۔

خانہ نمبر 9 میں ابنٌ کا گروپ چھٹی پشت تک مزید تقسیم نہیں ہوا۔ لہٰذا چھٹی پشت میں خانہ نمبر 9 میں بنتٌ کے نیچے 9 لکھو۔

چوتھی پشت اب خانہ نمبر 10 اور خانہ نمبر 11 کی طرف آتے ہیں۔ تیسری پشت میں خانہ نمبر 10 اور گیارہ میں بنتٌ کا گروہ تھا اور چوتھی پشت میں بھی بنتٌ کا گروہ ہے۔ لہٰذا یہاں مزید عمل کی ضرورت نہیں۔ خانہ نمبر 12 کا مسئلہ تو پہلے سے حل کیا تھا۔

اب مثال نمبر 115 کی صورت یوں بن جائیں گی۔

مسـ 15 ، 60

12	11	10	9	8	7	6	5	4	3	2	1	
ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	①
	6 24						9 36					
بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	②
ابن	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	③
12	12			18				18				
بنت	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	④
			9	9			12			6		

اب مثال نمبر 115 کو مزید حل کرنے کے لئے پانچویں پشت کی طرف آتے ہیں۔

خانہ نمبر 12 کو حل کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ پہلے سے حل ہو چکا ہے۔ تیسرے اور چوتھے پشت میں خانہ نمبر 10 اور خانہ 11 میں بنتؒ کا گروہ تھا۔ پانچویں پشت میں یہی بنتؒ کا گروہ دو گروہوں میں تقسیم ہوا۔ خانہ نمبر 10 میں بنتؒ آیا۔ اس کے نیچے لکیر کھینچو۔ خانہ نمبر 11 میں ابنؒ آیا، اس کے نیچے لکیر کھینچو۔ ان دو خانوں کو تیسری پشت میں 12 حصّے ملے تھے۔ اب یہاں "للذکر مثل حظ الانثیین" کے طریقے سے تقسیم ہوگا۔ تو بنتؒ کے نیچے 4 لکھو اور ابنؒ کے نیچے 8 لکھو۔

پانچویں پشت کا خانہ نمبر 10 چھٹے پشت میں تقسیم ہوا نہیں۔ لہٰذا چھٹی پشت میں بنتؒ کے نیچے یہی 4 لکھو۔ نیز پانچویں پشت کا خانہ نمبر 11 بھی چھٹے پشت میں تقسیم ہوا نہیں۔ لہٰذا چھٹی پشت میں بنتؒ کے نیچے 8 لکھو۔ (خانہ نمبر 9 سے خانہ نمبر 12 تک سب کا مسئلہ حل ہوا)

اب چوتھی پشت میں خانہ نمبر 7 اور خانہ نمبر 8 آگے پانچویں پشت میں تقسیم ہوا نہیں۔ لہٰذا پانچویں پشت میں ان دونوں خانوں میں کسی عمل کی ضرورت نہیں۔

چوتھی پشت کا خانہ نمبر 4، 5 اور 6 آگے پانچویں پشت میں دو کروہوں میں تقسیم ہوا۔ پانچویں پشت کا پانچواں خانہ ابنؒ کا گروہ ہے۔ اس کے نیچے لکیر کھینچو۔ خانہ نمبر چار اور خانہ نمبر چھ یہ بنتؒ کا گروہ ہے۔ اسکو ٹیڑھی لکیر کے ذریعے ملائیں۔ ان تین خانوں کو پشت نمبر چار میں 12 حصّے ملے تھے۔ لہٰذا اب یہاں "للذکر مثل حظ الانثیین" کے طریقے سے تقسیم کرو۔ تو ابنؒ کے نیچھے 6 لکھو۔ اور بنتؒ کے گروپ کے نیچے بھی 6 لکھو۔ خانہ نمبر 5 میں ابنؒ کا آگے تقسیم نہیں۔ لہٰذا چھٹے پشت میں خانہ نمبر 5 میں بنتؒ کے نیچے 6 لکھو۔

اب خانہ نمبر 1، نمبر 2 اور 3 کی طرف آتے ہیں۔ چوتھے پشت میں خانہ نمبر 1 سے لے کر 3 تک بنتؒ کا گروہ ہے، جو پانچویں پشت میں تقسیم ہوا ہے۔ پانچویں پشت میں خانہ نمبر 1 اور 2 میں بنتؒ کا گروہ ہے اور خانہ نمبر 3 میں ابنؒ کا گروہ ہے۔ چوتھی پشت میں ان تین خانوں کو چھ حصّے ملے تھے۔ لہٰذا پانچویں پشت میں "للذکر مثل حظ الانثیین" کے اصول سے بنتؒ کے گروہ کے نیچے 3 لکھو۔ اور ابنؒ کے گروہ کے نیچے بھی تین لکھو۔ پانچویں پشت کے خانہ نمبر 3 کا ابنؒ مزید تقسیم نہیں ہوا۔ اس لئے چھٹی پشت میں خانہ نمبر 3 میں بنتؒ کے نیچے 3 لکھو۔

پس پانچویں پشت تک مثال نمبر 115 اس طرح حل ہوا۔

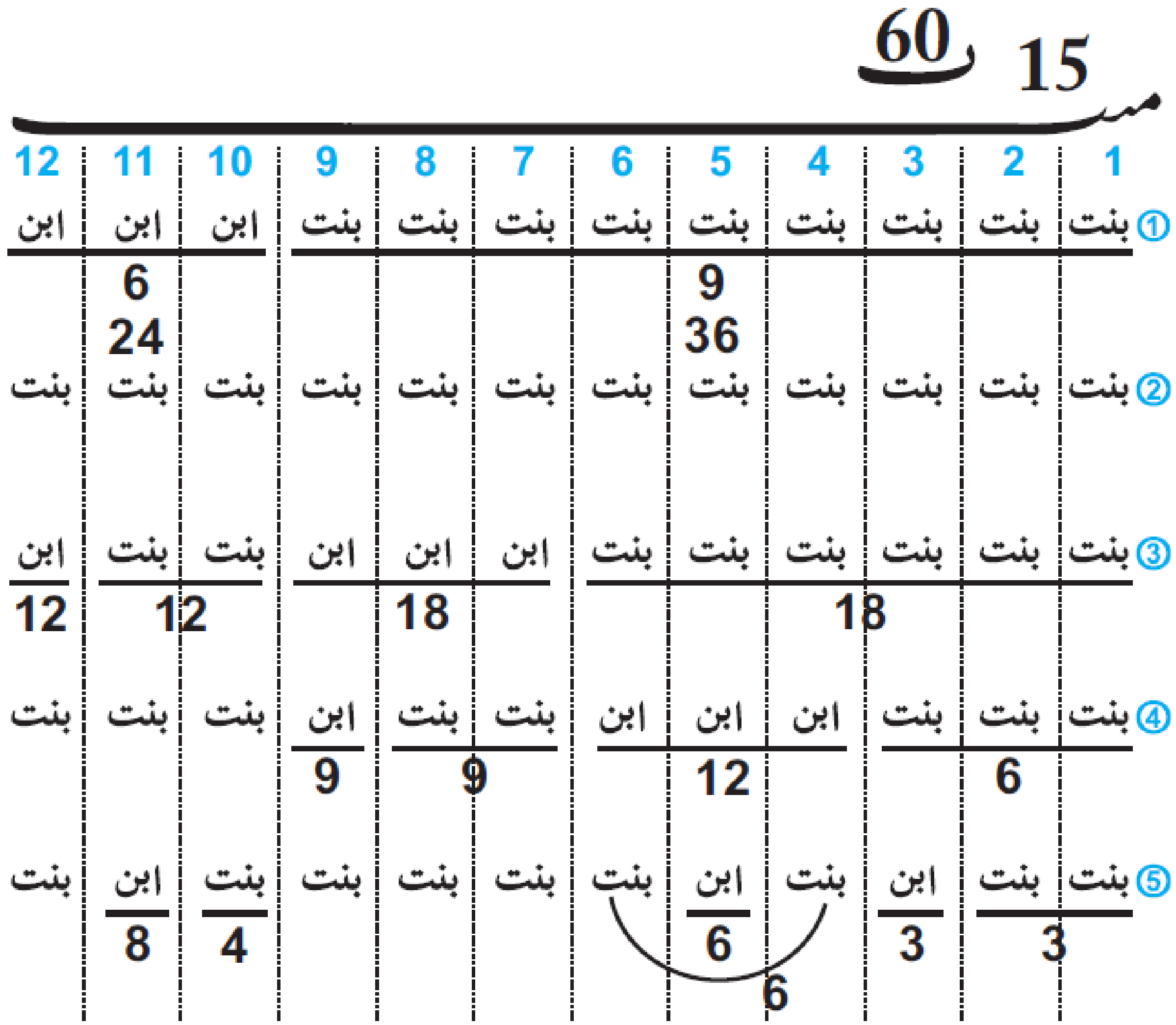

اب چھٹی اور آخری پشت کی طرف آتے ہیں مثال نمبر 115 کو حل کرنے کے لئے۔

پانچویں پشت میں خانہ نمبر ایک اور دو میں بنات کا گروہ تھا جو پشت نمبر 6 میں دو گروہوں میں تقسیم ہوا۔ ایک بنتؒ کا گروپ اور ایک ابنؒ کا گروپ۔ پانچویں پشت میں خانہ نمبر 1 اور نمبر 2 کو تین حصّے ملے تھے۔ وہ تین حصّے یہاں "للذکر مثل حظ الانثیین" کے مطابق ان میں تقسیم ہوں گے۔ تو چھٹی پشت میں خانہ نمبر 1 میں بنتؒ کے نیچے ایک لکھیں گے۔ خانہ نمبر 2 میں ابنؒ کے نیچے دو لکھیں گے۔

پانچویں پشت میں خانہ نمبر 4 اور نمبر 6 یہ بنتؒ کا گروہ تھا۔ چھٹی پشت میں یہ گروہ تقسیم ہو کر ابنؒ اور بنتؒ کے گروہ بن گئے۔ پانچویں پشت میں اِن کا حصّہ 6 تھا۔ تو چھٹی پشت میں یہ "للذکر مثل حظ الانثیین" کے طریقے سے تقسیم ہوگا۔ تو خانہ نمبر 4 میں ابنؒ کے نیچے 4 لکھیں گے اور خانہ نمبر 6 میں بنتؒ کے نیچے دو لکھیں گے۔ اور مسئلہ کا آخری شکل یوں ہوگا۔

امام محمدؒ کے مطابق مثال نمبر 115 کی آخری شکل

مثال نمبر 115

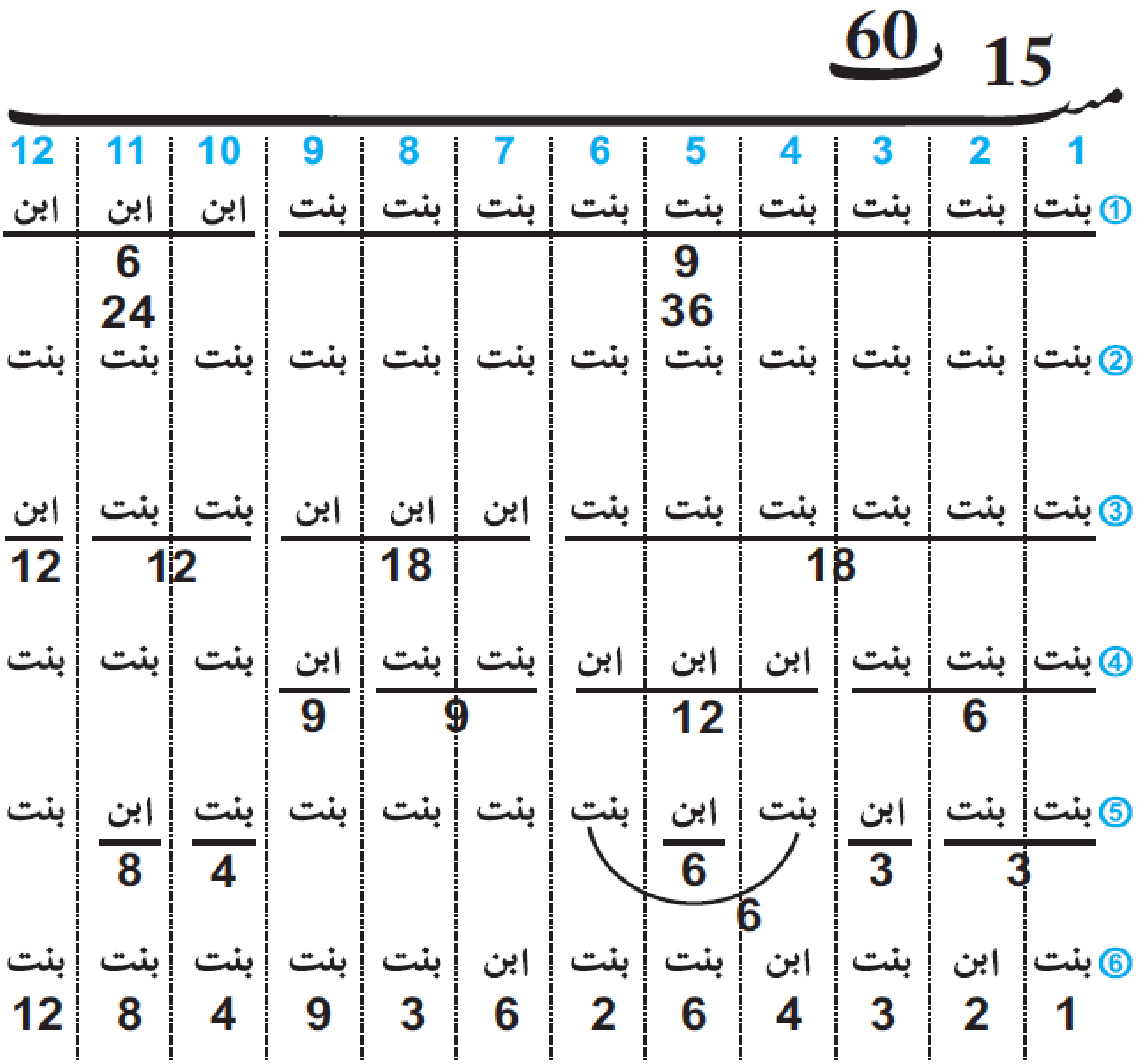

نوٹ۔ اگر یہی مسئلہ ہوتا اور ہم پہلی پشت میں ہوتے تو مسئلہ 15 سے بنتا۔ 9 بیٹیوں کو ملتا اور 6 بیٹوں کو۔ اگر یہی صورت ہوتی اور دوسرے پشت والے سارے موجود ہوتے۔ یہ تین پوتیاں ہیں۔ جو خانہ نمبر 10، نمبر 11 اور نمبر 12 میں ابنؓ کے نیچے لکھیں ہیں۔ یہ ذوی الفروض ہیں۔ باقی 9 تو نواسیاں ہیں۔ وہ تو ذوی الارحام میں سے ہیں۔ اور ذوی الفروض کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام کو کچھ نہیں ملتا۔ یہاں مسئلہ تین سے بنتا۔ اور پوتیوں کو ثلثان ملنا تھا، لیکن اور کوئی وارث نہیں، تو لہٰذا پھر ردّ کرکے سارا حصّہ ان تین پوتیوں کو ملتا۔

اگر یہی صورت ہوتی اور تیسرے پشت والے سارے زندہ ہوتے۔ تو دیکھئے! دوسری پشت میں جو آخری تین بیٹیاں ہیں وہ وارث ہیں۔ اور دوسرے پشت کے پہلے نو بیٹیاں وہ ذوی الارحام ہیں۔ تو تیسرے پشت میں آخری تین خانوں میں جو اولاد ہیں وہ وارثوں یعنی پوتیوں کی اولاد ہیں۔ اور پہلے نو خانوں والے اولاد ذوی الارحام کی اولاد ہیں۔ اور ضابطہ ہیں کہ وارث کی اولاد ذوی الارحام کے اولاد سے اولیٰ ہے۔ لہٰذا مال وارثوں کے اولاد کو ملتا اور باقیوں کو نہیں ملتا۔ اور مسئلہ چار سے بنتا۔ دو حصّے بیٹے کو ملتے اور ایک ایک حصّہ بیٹی کو ملتا۔

اسی طرح چھٹی پشت میں دیکھئے! کوئی بھی وارث کی اولاد نہیں سب کے سب ذوی الارحام ہیں۔ اور اسی طرح پانچویں پشت میں بھی دیکھئے! سب کے سب ذوی الارحام کی اولاد ہیں۔

درس 77۔ اب یہی طریقہ صاحب سراجیؒ اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

و کذٰلک عند محمدؒ اذا کان فی اولاد البنات بُطونٌ مختلفةٌ اور اسی طرح امام محمدؒ کے نزدیک بیٹیوں کے اولاد میں مختلف پُشتیں ہوں یُقَسَّمُ المالُ علی اوّلِ بَطْنٍ اِخْتَلَفَ فی الاصول تو تقسیم کیا جائے گا مال پہلے اُس پُشت میں ہی جس میں اُصول میں اختلاف آیا ہے۔ جیسا کہ مثال 115 میں ہم نے پہلے ہی پشت میں مال تقسیم کیا۔ ثُمَّ یَجْعَلُ الذُّکورُ طائفةً پھر وہ بناتے ہیں ذُکور کو ایک جماعت۔ والاناثُ طائفةً بعدَ القِسمَةِ اور مؤنث کو ایک گروہ بناتے ہیں تقسیم کے بعد۔ جیسا کہ پہلی پُشت میں نو بیٹیاں تھیں۔ تو ساروں کو ایک جماعت بنا کر اُن کے نیچے نو لکھا۔ بیٹے تین تھے تو اُس کو بھی ایک جماعت بنایا تھا۔ فما اَصاب الذُّکورُ یُجْمَعُ پس وہ جو پہنچا مذکر کو، وہ سارا جمع کیا جائے گا۔ یعنی ہر ہر فرد کے حصّے کو جمع کیا جائے گا۔ و یُقَسَّمُ علی اَعْلَی الْخِلَافِ الذی و قعَ فی اولادھم اور تقسیم کیا جائے گا مال کو اوپر والے اختلاف پر جو اُس کے اولاد میں واقع ہو۔ یعنی جہاں سب سے پہلے اختلاف آئیں تو وہاں پھر تقسیم ہوگی۔ جیسا کہ تیسرے پُشت میں پھر اختلاف آیا تھا۔ و کذٰلک ما اصابَ الْاِناثَ اور اسی طرح جو پہنچے مؤنث کو۔ اُس میں بھی اسی طرح عمل ہوگا۔ و ھٰکذا یُعْمَلُ اِلٰی اَنْ یَّنْتَہِیَ بِہٰذِہِ الصُّوْرَةِ اور اِسی طرح عمل کیا جائے گا، یہاں تک کہ عمل انتہا کو پہنچ جائے اس صورت میں۔ جیسا کہ اُنہوں نے آگے نقشہ دیا ہے۔ یہ نقشہ ہم بنا چکے ہیں۔ مثال 115 دیکھئے۔

و کذالک محمدؒ یَأخُذُ الصِّفَةَ مِنَ الْاَصْلِ اور اسی طرح امام محمدؒ صفت لیتے ہیں اصل سے حالَ القِسْمَةِ علیه اُس پر تقسیم کے حال میں و العددَ من الفُروع اور عدد لیتے ہیں فروع سے کما اذا ترک جیسا کہ چھوڑا کسی شخص نے نسل نمبر 1 ابنَیْ 4 بنتِ 3 بنتِ 2 بنتٍ 1 بیٹی کی بیٹی کی بیٹی کے دو بیٹے ، یعنی نواسی کے دو نواسے۔ یہاں چار پشتیں ذکر کی گئی۔ ہر ایک کے اوپر میں نے پشت نمبر لکھا۔ چوتھے پشت میں ابنان یعنی دو بیٹوں کا ذکر آیا ہے۔ اور یہ فروع میں سے ہے۔ اور امام محمدؒ مسئلہ بنانے میں فروع سے عدد لیتے ہیں۔ تو اس نسل کے لئے عدد دو ہوا۔

آگے دو نسلیں اور بھی آرہی ہے۔ اُن دونوں کے عدد بھی اس طرح نکل کر پھر مسئلہ بنائیں گے۔

اور ورثاء کو حصّہ دیتے وقت امام محمدؒ اُصول سے مذکر یا مؤنث کی صفت لیتے ہیں۔ اور اُس کو حصہ دیتے وقت اُس عدد میں ضرب دیتے ہیں۔ یہاں تین نسلیں دی ہیں۔ اور دوسرے پشت میں مذکر اور مؤنث کا اختلاف آیا ہے۔ پہلی پشت میں سارے بنات ہیں۔ اس لئے مال کی تقسیم امام محمدؒ کے نزدیک دوسرے پشت سے شروع کیا جائے گا۔ نیز مسئلہ بنانے کے لئے مددگار عدد بھی وہ یہاں سے لے گا۔ بس فروع سے عدد لیا جائے گا اور اصول سے صفت لیا جائے گا۔

پشت نمبر 1، نمبر 2، نمبر 3 یہ سارے اُصول ہیں پشت نمبر 4 کے لئے۔ مثلاً دوسری پشت میں بنتٌ ہے۔ تو یہاں پر امام محمدؒ کے مطابق دو بنات ہوں گی۔ کیونکہ فروع سے عدد دو آیا اور پشت نمبر 2 سے مؤنث کی صفت آئی۔ تو مسئلہ میں ایک ہی بنتٌ لکھا ہوگا۔ لیکن اس سے مراد دو بنات ہوگی۔ اور اس کے نیچے لکیر کھینچ کر دو بنات کا حصّہ دیا جائے گا۔ اسی طرح پشت نمبر 3 میں بھی بنتٌ لکھا ہوگا۔ لیکن اِس کو دو بنات کا حصّہ ملے گا۔ تو اس پشت نمبر 3 والے بنتٌ کے نیچے لکیر کھینچ کر اس کے نیچے دو بنات کا حصّہ لکھا جائے گا۔

نسل نمبر 2 و بنتَ 4 ابنِ 3 بنتِ 2 بنتٍ 1 اور بیٹی کی بیٹی کی بیٹے کی بیٹی، یعنی نواسی کی پوتی۔ یہاں بھی چار پشتیں ذکر ہیں۔ ہر ایک کے اوپر میں نے پشت نمبر لکھا ہے۔ پشت نمبر 4 یہ فرع ہے۔ مسئلہ بنانے کے لئے یہاں ایک کا عدد ملے گا۔ کیونکہ یہاں صرف ایک بنتٌ ہے۔

اور سِہام دینے کے لئے پشت نمبر 2 میں بنتٌ کے نیچے لکیر کھینچ کر ایک ہی بنتٌ کا حصہ دیا جائے گا۔ پشت نمبر تین میں ابنٌ ہے اور سہام دیتے وقت اس ابنٌ کو ایک ہی بیٹے کا حصّہ دیا جائے۔ لہٰذا اس کے نیچے لکیر کھینچ کر ایک ہی ابن کا حصہ دیا جائے گا۔

نسل نمبر 3 وبِنْتَیْ [4] بِنْتٍ [3] ابْنٍ [2] بِنْتٍ [1] نواسے کے دو نواسیاں۔ نسل نمبر 3 میں بھی چار پشتیں ہیں۔ پشت نمبر چار سے مسئلہ بنانے کے لئے مدد گار عدد دو ہے۔ کیونکہ دو بنات کا ذکر ہے۔ اب پشت نمبر 2 میں ایک ابنٌ آیا۔ لیکن اس کو دو ابنٌ سمجھ اس کے نیچے لکیر کھینچ کر چار بنات کا حصّہ دیا جائے گا۔ تو پشت نمبر 2 میں مسئلہ بنانے کے لئے "پہلی نسل سے 2 آیا، دوسری نسل سے 1 آیا اور تیسری نسل سے 4 آیا۔ تینوں ملا کر مسئلہ سات سے بنائیں گے۔)

اب یہ سات حصّے کس طرح تقسیم کریں گے۔ تو پہلی پشت کے پہلے بنت کو دو حصّے ملیں گے۔ پہلی پشت کے دوسری بنتٌ کو ایک حصّہ ملے گا۔ اور پہلی پشت کے ابنٌ کو چار حصّے ملیں گے۔

مسئلہ کی مزید تفصیل نیچے درج ہے۔

بہٰذہ الصّورۃ: اس صورت کے اندر۔

مثال نمبر 116

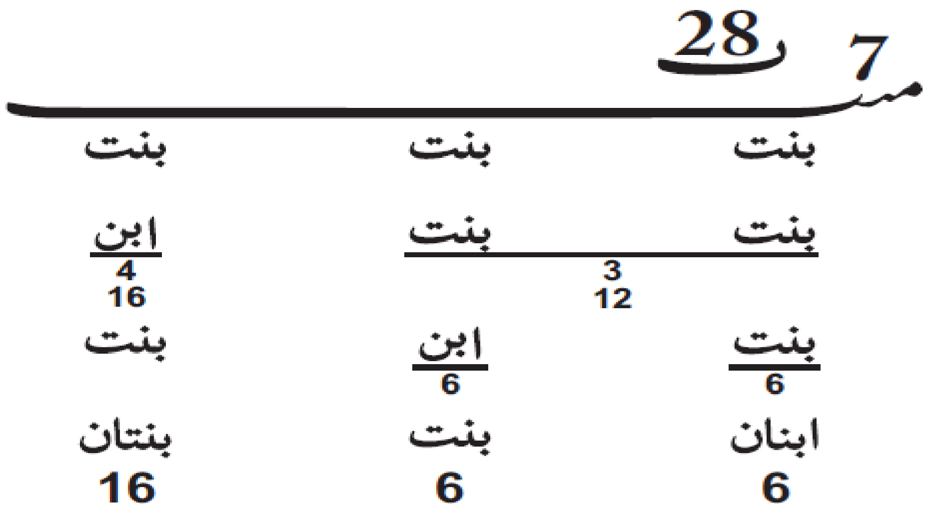

اُسی طرح میّت بنائیں۔ تین بیٹیاں میت کے نیچے الگ الگ لکھیں۔ پہلی بنتٌ کے نیچے بنتٌ لکھے، پھر بنتٌ لکھے، پھر ابنانِ لکھے۔ چار پشتیں بن گئیں۔ تین پشتوں میں بیٹی، بیٹی، بیٹی ہیں اور چوتھی پشت میں دو بیٹے ہیں۔

اگلی بیٹی کی طرف آئے۔ پہلے بنتٌ کے نیچے لکھیں بنتٌ۔ اُس کے نیچے لکھیں ابنٌ۔ پھر اُس کے نیچے لکھیں بنتٌ۔

آخری بیٹی کے نیچے لکھیں ابنٌ، اُس کے نیچے لکھیں بنتٌ اور اس کے نیچے لکھیں بنتانِ۔

آخری پشت میں دو بیٹے ہیں اور تین بیٹیاں، تو گویا کل سات بیٹیاں ہو گئیں۔ تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مسئلہ سات سے بنے گا۔ اور ہر بیٹی کو ایک ایک ملے گا اور ہر بیٹے کو دو دو۔ تو بیٹوں کا حصّہ چار ہو جائیں گا اور بیٹیوں کا حصّہ تین ہو جائیں گا۔ جبکہ وہ ابدان کا اعتبار کرتے ہیں۔

جبکہ امام محمدؒ اصول کا اعتبار کرتے ہیں جہاں اُصول میں اختلاف آئے گا وہی پر وہ مال کے تقسیم کا عمل شروع کریگا۔ لیکن یاد رکھے مذکر اور مؤنث کے صفت کا وہ اصول سے اعتبار کرتے ہیں اور عدد وہ فروع سے لیتے ہیں۔ نقشے میں دیکھے پہلی پشت میں ساری بیٹیاں ہیں۔ یہاں کوئی اختلاف نہیں۔ دوسری پشت میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔

اب دوسری پشت میں پہلی بیٹی کے نیچے آخر میں ابنان یعنی دو بیٹے ہیں۔ تو یہاں پر وہ صفت کا اعتبار دوسری پشت سے کریگا اور عدد کا اعتبار آخری پشت سے کریگا۔ دوسری پشت میں پہلی جگہ صفت کے لحاظ سے بنتٌ ہے۔ اور آخری پشت میں بنتٌ کے نیچے عدد دو ہے۔ لہذا وہ پہلی پشت میں اس پہلی جگہ پر دو بنتٌ کو شمار کریگا۔

دوسری پشت کی دوسری جگہ صفت کے لحاظ سے بنتٌ ہے۔ اور بنتٌ کے نیچے آخری پشت میں بھی ایک بنتٌ ہے۔ یعنی شمار کے لحاظ سے ایک ہے۔ تو وہ اس جگہ ایک بنتٌ کا اعتبار کریگا۔ تو گویا دوسری پشت میں تین بیٹیاں ہوئی۔ تو بیٹیوں کے نیچے لکیر کھینچو اور اس کے نیچے تین لکھو۔

اب دوسری پشت کی تیسری جگہ صفت کے لحاظ سے ابنٌ ہے۔ اور عدد کے لئے اس ابنٌ سے نیچے آخری پشت میں بنتان ہے۔ تو وہ بنتان سے دو کا عدد لے گا۔ اور دوسری پشت کی تیسری جگہ والے ابنٌ کو دو ابنٌ شمار کریگا۔ ابنٌ کے نیچے لکیر کھینچ کر اُس کے نیچے چار لکھیں۔ کیونکہ ایک ابن دو بنتٌ کے برابر ہے۔ تو گویا دوسری پشت میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے ہو گئے۔ تو مسئلہ سات سے بناتے ہیں۔

تیسری پشت میں بیٹیوں کے نیچے ایک بیٹی ہے اور ایک بیٹا۔ تیسری پشت میں پہلی جگہ بنتٌ کے نیچے ابنان ہے۔ تو صفت کے لحاظ سے بنتٌ ہوا اور عدد کے اعتبار سے دو ہوا۔ تو گویا تیسری پشت میں پہلی جگہ دو بیٹیاں ہیں۔ اسی طرح تیسری پشت کی دوسری جگہ میں صفت کے لحاظ سے بیٹا ہو۔ اور چوتھی پشت میں اُس جگہ ایک بنتٌ ہے۔ تو عدد کے اعتبار سے ایک۔ تو تیسری پشت کی دوسری جگہ میں ایک بیٹا ہوا۔ تو گویا تیسری پشت میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہوا۔ تو عدد رؤس چار بنا۔ اور حصّے تین مل رہے ہیں۔ تو دونوں میں تباین ہے۔ تو عدد رؤس چار ہے۔

اب اصل مسئلہ کو چار سے ضرب دے۔ تو 28 آیا۔ تو سات کے آگے تصحیح کی علامت میں 28 لکھیں۔ نیز اوپر بیٹیوں کے سہام کو بھی چار سے ضرب دے۔ تو بارہ آیا۔

دوسرے پشت میں بیٹے کے نیچے چار لکھا تھا تو اُس کو بھی چار سے ضرب دے تو سولہ آیا۔
تیسرے پشت میں دو بیٹیاں ہیں اور ایک بیٹا۔ تو بارہ اُس میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔ تو بیٹی کے نیچے بھی چھ لکھیں۔ اور بیٹے کے نیچے بھی چھ لکھے۔ ابھی اُس کے نیچے آئے۔ بیٹی کے نیچے جو چھ لکھا ہے ابھی وہ ابنانِ کے نیچے لکھیں۔ اور ابنٌ کے نیچے جو چھ لکھا ہے وہ بنتٌ کے نیچے لکھیں۔ اب دوسرے پشت میں جو بیٹا تھا اُس کو سولہ ملا تھا۔ یہی سولہ آخری پشت میں بنتانِ کے نیچے لکھیں۔ کیونکہ آگے اُس کی کوئی تقسیم نہیں۔

عند ابی یوسف رح یُقسَّمُ المالُ بین الفروع امام ابو یوسف رح کے نزدیک تقسیم کیا جائے مال اسباعًا سات حصّے کر کے باعتبار ابدانهم اُن کے بدنوں کے اعتبار سے و عند محمدٍ رح یُقسَّمُ المالُ علی اَعْلَی الْخِلافِ اور امام محمد رح کے نزدیک مال تقسیم کیا جائے گا سب سے اوپر اختلاف میں۔ اور سب سے پہلے اختلاف دوسری پشت میں آیا تھا۔

دوسری پشت میں مال کس طرح تقسیم ہوگا۔ اب صاحب سراجی رح امام محمد رح کے مذہب کے مطابق اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ اَعنی فی البطن الثانی یعنی کہ دوسری پشت میں اسباعًا سات حصّے۔ اسباع جمع ہے سُبُع کی۔ ساتھویں حصّے کو کہتے ہیں۔ باعتبار عدد الفروع فی الاصول اُصول کے اندر فروع کے عدد کے اعتبار سے۔ اربعةُ اَسْباعِهِ لبنتَیَ بنت ابن البنت اِس کو حصّہ ملے کا چار، ضربیں دینے سے پہلے۔ یعنی پشت نمبر 1 میں ابنٌ کو پہلے چار حصّے ملیں گے سات میں سے۔ نصیبَ جدِّهِما اس حال میں کہ یہ اُس کے جدّ کا حصّہ ہے۔ اس کو نصیبُ جدِّهما بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اس صورت میں یہ یا تو بدل بنے گا یا مبتدا کی خبر بنے گا۔ و ثلٰثة اَسْباعِه اور تین سُبُع جو ہیں۔ و هوَ نصیبُ البنتین وہ دو بیٹیوں کا حصّہ ہیں۔ یعنی دوسری پشت میں پہلی بنتٌ کو دو حصّے ملیں گے اور دوسری بنتٌ کو ایک حصّہ ملے گا۔ یہ حصّے وفق میں ضرب دینے سے پہلے ہیں۔

اب صاحب سراجی رح امام محمد رح کے مذہب کے مطابق تیسری پشت میں مال کے تقسیم کا طریقہ اپنے الفاظ میں بیان فرماتا ہے۔ یُقسَّمُ علی وَلَدَیْهِما وہ تین حصّے اُن دونوں کے اولاد پر تقسیم ہوگا اعنی فی البطن الثالث تیسری پُشت میں اَنْصافًا آدھا آدھا۔ تیسری پشت کا بنتٌ دو بنات کے برابر ہوگا۔ اور اسکے ساتھ ابنٌ یہ بھی دو بنات کے برابر ہوگا۔ تو حصّے تین ہیں اور افراد چار بن گئے۔ تو یہاں 4 سے اصل مسئلہ کو بھی ضرب دیں گے۔ اور پشت نمبر دو کے سِہام کو بھی ضرب دیں گے۔ تو پشت نمبر 2 میں بنات کے سِہام 12 بن گئے۔ تو اس میں 6 سِہام پشت نمبر 3 کے

بنتٌ کو ملیں گے۔ اور 6 سہام پشت نمبر 3 کے ابنٌ کو ملیں گا۔ نیز پشت نمبر 2 میں ابنٌ کے سہام کو بھی چار سے ضرب دیں گے تو 16 سہام بن جائے گا۔ نصفُهُ لبنتِ ابنِ بنت البنتِ چھ حصّے چوتھی پشت میں بنتٌ کو ملے گا۔ نصیبُ ابیها انکے باپ کا حصّہ ہے۔ کیونکہ تیسرے پشت میں ابنٌ یہ چوتھے پشت والے بنتٌ کا باپ ہے۔ تیسرے پشت میں ابنٌ کو 6 حصّے ملے تھے۔ آگے یہی 6 حصّے پشت نمبر 4 میں ابنٌ کے نیچے والے بنتٌ کو مل گئے۔ والنصفُ الاٰخرُ لابنی بنت بنت البنت اور باقی کا نصف چوتھی پشت والے ابنان کو ملے گا۔ نصیبُ اُمِّهما یہ اِن دو بیٹوں کے ماں کا حصّہ ہے۔ تیسری پشت میں انکے ماں کو 6 حصّے ملے تھے۔ تو یہی چھ حصّے آگے چوتھی پشت میں ابنان کو مل جائے گا۔ و تَصِحُّ الْمَسْأَلَةُ من ثمانية و عشرين اور صحیح ہو جائے گا مسئلہ 28 سے۔ و قولُ محمّدٍ رح اور امام محمد رح کا قول جو ہے۔ اَشْهَرُ الرِوَايَتَيْنِ عن ابی حنيفة رح اور امام اعظم امام ابو حنیفة رح سے دو روایتیں ہیں اُس میں سے یہ مشہور تر ہے۔ فی جميع ذوی الارحام تمام ذوی الارحام میں و عليهِ الفتوىٰ اور اسی پر فتویٰ ہے۔

درس 78

فصلٌ

عُلماؤنا رحمهم الله تعالىٰ يَعتبرون الجهاتِ فی التّوريث ہمارے علماء یعنی ہمارے فقہاء وہ اعتبار کرتے ہیں جہتوں کا وارث بنانے میں غيرَ اَنّ ابا يوسفَ رح علاوہ اس کے کہ امام ابو یوسف رح يَعْتَبِرُ الْجِهاتِ فی ابدان الفُروع وہ اعتبار کرتے ہیں ابدانِ فروع کے اندر جہات کا۔ و محمدًا رح يعتبر الجهات فی الاصول اور امام محمد رح وہ اعتبار کرتے ہیں جہتوں کا اُصول کے اندر كما اذا ترک جیسا کہ چھوڑا کسی شخص نے بنتَیْ بنتِ بنتٍ میت کی بیٹی میّت کی بیٹی کے دو نواسیاں ہیں۔ و هُما ايضاً بِنْتَا ابْنِ بنتٍ میت کی بیٹی اور یہی دونوں بنات، میت کی ایک بیٹی کی دو پوتیاں بھی ہے۔ و ابن بنتِ بنتٍ میت کی بیٹی اور دوسرا میت کی ایک بیٹی کا نواسا ہے۔ بهٰذه الصّورة: اِس صورت میں

مثال نمبر 117

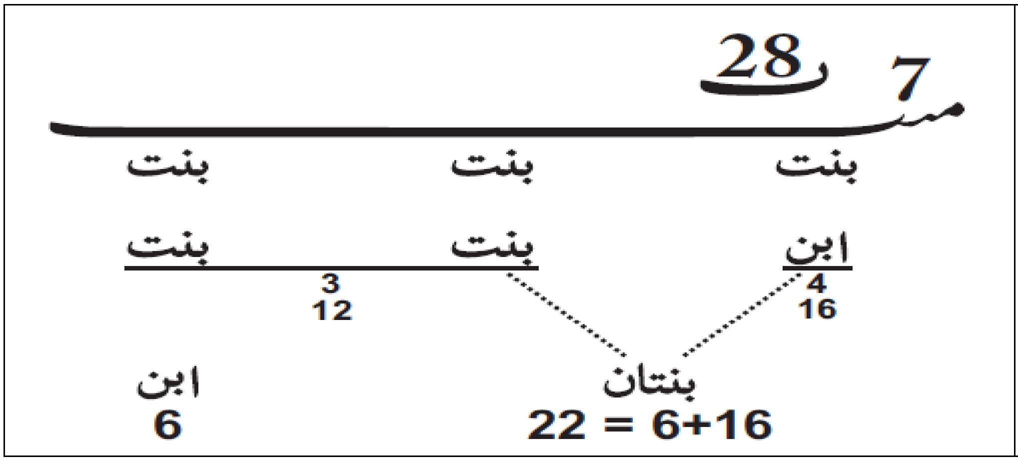

میت کے نیچے تین بنتؓ الگ الگ لکھیں۔ کتاب میں درمیان والی بنتؓ کے نیچے ابنؓ لکھا۔ یہاں ہم نے پہلی بنتؓ کے نیچے ابنؓ لکھا۔ دوسری پشت میں بنتؓ کے نیچے ابنؓ لکھے۔ اور پھر بنتؓ دو جگہ الگ الگ لکھیں۔ تیسری پشت میں دو بیٹیاں ہیں۔ ابنؓ سے ایک لکیر کھینچ کر بنتان تک لے ائیں۔ اور بنتؓ سے بھی ایک لکیر کھینچ کر بنتان تک لے آئے۔ اور تیسری جگہ ابنؓ لکھے۔

صاحب سراجیؒ نے فرمایا کہ ہمارے فقہاء وارث بنانے میں جہتوں کا اعتبار کرتے ہیں۔ لیکن امام ابو یوسفؒ فروع کے ابدان میں جہتوں کا اعتبار کرتے ہیں۔ اور امام محمدؒ اُصول میں جہات کا اعتبار کرتے ہیں۔

امام محمدؒ کے طریقے پر۔ پہلے پشت میں ساری بیٹیاں ہیں۔ لہٰذا یہاں کوئی اختلاف نہیں۔ دوسرے پشت میں ایک بیٹا ہے اور دو بیٹیاں۔ لہٰذا یہاں سے مال کا تقسیم کا سلسلہ شروع کریں گے۔

لہٰذا پہلے مسئلہ بناتے ہیں۔ امام محمدؒ عدد کا اعتبار فروع سے کرتے ہیں۔ تو تیسرے پشت میں دو بیٹیاں ہیں۔ اور ایک بیٹا ہے۔ تو گویا دوسرے پشت میں دو بیٹے پھر دو بیٹیاں اور پھر ایک بیٹی ہوئی۔ تو بیٹے کے نیچے لکیر کھینچ کر اُس کے نیچے چار لکھے۔ کیونکہ یہ ابنؓ دو بیٹوں کی طرح ہوا۔ اور دو بیٹے چار بیٹیوں کے برابر ہوتی ہیں۔ اور بیٹیوں کے نیچے لکیر کھینچے کر 3 لکھیں۔ کیونکہ پہلی بیٹی کو وہ دو بیٹیاں شمار کرتے ہیں۔ تو گویا تین بیٹیاں ہوئی۔ تو مسئلہ 7 سے بنے گا۔

پھر تیسری پشت میں دوسرے پشت والے بنات کے ایک ابنؓ ہواء اور دو بیٹیاں ہوئی۔ تو گویا یہ چار بنات ہو گئے۔ اور اوپر اُس کے حصّے تین ہیں۔ تو تین اور چار میں تباین ہے۔ تو عدد رؤس یہاں چار آیا۔ اب اصل مسئلہ کو چار سے ضرب دیں اور تصحیح کی علامت میں 28 لکھیں۔ نیچے

دوسرے پشت والے سِہام کو بھی چار سے ضرب دے۔ تو ابنٌ کا حصہ 16 ہوا، اور بنات کی جماعت کا حصّہ 12 ہوا۔

اب آتے ہیں کہ تیسرے پشت والے کو مال کیسے دیں؟ ابنٌ کے 16 حصّے پشت نمبر تین کے بنات کو ملیں گے۔ پھر پشت نمبر دو میں بنات کے گروپ کے 12 حصّوں سے آدھا دو بنات کو ملے گا اور آدھا ابنٌ کو ملے گا۔ تو بنات کو دو طرف سے حصّے ملے۔ ابٌ کی طرف سے 16 اور ماں کی طرف سے 6، تو بنات کے کل حصّے 22 ہوئے۔ اور ابنٌ کو اپنی ماں کے طرف سے چھ حصّے ملے تو ابنٌ کے نیچے 6 لکھے۔

اب یہی مسئلہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مسئلہ تین سے بنا تھا۔ کیونکہ وہ جہت کا اعتبار کرتے ہیں ابدانِ فروع کے اندر۔ اس وقت تیسری پشت میں ابدان فروع ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔ لیکن یہ دو بیٹیاں دو جہت سے ہیں۔ تو گویا یہ چار بیٹیاں ہوئی۔ یعنی نواسے کی نسبت سے بھی دو بیٹیاں ہو گئی۔ اور نواسی کی طرف سے بھی دو ہو گئی۔ اور چار بیٹیاں دو بیٹوں کے برابر ہوتے ہیں۔ تو گویا اُس کے نزدیک ہر بیٹی گویا دو بیٹیوں کے برابر ہیں۔ لہٰذا ابنٌ کو ایک حصّہ ملے گا۔ اور بنات کو دو حصّے ملیں گے۔

عند ابی یوسفؒ یکون المال بینھم اثلاثًا امام ابو یوسفؒ کے مطابق ان کے درمیان مال تین حصّے ہوگا و صار کانّہٗ ترک اربعَ بناتٍ و ابنًا اور یہ اس طرح ہوا گویا اُس نے چار بیٹیاں اور ایک بیٹا چھوڑا۔ ثُلُثَاہُ للبنتین و ثُلُثُہٗ للابن دو ثلث اُس کے بیٹیوں کے لئے ہوں گے اور ایک ثلث اُس کے بیٹے کا ہوگا۔

و عندَ محمدٍؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک یُقَسَّمُ المالُ بینھم علی ثمانیۃٍ و عشرین سھمًا تقسیم کیا جائے مال اُن کے درمیان 28 حصّوں پر للبنتین اثنان و عشرون سھمًا دو بیٹیوں کے لئے 22 حصّے ہوں گے۔ ستّۃَ عشرَ سھمً مِنْ قِبَلِ اَبیھما و ستۃ اسھم من قِبَلِ اُمِّھما سولہ حصّے اُن کے باپ کے طرف سے ہوں گے اور چھ حصّے اُن کے باپ کے طرف سے وللابن ستّۃُ اَسْھُمٍ من قبل اُمِّہٖ اور بیٹے کے لئے چھ حصّے ہوں اُس کے ماں کی طرف سے۔

درس 79۔ فَصل فی الصّنف الثّانیْ یہ فصل ہے قسم ثانی کے اندر

یہ ذوی الارحام کی دوسری قسم ہے۔ پہلی قسم کے اندر میّت کے فروع داخل تھے۔ دوسرے قسم میں میّت کے اصول داخل ہیں۔

اَوْلٰهم بالميراث اِن میں زیادہ لائق میراث کے اَقْرَبُـهُم اِلَی المیّت جو زیادہ قریب ہے میّت کے مِن ایّ جهةٍ کان جس جہت سے بھی ہو۔ چاہے ماں کی طرف سے زیادہ قریب ہو میّت کی یا چاہے باپ کی طرف سے زیادہ قریب ہو میّت کے۔ وہ زیادہ حقدار ہے میراث کا۔

و عند الاِستواء اور اگر درجے میں برابر ہوں فمن کان یُدلِیْ پس وہ جو منسوب ہے بوارثٍ کسی وارث کے ذریعے فهو اولیٰ وہ اولیٰ یعنی زیادہ لائق ہے۔ کاب امّ الامّ جیسا کہ ماں کی ماں کا باپ، یعنی میّت کی نانی کا باپ۔ یہاں میّت اور وارث کے درمیان دو واسطے ہیں۔ یعنی میّت کی ماں اور میّت کی نانی۔ اولیٰ یہ اولیٰ ہے مِنْ ابِ الاُمِّ میّت کے نانا کے باپ سے۔ یہاں بھی میّت اور وارث کے درمیان دو واسطے ہیں۔ یعنی میّت کی ماں اور میّت کا نانا۔ یعنی ایک طرف ماں اور اُسکی ماں دو واسطوں میں آئی، اور دوسری طرف ماں اور اُسکا باپ دو واسطوں میں آئے۔ لیکن ان دونوں میں پہلے والا اولیٰ ہے۔ یعنی میّت کی نانی کا باپ یہ اولیٰ ہے میّت کے نانا کے باپ سے۔ نانی جدّہ صحیحه ہے۔ اور نانا جدّ فاسد ہے۔ تو جدّہ صحیحه کا باپ افضل ہوا جدّ فاسد کے باپ سے۔ اس لئے کہ جدّہ صحیحه تو وارث بنتی ہے۔ تو یہ پہلے صورت والا وارث کے ذریعے منسوب ہوتا ہے میّت کی طرف۔ اس وجہ سے یہ پہلے والا اولیٰ ہوا۔ عند ابی سهیل الفرائضی ابو سُهیل فرائضی کے نزدیک۔ فرائضی: علم میراث کا ماہر و ابی فضل الخصّاف اور ابو فضل الخصّاف کے نزدیک بھی ایسا ہی ہے۔ و علی بن عیسی البصری اور علی ابن عیسیٰ البصری کے نزدیک بھی ایسا ہی ہے۔ و لا تفضیلَ لهُ اور کوئی فضیلت نہیں اُسکو عند ابی سلیمان الجرجانی و ابی علی البستی ابو سلیمان الجرجانی کے نزدیک اور ابو علی البستی کے نزدیک۔ اِن کے نزدیک اجداد یا جدّات میں ایک وارث کے واسطے سے منسوب ہے اور ایک بغیر وارث کے میّت سے منسوب ہیں۔ یہ علماء کہتے ہیں کہ کوئی فضیلت نہیں ہے۔ اور دونوں برابر کے حقدار ہے۔ چاہے ایک وارث کے واسطے سے منسوب ہے اور چاہے دوسرا غیر وارث کے واسطے سے منسوب ہے۔ وجہ اس کی یہ، وہ فرماتے ہیں کہ پھر اس طرح تو آپ اصل کو تابع کے تابع کر دیتے ہیں۔ یعنی اصل کو تابع کے تابع کرنا لازم آئے گا۔ بھئی اب ہم اوپر کی طرف جا رہے ہیں اُصول میں۔ یہ جو آپ کہتے ہیں کہ یہ والا وارث بھی اوپر ہے اور یہ دوسرا وارث بھی اوپر ہے۔ اور میّت کی نسبت درمیان میں دیکھو۔ اگر درمیان والے وارث ہیں، تو جو وارث کے ذریعے منسوب ہے وہ اولیٰ ہے اُس کے مقابلے میں جس کے درمیان میں وارث نہیں۔ تو یہ تو ہوئے اُصول اور یہ جو درمیان والے ہیں یہ تو ہوئے فُروع۔ تو آپ اُصول کو فروع کے تابع کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہونا

چاہیئے، بلکه فروع کو اصول کے تابع ہونا چاہیئے۔ تو یه علماء فرماتے ہیں که اسی صورت میں کوئی فضیلت نہیں۔ اور یہی قول اَصحّ ہے۔

تو اِن علماء کے مطابق میّت کی نانی[2] کا باپ[1] اور میّت کے نانا[2] کے باپ[1] دونوں برابر ہیں، اور کسی کو کسی پر فضیلت نہیں۔ اوپر دونوں "باپ" پر میں نے 1 کا نمبر لکھا۔ یہی دونوں اصول ہیں۔ اور جن دونوں پر 2 کا نمبر لکھا۔ یہی دونوں فروع ہیں۔ اور اصل چونکه فرع کے تابع نہیں ہوتا بلکه فرع اصل کے تابع ہوتا ہے۔ لہٰذا دونوں برابر ہیں۔

اور پہلے تین علماء کے نزدیک میّت کی نانی کا باپ افضل ہے میّت کے نانا کے باپ سے۔

وَ اِنِ اسْتَوَتْ مَنازِلُھُم اور اگر اُن کے درجے برابر ہوں۔ جدّات یا اجداد اگر اُن کے درجے برابر ہوں۔ یعنی قُرب اور بُعد میں درجے برابر ہوں۔ یعنی ایک تیسرے درجے میں ہے تو دوسرا بھی تیسرے درجے میں ہو۔ و لیس فیھم مَنْ یُّدْلِی بوارثٍ اور اِن میں سے کوئی ایسا بھی نہیں ہے جو وارث کے ذریعے سے منسوب ہو رہا ہو۔ او کان کُلُّھم یُدلون بوارثٍ یا سب کے سب ایک ہی وارث کے ذریعے منسوب ہے۔ وَ اتَّفَقَتْ صفةُ مَنْ یُدْلُون بِھم اور متّفق ہے صفت بھی اُن کی جن کے ذریعے یه منسوب ہے۔ بھئی جن کے ذریعے یه جدّات یا اجداد میّت کی طرف منسوب ہیں، اُن کی صفت بھی متفق ہے۔ یعنی درمیان میں سب کے مذکر کا واسطه ہو، یا سب کے مؤنث کا واسطه ہو۔ جو بھی صورت بنتی ہے، بہرحال ذُکورت اور اُنوثت میں فرق نہیں۔ وَ اتَّحَدَتْ قرابَتُھم اور متَّحد ہو اُن کی قرابت بھی۔ یعنی اگر ایک باپ کی طرف سے ہے تو دوسرا بھی باپ کی طرف سے ہے۔ اور اگر ایک ماں کی طرف سے ہے تو دوسرا بھی ماں کی طرف سے ہے۔

فالقسمةُ حینئذٍ علیٰ ابدانِھم تو تقسیم اُس وقت اُس کے ابدان پر ہوگی۔ یعنی "للذکر مثلُ حظ الانثیین" والا ضابطه چلے گا۔

وَ اِنِ اخْتَلَفَتْ صفةُ مَنْ یُدلون بھم اور اگر مختلف ہو صفت اُن کی جن کے ذریعے یه منسوب ہیں۔ بھئی جدات اور اجداد کا ذکر چل رہا ہے۔ اُن کے اور میّت کے درمیان جو واسطے ہیں ، اگر اُن واسطوں کی صفت الگ ہوں، یعنی کوئی مذکر ہے اور کوئی مؤنث۔ یُقَسَّمَ المالُ علیٰ اَوَّلِ بَطْنٍ اِخْتَلَفت تو تقسیم کیا جائے گا مال پہلے ایسے بطن یعنی پشت پر جو مختلف ہو جائے۔ یُقَسَّمُ باب تفعیل سے اور یُقْسَمُ مجرد سے دونوں کا ایک معنیٰ ہے۔ کما فی الصِّنف الاوّلِ جیسے که پہلے صِنْف میں تھا۔

وَ اِنِ اخْتلفت قرابتُھم اور اگر اُن کی قرابت مختلف ہو۔ فالثلثان لقرابة الاب پس دو ثلث ہوں گے باپ کے قرابت والوں کے لئے، یعنی جس کا واسطہ باپ کے ذریعے سے ہے میّت کے ساتھ۔ و ھو نصیبُ الآبِ اور وہ باپ کا حصّہ ہے۔ و الثلثُ لقرابة الامّ اور تیسرا حصّہ ماں کی قرابت کا ہوگا۔ و ھو نصیبُ الاُمّ اور وہ ماں کا حصّہ ہے۔ مثلاً ایک شخص کا انتقال ہو جائے اور اُس کے صرف ماں باپ زندہ ہے۔ تو ماں کو اس صورت میں ثلثُ الکل ملے گا۔ کیونکہ میّت کی کوئی اولاد بھی نہیں۔ اور نہ ہی میّت کی ماں احدُ الزّوجین کے ساتھ آئی۔ اور باپ عصبة کی وجہ سے دو ثلث لے گا۔ یہاں باپ کو ماں سے دُگنا ملا، لیکن یہ نہ کہنا کہ یہ "للذکر مثل حظ الانثیین" ہے۔ صرف صورت وہی بنی۔ پس اس لئے باپ کے قرابت والوں کو باپ کا حصّہ دو ثلث دیا جائے گا۔ اور ماں کی طرف سے قرابت والوں کو ماں کا حصّہ یعنی ایک ثلث دیا جائے گا۔ ثُمَّ مَا اَصَابَ لِکُلِّ فریقٍ پھر وہ جو پہنچے ہر فریق کو ، یعنی کچھ فریق ماں کی طرف سے اور کچھ فریق باپ کی طرف سے یُقسَّمُ بینھم تو وہ اُن کے درمیان تقسیم کیا جائے گا کما لَوْ اِتَّحدَتْ قرابتُھُم جیسے کہ اگر اُن کی قرابت مُتَّحِد ہوتی۔ یعنی "للذکر مثلُ حظّ الانثیین" کے طریقے پر۔

درس 80۔ فصلٌ فی الصِّنف الثّالثِ

یہ فصل ہے ذوی الارحام کے تیسری قسم کے بیان میں

الحکمُ فیھم کالحکم فی الصّنف الاوّل حکم اِن کے اندر اُسی طرح ہے جس طرح حکم تھا پہلی قسم کے اندر۔ اس قسم کے اندر وہ ذوی الارحام آئیں گے جو بہن اور بھائیوں کی اولاد ہیں۔ اعنی اولٰھم بالمیراث اقربُھم الی المیّت یعنی اِن میں سے زیادہ لائق میراث کے، وہ ہیں جو زیادہ قریب ہے میت کے وَ اِنِ اسْتَوَوْا فی القُربِ اور اگر برابر ہو قُرب کے اندر۔ یعنی مثلاً ایک تیسرے درجے پر ہے تو دوسرا بھی تیسرے درجے پر ہے۔ فولدُ العصبةِ اولیٰ مِنْ ولدِ ذوی الارحامِ تو عصبة کی اولاد اولیٰ ہے ذوی الارحام کی اولاد سے۔ ذوی الارحام کے اولاد کے برابر میں عصبة کے اولاد تو ہو سکتا ہے لیکن ذوی الفروض کے اولاد ذوی الارحام کے برابر ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے صاحب کتاب؁ نے فولدُ العصبةِ اولیٰ مِنْ ولدِ ذوی الارحامِ کہا اور " فولدُ الوارثِ اولیٰ من ولدِ ذوی الارحام" نہیں فرمایا۔

فولدُ الوارثِ کیوں نہیں فرمایا! اسکی وضاحت: یہاں تین صورتیں بنے گی۔ حقیقی بھائی ہے، علّاتی بھائی ہے، اور اخیافی بھائی ہے۔ بہنیں بھی اس طرح ہیں۔ یا حقیقی بہن ہوگی، یا علّاتی بہن

ہوگی، یا اخیافی بہن ہوگی۔ بہنیں اکیلی ہوں تو وہ ذوی الفروض ہیں۔ تو بہنوں کی اولاد ذوی الفروض کی اولاد ہوئی۔ حقیقی بھائی اور علّاتی بھائی کی مذکر اولاد تو عصبات میں سے ہیں اور مؤنث اولاد ذوی الارحام میں سے ہیں۔ اور حقیقی بھائی یا علاتی بھائی کی مذکر اولاد کی اگر بیٹیاں ہوں تو وہ بھی ذوی الارحام میں داخل ہیں۔

صاحب کتاب نے فرمایا کہ ذوی الارحام کے اولاد کے مقابلے میں عصبات کے اولاد آ جائے تو عصبات کے اولاد اولیٰ ہے۔ اوّل نسل تو بھائی اور بہن ہیں۔ تو یہاں دوسری پشت کے اندر یا تو عصبة کے اولاد ہیں یا ذوی الفروض کے اولاد ہیں۔ لیکن اس دوسری نسل میں خود کوئی ذوی الفروض نہیں ہے۔ تیسرے پشت میں یا تو ذوی الارحام کی اولاد ہو سکتی ہے یا عصبة کی اولاد بھی ممکن ہے۔ لیکن ذوی الفروض کی اولاد ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ دوسرے درجے میں کوئی ذوی الفروض تھا ہی نہیں۔

تو صاحب کتاب نے اس لئے فرمایا کہ اگر ایک تمام ذوی الارحام کی اولاد ہو اور ایک طرف عصبة کی اولاد ہو یعنی تیسرے درجے میں۔ تو عصبة کی اولاد اولیٰ ہوگی۔ اسی طرح چوتھے درجہ میں ہو، یا پانچویں درجے میں ہوں۔ کیونکہ عصبة تو نیچے تک جا سکتا ہے۔

کبنت [3] ابن [2] الاخ [1] جیسا کہ بھائی کے بیٹے کی بیٹی۔ بھائی جس پر میں نے ایک لکھا ہے۔ یہ وارث ہے۔ ابن جس پر میں نے دو لکھا ہے۔ بھائی کا بیٹا ہے۔ یہ عصبة ہے۔ بنت جس پر میں نے تین لکھا ہے۔ یہ عصبة کی اولاد ہے۔ و ابنَ [3] بنتِ [2] الْاُخْتِ [1] اور بہن کی بیٹی کا بیٹا۔ تو یہاں اُخت پر میں نے ایک لکھا ہے۔ اکیلے ہونے کی صورت میں یہ وارث ہے۔ بھائی کے ساتھ آ جائے تو عصبة ہے۔ بنت جس پر میں نے دو لکھا ہے۔ یہ ذوی الارحام ہے۔ ابن جس پر میں نے تین لکھا یہ ذوی الارحام کی اولاد ہے۔ دیکھو! یہ دونوں تیسرے درجے میں ہے۔ یعنی بھائی کی پوتی یہ عصبة کی اولاد ہے۔ اور بہن کی نواسی یہ ذوی الارحام کی اولاد ہے۔ اگر چہ دونوں درجے میں برابر ہیں۔ لیکن بھائی کی پوتی عصبة کی اولاد ہونے کی وجہ سے اعلیٰ ہے۔ تو لہٰذ بھائی کا جو پوتا ہے اُسے مال ملے گا اور بہن کا جو نواسا ہے اُسے کچھ نہیں ملے گا۔ کلاھما لِاَبٍ وَ اُمٍّ دونوں ایک ماں باپ کی اولاد ہو۔ دونوں حقیقی بھائی بہن ہو۔ اس سے مراد اخٌ اور اختٌ ہے جس پر میں نے ایک نمبر ڈالا ہے۔ او لابٍ یا دونوں بھائی بہن علّاتی ہو۔ او احدُھما لاب و امّ یا اِن دونوں میں سے ایک حقیقی ہے والاٰخر لاب اور ایک علّاتی ہے۔ المالُ کلّه لبنتِ ابن الاخ تو سارا مال بھائی کی پوتی کا ہوگا۔ لانھا ولدُ العصبةِ کیونکہ وہ عصبة کی اولاد ہے۔

مثال میں بنت[3] ابن[2] الاخ[1] اور ابنَ[3] بنتِ[2] الْاُخْتِ[1] دئیے گئے ہیں۔ اس پہلے پشت میں بھائی جس پر ایک لکھا ہے یہ بھی اخیافی ہے۔ اور بہن جس پر ایک لکھا ہے یہ بھی اخیافی ہے۔ تو تیسرے پشت میں اخیافی بھائی کی پوتی یعنی بنتٌ جس پر تین لکھا گیا ہے، اور اخیافی بہن کا نواسا یعنی ابنٌ جس پر تین لکھا ہے۔ چونکہ یہ دونوں برابر درجے میں ہیں۔ تو ان دونوں یعنی بنتٌ[3] اور ابنٌ[3] میں مال کس طرح تقسیم ہوگا۔

صاحب سراجیؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مال ان دونوں کے درمیان "للذکر مثلُ حظ الانثیین" کے طریقے سے تقسیم ہوگا۔ کیونکہ ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی ہے۔ لڑکے کو دو حصّے ملیں گے۔ جبکہ لڑکی کو ایک حصّہ تو مسئلہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تین سے بنے گا۔

جبکہ امام محمدؒ کے نزدیک مان ان دونوں میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔ امام محمدؒ کا استدلال یہ ہے کہ اگر اخیافی بھائي بہن دو یا دو سے زیادہ ہو، تو اسکو ایک ثلث ملتا ہے۔ اور پھر وہ ثلث ان اخیافی بھائی بہنوں میں برابر برابر تقسیم ہوتا ہے۔ لہٰذا جب اصول کے اندر مال برابر برابر تقسیم ہوتا ہے تو فروع کے اندر بھی مال کو برابر برابر تقسیم کرو۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک مسئلہ دو سے بنے گا۔ ایک حصّہ لڑکے کو ملے گا اور ایک حصّہ لڑکی کو ملے گا۔ اس مسئلہ کی صورت عبارت سے نیچے بنائی گئی ہے۔

صاحب سراجیؒ اب اس مسئلے کو اپنے الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

و لو کانَ لِاُمٍّ اور اگر یہ دونوں بھائی بہن اخیافی ہوں۔ وہ بھائی اور بہن جن پر میں نے ایک نمبر ڈالا ہے۔ یعنی پہلی پشت والا۔ المالُ بینهما للذکر مثل حظّ الانثیین عند ابی یوسفؒ تو مال ان کے درمیان "للذکر مثلُ حظ الانثیین" کے طریقے پر ہوگا امام ابو یوسفؒ کے نزدیک۔ باعتبار الابدان ابدان کے اعتبار سے۔ و عند محمدؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک المالُ بینَهُما اَنْصافًا مال اُن کے درمیان آدھا آدھا ہوگا۔ باعتبار الاصول اُصول کے اعتبار سے بهٰذهِ الصُّورةِ اس صورت کے مطابق۔ اس مسئلہ کی تفصیل میں نے اوپر لکھا۔

امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مسئلہ تین سے بنے گا۔
اور امام محمدؒ کے نزدیک مسئلہ دو سے بنے گا۔

الاخ لام	الاخت لامّ
ابن	بنت
بنت	ابن

وَ اِنْ اسْتَوَوْا فی القربِ اور اگر ذوی الارحام قرب کے اندر برابر ہو۔ و لیس فیهم ولدُ عصبةٍ اور اُن میں کوئی عصبة کی اولاد بھی نہ ہو۔ او کان کُلّهم اولادَ العصباتِ یا وہ سارے کے سارے عصبات کے اولاد ہوں او کان بعضُهم اولادَ العصبات و بعضُهم اولادَ اصحابِ الفرائضِ یا اِن میں بعض عصبات کے اولاد ہیں اور بعض صاحب فرائض کے اولاد ہیں۔ یہ صرف دوسرے نسل میں ہو سکتا ہے کہ بعض عصبات کے اولاد ہو اور بعض صاحب فرائض کے اولاد ہوں۔

فابو یوسفؒ یَعْتَبِرُ الاَقْوٰی پس امام ابو یوسفؒ اُس کا اعتبار کرتے ہیں جو زیادہ قوی ہیں۔ یاد رکھئے! امام ابو یوسفؒ کے نزدیک، حقیقی بھائی اولیٰ ہے علّاتی بھائی پر اور علّاتی بھائی اولیٰ ہے اخیافی بھائی پر۔ اور اسی طرح یہی ترتیب بہنوں میں بھی ہے۔ تو اُن کے نزدیک اگر حقیقی بھائی بہن کی اولاد موجود ہوں تو علّاتی اور اخیافی بھائی بہن کے اولاد محروم رہیں گے۔ کیونکہ قوی موجود ہیں۔ اور علّاتی بھائی بہن کے اولاد کے ہوتے ہوئے اخیافی بھائی بہن کی اولاد محروم رہیں گی۔

و محمدٌؒ یُقَسِّمُ المالَ علی الْاِخْوَةِ وَ الْاَخَوَاتِ اور امام محمدؒ تقسیم کرتے ہیں مال کو، بھائیوں اور بہنوں پر مَعَ اِعتبارِ عددِ الْفُروع ساتھ عددِ فُروع کا اعتبار کرتے ہوئے۔ جیسے پہلے وہ عدد فروع کا اعتبار کرتے تھے۔ یعنی مسئلہ بنانے میں فروع سے عدد لیتے تھے۔ و الجهات فی الاصول اور اُصول میں جہتوں کا اعتبار کرتے ہوئے۔ فما اَصابَ کلَّ فریقٍ پس وہ جو پہنچے ہر فریق کو یُقَسَّمُ بینَ فروعِهم اُسی کو تقسیم کیا جائے گا اُن کے فُروع کے اندر کما فی الصّنف الاوّل جیسے کہ پہلے قسم میں تھا۔ کما اذا ترک ثلاثَ بناتِ اِخوةٍ متفرِّقِینَ جیسے کسی شخص نے چھوڑا تین بھائیوں کی تین بیٹیوں کو اس حال میں کہ وہ تین بھائی متفرّق ہیں۔

یعنی کہ ایک بھائی حقیقی، تو دوسرا علّاتی اور تیسرا اخیافی۔ وَ ثَلٰثَةَ بَنِینَ و ثَلٰثَ بناتِ اَخَواتٍ اور تین بہنوں کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں متفرقات اس حال میں کہ وہ بہنیں بھی متفرّق ہیں۔ یعنی کہ ایک حقیقی بہن ہے، تو دوسری علّاتی بہن ہے اور تیسری اخیافی بہن ہے۔ اور اِن میں سے ہر ایک کا ایک بیٹا ہے اور ایک بیٹی ہے۔ بِھٰذِہِ الصَّورةِ اس صورت کے مطابق۔

اخ لاب و اُمّ	اخ لاب	اخ لامّ	اخت لاب و اُمّ	اخت لاب	اخت لامّ
بنت	بنت	بنت	ابن بنت	ابن بنت	ابن بنت

کتاب میں پہلے حقیقی بھائی، پھر علّاتی بھائی اور پھر اخیافی بھائی کو ذکر کیا ہے۔ اسکے بعد اُس ترتیب سے حقیقی بہن، پھر علاتی بہن اور پھر اخیافی بہن کو ذکر فرمایا ہے۔ پھر نیچے دوسرے سطر میں اُس کے اولاد کو لکھا ہے۔ ہم مثال میں ہر بھائی کے ساتھ اُس کی بہن کو اکھٹے ذکر کرتے ہیں۔ یعنی حقیقی بھائی کے ساتھ حقیقی بہن اور اُن کے اولاد کو لکھیں گے۔ علّاتی بھائی کے ساتھ علّاتی بہن اور اُن کے اولاد کو لکھیں گے۔ اس کے بعد اخیافی بھائی کے ساتھ اخیافی بہن اور اُن کے اولاد کو لکھیں گے۔ تو مثال نمبر 118 والا صورت بن جائے گا۔

امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مثال 118۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قوی کو دیکھیں گے۔ جب اُن کی اولاد موجود ہیں، تو مال اُن کو دیں گے اور باقی کو نہیں دیں گے۔ تو امام ابو یوسفؒ اس وقت حقیقی بہن بھائیوں کی اولاد میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔ اور ایک بیٹا دو بیٹیوں کے برابر ہوتا ہے۔ تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مسئلہ چار سے بنے گا۔ اور "للذکر مثل حظّ الانثیین" کے طریقے سے بیٹے کو دو حصّے ملیں گے۔ اور ہر بیٹی کو ایک ایک حصّہ ملیں گا۔ اور باقی تمام محروم رہ جائیں گے۔ تو مسئلہ کا صورت اس طرح ہوگا۔

4

اخ لاب و اُمّ	اخت لاب و اُمّ	اخ لاب	اخت لاب	اخ لامّ	اخت لامّ
بنت	ابن بنت	بنت	ابن بنت	بنت	ابن بنت
1	2 1	محروم	محروم	محروم	محروم

مثال نمبر 118

مسئلہ 3 — تصحیح 9

أخ لِأب وأمّ	اخت لِأب وأمّ	أخ لِأب	اخت لِأب	أخ لِأمّ	اخت لِأمّ
2 / 6				1 / 3	
بنت	ابن، بنت	بنت	ابن، بنت	بنت	ابن، بنت
3	2، 1	محروم	محروم، محروم	1	1، 1

امام محمدؒ کے نزدیک مثال 118۔ امام محمدؒ تو اصول ہی میں تقسیم شروع کرتے ہیں۔ تو یہاں اُصول میں حقیقی بھائی بہن بھی ہے، علّاتی بھائی بہن بھی ہے اور اخیافی بھائی بہن بھی ہے۔

حقیقی بھائی بہن جب ہوں تو علّاتی بھائی بہن محروم ہوتے ہیں۔ تو انکو اور انکے اولاد کو امام محمدؒ کے نزدیک کچھ نہیں ملے گا۔ لہٰذا اُن کے نیچے محروم لکھیں۔

اخیافی بھائی بہن جب ایک ہو تو اُس کو سُدس ملتا ہے۔ اور جب دو یا زیادہ ہو تو اسکو ثلث ملتا ہے۔ اور امام محمدؒ عدد کا اعتبار فروع سے کرتے ہین۔ اور فروع میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ تو ہمارے پاس اس وقت اخیافی بھائی بہن تین ہو گئے۔ تو ان کو ثلث ملے گا۔ اور مسئلہ تین سے بنے گا۔

میت کے اوپر تین لکھیں۔ تین کا ثلث ایک ہے۔ تو اخیافی بھائی اور اخیافی بہن کے نیچے لکیر کھینچ کر اسکے نیچے ایک لکھے۔ باقی دو بچ گیا۔ اب حقیقی بھائی بہن کے نیچے لکیر کھینچے کر اُس کے نیچے دو لکھیں۔

اب اخیافی بھائی بہنوں کے درمیان نیچے اُن کی اولاد میں مال تقسیم کرنا ہے۔ اخیافی بھائی بہنوں کو ایک حصّہ ملا۔ اور نیچے اُن کی اولاد تین ہیں۔ (یہاں تقسیم للذکر مثل حظ الانثیین کے طریقے سے نہیں ہوتا، بلکہ ہر ایک کو برابر برابر حصّہ ملتا ہے۔) تو ایک اور تین میں تباین کی نسبت ہے۔ لہٰذا عدد رؤس تین ہوا۔ اب اصل مسئلہ کو بھی تین سے ضرب دیں۔ تو 9 آیا۔ میت کے اوپر تین کے آگے تصحیح کی علامت میں 9 لکھیں۔ اور نیچے ہر ایک کے سھام کو بھی تین سے ضرب دے دیں۔ تو حقیقی بھائی بہنوں کے نیچے 6 لکھیں۔ اور اخیافی بھائی بہنوں کے نیچے 3 لکھیں۔

اخیافی بھائی بہن کا حصّہ تین ہوا۔ اور اِن کے اولاد بھی تین ہیں۔ اور اس میں مال برابر برابر تقسیم ہوتا ہے۔ لہٰذ سب کو ایک ایک حصّہ دوں۔ اور ہر ایک کے نیچے ایک ایک لکھو۔

اب حقیقی بھائی بہنوں کی طرف آئیں۔ حقیقی بھائی بہنوں کو کل چھ حصّے مل گئے ہیں۔ امام محمدؒ عدد فروع سے لیتے ہیں۔ اور فروع کے اندر 2 بیٹیاں ہیں اور ایک بیٹا۔ تو گویا یہ کل چار بیٹیاں ہوئی۔ تو امام محمدؒ اس سے عدد چار لیں گے۔ اور مال آدھا آدھا تقسیم ہوگا۔ حقیقی بھائی کو تین حصّے ملیں گے۔ آگے یہی تین حصّے اُس کی بیٹی کو ملیں گی۔ تو بنتٌ کے نیچے تین لکھو۔ حقیقی بہن کو بھی تین حصّے ملیں گے۔ اور آگے اُس کے اولاد میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔ دو ان دو کے درمیان اب " للذکر مثل حظ الانثیین" کے طریقے سے بیٹے کو دو حصّے اور بیٹی کو ایک حصّہ ملے گا۔ تو ابنٌ کے نیچے 2 لکھو اور بنتٌ کے نیچے 1 لکھو۔

اب صاحب سراجیؒ اسکو اپنے الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

عندَ ابی یوسفؒ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یُقَسَّمُ کُلُّ المالِ بینَ فُروعِ بنی الاعیان تقسیم کیا جائے گا سارا مال حقیقی بہن بھائی کے فُروع کے درمیان ثُمَّ بینَ فُروعِ بنی العلات پھر بنو العلّات کے فُروع کے درمیان مال تقسیم ہوگا۔ اگر بنو الاعیان کے فُروع نہیں تو پھر مال بنو العلّات کے فُروع کے درمیان تقسیم ہوگا۔ ثم بین فروع بنی الاخیاف اور پھر بنو الاخیاف کے فروع کے اندر مال تقسیم ہوگا۔ اگر بنوالاعیان بھی نہ ہو اور بنو العلات بھی نہ ہو، تب بنو الاخیاف کے درمیان مال تقسیم ہوگا۔ اور مثال 118 میں بنو الاعیان موجود ہیں۔ تو سارا مال اُن کو مل جائے گا۔ اور بنو العلّات اور بنو الاخیاف محروم رہ جائیں گے۔ للذکر مثل حظ الانثیین مذکر کے لئے مؤنث کے دو برابر حصّہ۔ تقسیم "للذکر مثل حظ الانثیین" کے طریقے سے ہوگا۔ ارباعًا مال چار حصّوں میں تقسیم ہوگا۔ بِاعْتبارِ الابدان اُنکے بدنوں کے اعتبار سے۔ ساری وضاحت اوپر ہو چکی ہے۔

و عند محمدٍؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک یُقَسَّمُ ثُلُثُ المالِ بینَ فُروعِ بنی الاخیافِ عَلَی السَّوِیَّةِ کہ تقسیم کیا جائے گا ثلثِ مال، بنو الاخیاف کے فُروع میں برابری کے طریقے پر اثلاثا تین حصّے لِاسْتِوَاءِ اُصُولِھِم فی القسمةِ اُن کے اُصول میں تقسیم میں برابر ہونے کی وجہ سے۔ چونکہ اخیافی بھائی بہنوں میں مال برابری کے ساتھ تقسیم ہوتا ہے۔ اس لئے اُن کے فُروع میں بھی مال برابری کے ساتھ تقسیم ہوگا۔

و الباقی بین فروع بنی الاعیان اور باقی بنو الاعیان کے فروع میں تقسیم ہوگا۔ اَنصافًا آدھا آدھا۔ آدھا حقیقی بھائی کا تین، اور آدھا حقیقی بہن کا تین۔ جس طرح مثال 118 میں تھا۔ لِاعتبار عددِ الفُروعِ فی الاصول عددِ فروع کا اعتبار کرتے ہوئے اُصول میں نِصفُهُ لِبِنْتِ الْاَخِ آدھا

حقیقی بھائی کی بیٹی کے لئے۔ نصیبُ اَبیھا جو کہ اُس کے والد کا حصّہ ہے والنّصفُ الاٰخرُ بینَ وَلَدَیِ الْاُختِ اور دوسرا آدھا، بہن کے جو دو اولاد ہیں اُن کے درمیان ہوگا۔ للذّکر مثل حظّ الانثیین باعتبار الابدان اُنکے بدنوں کے اعتبار سے "للذکر مثلُ حظ الانثیین" کے طریقے پر ہوگا۔ وَ تَصِحُّ مِنْ تِسْعَةٍ اور مسئلہ صحیح ہو جائے گا 9 سے۔

و لو ترک ثلٰثَ بناتِ اور اگر کسی شخص نے چھوڑا تین بیٹیاں بنی اخوۃ بھائیوں کی بیٹوں کی۔ یعنی بھائیوں کی بیٹوں کی تین بیٹیاں چھوڑی کسی شخص نے متفرّقین اس حال میں کہ وہ بھائی مختلف ہوں۔ یعنی ایک حقیقی بھائی ہے، ایک علّاتی بھائی ہے ایک اخیافی بھائی ہے۔ ان میں سے ہر ایک بھائی کا ایک ایک بیٹا ہے۔ اور پھر اُن بیٹوں کے نیچے ایک ایک بیٹی ہے۔ بھٰذِہِ الصُّورۃِ اس صورت ک مطابق۔

الاخ لامّ	الاخ لاب	الاخ لاب و امّ
ابن	ابن	ابن
بنتٌ: اخیافی بھائی کی پوتی	**بنتٌ**: علّاتی بھائی کی پوتی	**بنتٌ**: حقیقی بھائی کی پوتی

المالُ کلُّه لبنتِ ابنِ لاخ لاب و امّ بالاتفاق اس صورت میں سارے کا سارا مال، وہ حقیقی بھائی کی پوتی کے لئے ہوگا، بالاتّفاق۔ لانھا ولدُ الْعَصَبَةِ کیونکہ وہ عصبۃ کی اولاد ہے۔ و لھا ایضًا قوّۃُ القرابۃِ اور نیز اُس کے لئے قوّت قرابت بھی ہے۔ اُس کا تعلق دو جِھت سے ہے۔ ماں کی طرف سے بھی ہے اور باپ کی طرف سے بھی۔ جبکہ باقیوں میں ایک کا تعلق صرف باپ کی طرف سے اور ایک کا تعلق صرف ماں کی طرف سے ہے۔

حقیقی بھائی کی پوتی صرف اُس کو سارا مال مل جائے گا۔ علّاتی بھائی کی پوتی بھی محروم اور اخیافی بھائی کی پوتی بھی محروم۔ علّاتی بھائی کی پوتی اس لئے محروم ہے، کیونکہ حقیقی بھائی کے سامنے علّاتی بھائی محروم ہوتا ہے۔ اس وجہ سے علّاتی بھائی کی پوتی محروم ہے۔ اخیافی بھائی کی پوتی اس لئے محروم ہے کیونکہ وہ ذوی الارحام کی اولاد ہے۔ تو ایک عصبۃ کا اولاد ہوا اور ایک ذوی الارحام کا اولاد ہوا۔ تو عصبۃ کی اولاد اولیٰ ہے ذوی الارحام کی اولاد سے۔ اس لئے اخیافی بھائی کی پوتی محروم ہوئی۔

درس 81۔ فصلٌ فی الصّنف الرّابع

ذوی الارحام کی چوتھی قسم جو کہ میّت کی دادا، دادی اور نانا، نانی کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اور اسی میں اُن کی اولاد بھی آئیں گی۔ لیکن اُن کے اولاد کو آگے الگ فصل میں ذکر کریں گے۔

تو وہ ذوی الفروض جو دادا، دادی اور نانا، نانی کی طرف منسوب ہیں اور ماں باپ کے برابر میں ہیں وہ کُل دس افراد ہیں۔ وہ دس افراد یہ ہیں۔ " حقیقی پھوپھی، علّاتی پھوپھی، اخیافی پھوپھی، اخیافی چچا، حقیقی ماموں، علّاتی ماموں، اخیافی ماموں، حقیقی خالہ، علّاتی خالہ، اخیافی خالہ"۔ تو اس میں باپ کی طرف سے چار رشتہ دار ہوئے اور ماں کی طرف سے چھ افراد ہوئے۔ یاد رکھئے! حقیقی چچا اور علّاتی چچا عصبات میں سے ہیں۔ اب اِن کا بیان ہے کہ ان میں کون مستحق ہوگا۔

الحکمُ فیھم حکم اِن کے اندر یہ ہے کہ اَنـَّهُ اِذَا انْفردَ واحدٌ مِنهُم کہ اگر اِن میں سے کوئی ایک اکیلا ہوا۔ اِسْتَحَقَّ الْمَالَ کُلَّهُ تو وہ مستحق ہوگا سارے کے سارے مال کا لِعدم الْمُزاحِمِ بوجہ مقابل کے نہ ہونے کے۔

وَ اِنِ اجْـتَمَعُوا اور اگر یہ جمع ہو جائے۔ یعنی کئی افراد ہوں اِن میں سے۔ و کان حَيِّزُ قرابتِهِم مُتَّحِدًا اور اِن کی جِہَتِ قرابت بھی مُتّحد ہو۔ قرابت بھی مختلف ہو سکتے ہیں۔ یعنی حقیقی قرابت، علّاتی قرابت اور اخیافی قرابت۔ یعنی اگر کئی افراد ہے لیکن ایک جہت سے ہے۔ یعنی یا تو سارے حقیقی ہیں یا سارے علاتی ہیں یا سارے اخیافی ہیں۔ حَيِّز: جگہ اور مُقام، یہاں جِہَتْ مراد ہے۔ کالعَمَّاتِ جیسے کئی پھوپھیاں ہیں وَالْاَعْمَامِ لِاُمٍّ یا کئی اخیافی چچا ہیں۔ اَوِ الْاَخْوالِ یا کئی ماموں ہیں و الخَالاتِ اور کئی خالائیں ہیں فالاقویٰ منھم اولیٰ بالاجماع تو اِن میں سے جو زیادہ قوی ہے، وہ بالاجماع اولیٰ ہے۔ کیونکہ قرابت کی تین صورتیں ہیں۔ یا حقیقی یا علّاتی یا اخیافی۔ سب سے قوی درجہ حقیقی یعنی ماں باپ شریک کا ہے۔ اُس کے بعد درجہ علّاتی یعنی باپ شریک کا ہے اور اُن کے بعد درجہ اخیافی یعنی ماں شریک کا ہے۔ اعنی من کان لاب و امّ یعنی وہ جو ماں باپ شریک ہے یعنی حقیقی جو ہے۔ اولیٰ وہ اولیٰ ہے۔ مِمَّنْ کان لاب اُس سے جو صرف باپ شریک ہے۔ یعنی حقیقی پھوپھی یہ اولیٰ ہے علّاتی پھوپھی سے۔ یا حقیقی ماموں اولیٰ ہے علاتی ماموں سے۔ یا حقیقی خالہ اولیٰ ہے علاتی اور اخیافی خالہ سے۔ و من کان لاب اولیٰ ممن کان لامّ اور جو باپ شریک ہوں گے وہ اولیٰ ہے ماں شریک سے۔ یعنی علّاتی اولیٰ ہے اخیافی سے۔ ذکورا کانوا اَوْ اِناثا چاہیے وہ مذکر ہو یا مؤنث۔

و ان كانو ذكورا و اناثا اور اگر وہ مذکو بھی ہو اور مؤنث بھی ہو۔ وَ اسْتَوَتْ قرابتُهُم
اور اُن کی قرابت بھی برابر درجے کے ہو۔ فللذكر مثل حظ الانثيين تو پھر مذکر کے لئے دو
مؤنث کے مثل حصّہ ہوگا۔ كَعَمٍ وَّ عمةٍ جیسے چچا اور پھوپھی كلاهما لامّ دونوں ماں
شریک یعنی اخیافی ہوں۔ دیکھئے جہت قرابت بھی متحد ہیں اور قرابت برابر درجے کے ہیں۔ تو پھر
ان میں مال "للذکر مثلُ حظ الانثیین" کے طریقے پر تقسیم ہوگا۔ او خالٍ و خالةٍ یا ماموں اور
خالہ كلاهما لاب و امّ اور یہ دونوں ماں باپ شریک ہیں۔ یعنی حقیقی ماموں اور حقیقی خالہ۔
ان میں بھی مال "للذکر مثلُ حظ الانثیین" کے طریقے پر تقسیم ہوگا۔ او لابٍ یا دونوں باپ
شریک ہیں۔ یعنی علّاتی ماموں اور علّاتی خالہ۔ ان میں بھی مال "للذکر مثلُ حظ الانثیین" کے
طریقے پر ہوگا۔ او لامّ یا دونوں ماں شریک ہیں۔ یعنی اخیافی ماموں اور اخیافی خالہ۔ ان میں بھی
مال "للذکر مثلُ حظ الانثیین" کے طریقے سے تقسیم ہوگا۔

و ان كان حَيِّزُ قرابتِهم مختلفًا اور اگر ان کی جہت قرابت مختلف ہو۔ یعنی باپ کی طرف
سے ہیں اور کچھ ماں کی جانب سے ہیں۔ فَلَا اِعْتبار لِقوة القرابةِ تو پھر قوّتِ قرابت کا کوئی
اعتبار نہیں ہوگا۔ كَعَمَّةٍ لاَبٍ و اُمٍّ و خالةٍ لاُمٍّ جیسے کہ حقیقی پھوپھی اور اخیافی خالہ۔ اب
جہت قرابت مختلف ہے۔ اس لئے قوّت قرابت کا اعتبار نہیں۔ اور مال دونوں کو ملے گا۔ اب مال
کس طرح ملے گا۔ تو صاحب کتاب آگے فرمائیں گا۔ او خالةٍ لِلاَبِ وَ اُمٍّ وَ عمةٍ لِلاُمٍّ یا خالہ ہے
حقیقی اور پھوپھی ہے اخیافی۔ اب بھی جہت قرابت مختلف ہے۔ لہٰذا مال دونوں کو ملے گا۔
فالثلثان لقرابة الاب پس دو ثُلُث یعنی دو تہائی باپ کے قرابت کے لئے ہے۔ و هو نصيبُ
الاب اور وہ باپ کا حصّہ ہے۔ والثلث لقرابة الامّ اور ایک ثلث ماں کی قرابت کے لئے ہے۔
و هو نصيبُ الاُمّ اور وہ ماں کا حصّہ ہے۔

مثلاً اگر کسی شخص کا انتقال ہو جائے اور اُس کے رشتہ داروں میں صرف ماں باپ زندہ ہے۔
تو ماں کو ثلث الکل ملے گا۔ اور باپ بطور عصبة دو ثلث لے گا۔ تو اسی وجہ سے باپ کے جو
رشتہ دار ہیں تو اُن میں دو ثلث آپس میں تقسیم ہوگا۔ اور ماں کے طرف کے جو رشتہ دار ہیں اُن
میں ایک ثلث آپس میں تقسیم ہوگا۔

ثم ما اصابَ کُلَّ فریقٍ پھر وہ جو پہنچے ہر فریق کو۔ یعنی وہ جو ملے ہر فریق کو یُقَسَّمُ بینهم کما لَوِ اتَّحَدَ حَیِّزُ قرابَتِهِم تو وہ اُن کے درمیان تقسیم کیا جائے گا جیسے کہ اگر اُن کی جہت قرابت مُتَّحد ہوتی۔ یعنی "للذکر مثلُ حظ الانثیین" کے طریقے سے تقسیم کیا جائے گا۔

خلاصه: تو اوّلاً یہ دیکھئے! یہ سارے باپ کے جہت کے ہیں یا ماں کے جہت کے ہیں یا دونوں جہت کے ہیں۔ اگر باپ کے جہت کے ہیں، تو پھر اُن میں جو زیادہ قوی ہے، وہ حقدار ہوگا۔ اور اگر اُس میں پھر کئی افراد آجائے تو تقسیم "للذکر مثلُ حظ الانثیین" کے طریقے سے ہوگا۔ اسی طرح اگر ماں کی جہت سے کئی افراد آجائے تو اس میں بھی مال "للذکر مثلُ حظ الانثیین" کے طریقے سے تقسیم ہوگا۔

اور اگر ماں باپ دونوں طرف سے ذوی الارحام موجود ہیں۔ پھر باپ کے جہت والوں کو دو ثلث ملیں گے اور ماں کے جہت والے کو ایک ثلث ملیں گا۔ اور پھر یہ جو باپ کے جہت والوں کو دو ثلث ملیں یہ پھر باپ کے جہت والوں میں "للذکر مثلُ حظ الانثیین" کے طریقے سے تقسیم ہوگا۔ اور یہ جو ایک ثلث ماں کے جہت والوں کو ملا ہے یہ پھر ان میں "للذکر مثلُ حظ الانثیین" کے طریقے سے تقسیم ہوگا۔

درس 82۔ فصلٌ فی اولادهم یہ فصل ہے اُن کی اولاد میں

ذوی الارحام میں سے چوتھی قسم ہم پڑھ رہے تھے۔ ان میں دس افراد شامل ہیں۔ جن کا ذکر گذشتہ فصل میں ہو چکا تھا۔ وہاں مصنف رح نے کئی ضابطے ذکر کئے، کہ کس طرح اِن میں مال وراثت تقسیم ہوگا، لیکن یہ ذکر نہیں کیا تھا کہ جو میّت کے زیادہ قریب ہو وہ زیادہ حقدار ہوگا۔ کیونکہ وہ سارے ایک ہی درجے کے تھے۔ ہاں اُن دس افراد کے اولاد میں کوئی قریب والا ہوگا اور کوئی بعید والا ہوگا۔ تو اِس کو ذکر کریں گے۔

الحکمُ فیهم کالحکم فی الصّنف الاوّل اُن کے اندر حکم اس طرح ہے جس طرح حکم پہلی قسم میں تھا۔ اعنی اولٰهم بالمیراث اقربُهم الی المیّت یعنی اِن میں میراث کے زیادہ لائق وہ ہے جو میّت کے زیادہ قریب ہے۔ مِنْ اَیِّ جِهَةٍ کانَ جس جہت سے بھی ہو۔ چاہے حقیقی کی اولاد ہو، یا علاتی کی اولاد ہو یا اخیافی کی اولاد ہو۔

وان استووا فی القرب اور اگر وہ برابر ہو قرب کے اندر، یعنی جو زندہ ہے اس وقت وہ سب دوسرے درجے والے ہیں یا تیسرے درجے والے ہیں۔ وغیرہ و کان حَیِّزُ قرابتِهِم متّحدًا اور اُن کی جہت قرابت بھی متّحد ہو، یعنی سارے یا تو باپ کے طرف سے ہیں یا سارے ماں کی طرف سے

ہیں۔ فمن کانت له قوةُ القرابةِ پس جس کے لئے قوّت قرابت ہے فھو اَولٰی بالاجماع تو وہ بالاجماع اولیٰ ہے۔

و ان استووا فی القرب والقرابة اور اگر وہ برابر ہو قرب میں بھی اور قرابت میں بھی - یعنی سارے ہی یا تو حقیقی کی اولاد ہیں یا علّاتی کی اولاد ہیں۔ و کان حَیِّزُ قرابتِھم متحدًا اور اُنکی جہت قرابت بھی متحد ہیں۔یعنی ایک ہی جہت سے ہیں۔ والد کی طرف سے ہں یا والدہ کی طرف سے ہیں۔ فولدِ العَصَبةِ اولیٰ پھر ولد عصبة اولیٰ ہوں گے۔ کبنت العمّ و ابن العمّة جیسا کہ چچا کی بیٹی اور پھوپھی کا بیٹا کلاھما لاب و امّ او لابٍ وہ چچا اور پھوپھی دونوں حقیقی ہوں یا دونوں علّاتی ہوں۔ المالُ کلّه لبنت العمّ تو مال سارے کا سارا چچا کی بیٹی کے لئے ہوگا۔ لِاَنّھا ولدُ العَصَبَةِ کیونکہ وہ عصبة کی اولاد ہے۔ دیکھو! چچا کی بیٹی اور پھوپھی کا بیٹا قُرب میں دونوں برابر ہیں۔ اور دونوں ایک ہی جہت کے ہیں۔ یعنی والد کی طرف سے ہیں۔ اور دونوں قوّت قرابت میں بھی برابر ہیں۔ یعنی دونوں حقیقی ہیں۔ یا دونوں علّاتی ہیں۔ لیکن چچا چونکہ عصبة ہے اور پھوپھی ذوی الارحام میں سے ہیں۔ تو چچا کی بیٹی عصبة ہونے کی وجہ سے اولیٰ ہوئی ذوی الارحام کی اولاد سے۔

و ان کان احدُھما لاب و امّ و الأخرُ لابٍ اور اگر ان دونوں میں ایک حقیقی ہو اور دوسرا علّاتی ہو۔ یعنی اِن چچا اور پھوپھی میں ایک حقیقی ہوں اور دوسرا علّاتی ہوں۔ المالُ کلهُ لمن کان لهُ قوةُ القرابةِ فی ظاھرا الروایة تو مال سارا کا سارا اُس کا ہوگا جس کے لئے قوّت قرابت ہے ظاھرِ روایت میں۔ مثلاً حقیقی پھوپھی کا بیٹا اور علّاتی چچا کی بیٹی۔ اب دیکھا جائے تو علّاتی چچا کی بیٹی عصبة کی اولاد ہے اُس کو ترجیح ہونا چاہئے، اور دوسری طرف دیکھا جائے تو حقیقی پھوپھی کا بیٹا ہے۔ تو حقیقی پھوپھی کے بیٹے کو قوت قرابت حاصل ہے۔ تو اب کس کو ترجیح دیں گے؟ عصبة کی اولاد کو یا قوت قرابت والے کو؟ تو کہتے ہیں کہ جس کے لئے قوت قرابت ہے اُس کو ترجیح دی جائیگی ظاھر روایت کے مطابق۔ تو اس صورت میں مال حقیقی پھوپھی کے بیٹے کو مل جائے گا اور علّاتی چچا کی بیٹی محروم رہے گی۔

امام محمدؒ کی چھ کتابیں جو ہیں، اُن میں جو مسائل مذکور ہیں۔ اُن کو ظاھر الروایة کہا جاتا ہے۔ وہ چھ کتابیں، " مبسوط، زیادات، صِیرّ صغیر، صیر کبیر، جامع صغیر اور جامع کبیر" یہ ہیں۔

یہ قوت قرابت والے کو عصبۃ کے اولاد پر ترجیح کیوں ہوں گی؟ **قیاسًا** قیاس کرتے ہوئے **علیٰ خالةٍ لابٍ** علاّتی خالہ پر قیاس کرتے ہوئے۔ **معَ کونِها ولدَ ذی رحمٍ** باوجود اُس کے ذو رحم کے اولاد ہونے کے۔ **ھی اولیٰ** یہ اولیٰ ہے۔ یعنی یہ علاّتی خالہ اولیٰ ہے۔ **بقوة القرابة** قوۃ قرابت کی وجہ سے **من الخالةِ لِاُمٍّ** اخیافی خالہ سے **مع کونِـها ولدَ الوارِثَةِ** باوجود اِس کے کہ وہ وارثہ کی اولاد ہے۔

ایک ہے علاّتی خالہ اور ایک ہے اخیافی خالہ۔ علاّتی خالہ کسے کہتے ہیں؟ اُس خالہ اور مرنے والے کی ماں کا والد ایک ہی ہے۔ لیکن مائیں الگ الگ ہیں۔ یعنی وہ میّت کے نانا کی بیٹی ہے۔ اور میّت کا نانا ذوی الارحام میں سے ہے۔ تو یہ علاّتی خالہ ذوی الارحام کی اولاد میں سے ہوئی۔

اب دوسری طرف اخیافی خالہ ہے۔ اخیافی خالہ کسے کہتے ہیں؟ مرنے والے کی ماں کی ماں اور خالہ کی ماں ایک ہی ہو، لیکن باپ الگ الگ ہوں تو اِسے اخیافی خالہ کہتے ہیں۔ یعنی اخیافی خالہ مرنے والے کی نانی کی بیٹی ہے۔ اب یہ اخیافی خالہ وارثہ کی بیٹی ہے۔ کیونکہ نانی ذوی الارحام میں سے نہیں بلکہ جدّہ صحیحہ ہونے کی وجہ سے ذوی الفروض میں سے ہے۔

اب دیکھئے! اخیافی خالہ یہ وارثہ کی اولاد ہوئی۔ اور علاّتی خالہ ذوی الارحام کی اولاد ہوئی۔ لیکن ترجیح علاّتی خالہ کو ہے۔ کیونکہ علاّتی خالہ کے لئے قوت قرابت ہے۔ معلوم ہوا قوّتِ قرابت کو اولادِ وارث ہونے پر ترجیح ہے۔

تو اِسی پر قیاس کرتے ہوئے ہم نے کہا! قوّتِ قرابت کو ترجیح ہے عصبۃ کے اولاد ہونے پر۔ پیچھے ذکر آیا تھا نا! حقیقی پھوپھی کا بیٹا اور علاّتی چچا کی بیٹی۔ حقیقی پھوپھی: مرنے والے کے باپ کی حقیقی بہن۔ یعنی مرنے والے سے اسکا رشتہ دادا کے واسطے سے بھی ہے اور دادی کے واسطے سے بھی ہے۔ اور دوسری طرف علاّتی چچا کی بیٹی ہے۔ علاّتی چچا: مرنے والے کے باپ کا علاّتی بھائی۔ یعنی مرنے والے سے اسکا رشتہ صرف دادا کے واسطے سے ہے۔ اور مرنے والے کے باپ اور اُس علاتی چچا کی ماں الگ الگ ہیں۔

تو دیکھو! وہ حقیقی پھوپھی تھی، اُس کے ذریعے رشتہ دادا کے ذریعے بھی تھا اور دادی کے ذریعے بھی تھا۔ اور علاّتی چچا سے رشتہ صرف دادا کے ذریعے ہے۔ تو حقیقی پھوپھی کو قوّت قرابت حاصل ہے۔ اور علاّتی چچا عصبۃ میں سے ہے۔ تو حقیقی پھوپھی کا بیٹا اسکو قوت قرابت حاصل ہے، اور علاتی چچا کی بیٹی یہ عصبۃ کی اولاد ہے۔ اب ظاہر روایت کے مطابق قوّت قرابت کو ترجیح دیں گے اولادِ عصبۃ پر ۔ اور یہ قیاس اِس سے ملا، "کہ علاّتی خالہ کو ترجیح

ہوتی ہے اخیافی خالہ پر"۔ اور علّاتی خالہ کو ترجیح قوّت قرابت کی وجہ سے حاصل ہے۔ حالانکہ اخیافی خالہ یہ وارثہ کی اولاد ہے۔

تو معلوم ہوا کہ قوت قرابت کو وارث کے اولاد ہونے پر تقدّم حاصل ہے۔

لان الترجیحَ اس لئے کہ ترجیح دینا جو ہے لِمَعْنىً فیهِ اُس سبب کی وجہ سے ہوگا، جو اُس ذو رحم کی اپنی ذات میں ہو۔ یعنی قوت قرابت اُس ذو رحم کی ذات میں ہو۔ مثلاً حقیقی پھوپھی کا بیٹا۔ یہ بھی ترجیح کا تقاضا کر رہا ہے، اِس وجہ سے کہ اِس کے اپنے ذات میں قوّت قرابت موجود ہے۔ اور علّاتی چچا کی بیٹی بھی ترجیح کا تقاضا کر رہی ہے۔ لیکن علّاتی چچا کی بیٹی اپنے والد کی وجہ سے ترجیح کا تقاضا کر رہی ہے کیونکہ اُسکی والد عصبة ہے۔ تو علّاتی چچا کی بیٹی غیر کی وجہ سے ترجیح کا تقاضا کر رہی ہے۔ جبکہ حقیقی پھوپھی کا بیٹا اپنی ذات کی وجہ سے ترجیح کا تقاضا کر رہی ہے۔ اور وہ سبب جو اپنے ذات میں ہو وہ اولیٰ ہوگا اُس سبب سے جو غیر کی ذات میں ہو۔ و هو قوةُ القرابةِ اور وہ سبب جو اپنی ذات میں ہو، وہ قوّت قرابت ہے۔ اَولیٰ یہ اولیٰ ہے۔ من الترجیح ترجیح دینا لمعنىً فی غیرہ اُس سبب کی وجہ سے جو اُس کےغیر میں ہو۔ و هُوَ الِادْلاءُ بالوارثِ اور وہ وارث کے ذریعے منسوب ہونا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ترجیح دینا اُس سبب سے جو اپنی ذات میں ہے ، یہ اولیٰ ہے اُس سبب سے جو اُس کے غیر میں ہے۔ اور مصنفؒ نے وہ سبب درمیان میں ذکر فرمایا، " و هو قوةُ القرابةِ"۔ اور دوسرا سبب بھی ذکر فرمایا، "و هو الِادْلاءُ بالوارثِ"۔ تو قوۃ قرابت اولیٰ ہے "ادلاء بالوارث" سے۔

و قال بعضُهم اور بعض نے فرمایا ہے۔ المالُ کلُّهُ لِبِنْتِ العَمِّ لابٍ اور مال سارے کا سارا علّاتی چچا کی بیٹی کے لئے ہوگا۔ اسی صورت میں یعنی حقیقی پھوپھی کا بیٹا اور علّاتی چچا کی بیٹی۔ ظاہر روایات کے مطابق تو مال سارے کا سارے حقیقی پھوپھی کے بیٹے کے لئے ہوگا۔ لیکن بعض علماء کے نزدیک مال سارے کا سارا علّاتی چچا کی بیٹی کے لئے ہوگا۔ لانها ولدُ العصبةِ کیونک وہ ولدُ العصبة ہے۔ لیکن بتلا دیا کہ وارث کے اولاد ہونے کے مقابلے میں قوۃ قرابت اولیٰ ہے۔

وَ اِنِ اسْتَوَوْا فی القرب اور اگر وہ سبب برابر ہو قرب میں۔ و لٰكِنِ اخْتَلَفَ حَيِّزُ قرابَتِهِم لیکن مختلف ہو اُسکی جہت قرابت ۔ یعنی بعض ذوی الارحام مرنے والے کی ماں کی طرف سے ہے اور بعض ذوی الارحام مرنے والے کے ماں کی طرف سے ہے۔ یعنی بعض اُن میں سے پھوپھی یا چچا کی اولاد ہیں۔ اور بعض اُن میں سے ماموں یا خالہ کی اولاد ہے۔ فلا اعتبار لقوۃ

القرابۃِ تو پھر کوئی اعتبار نہیں قوّتِ قرابت کا۔ و لا لِولدِ العصبۃِ اور نہ عصبۃ کی اولاد کو۔ فی ظاھر الروایۃ ظاھر الروایت میں۔ مثلاً ایک ذو رحم ماں کی جانب سے ہے اور ایک ذو رحم باپ کی جانب سے۔ یعنی پھوپھی یا چچا کی اولاد ہے۔ اور ایک طرف ماموں یا خالہ کی اولاد ہے۔ اور ایک طرف ہے حقیقی پھوپھی کا بیٹا اور ایک طرف ہے اخیافی خالہ کا بیٹا ۔ تو کیا اب قوۃ قرابت کا اعتبار کیا جائے گا کہ نہیں۔ کیونکہ حقیقی پھوپھی کو قوّۃ قرابت حاصل ہے جبکہ اخیافی خالہ کو قوت قرابت حاصل نہیں۔ تو فرمایا کہ جب جہت مختلف ہو گئی کہ ایک باپ کی جانب اور ایک ماں کی جانب تو اب قوۃ قرابت کو نہیں دیکھا جائے گا۔ اگر ایک ہی جہت میں ہوتے تو پھر قوّت قرابت کو دیکھتے ۔

باپ کی طرف سے جو ذو رحم ہے وہ "علاتی چچا کی بیٹی" ہے۔ یہ ولدُ العصبۃ ہے۔ اور دوسری طرف "علاتی ماموں کی بیٹی یا بیٹا "۔ یہ ذو رحم کی اولاد ہے۔ تو کیا مال سارا "علاتی چچا کی بیٹی" کو ملے گا؟ کہتے ہیں کہ نہیں۔ جب جہت الگ ہیں تو ولدُ العصبۃ کی وجہ سے بھی ترجیح نہیں ہوگی۔ اور قوۃ قرابت کی وجہ سے بھی ترجیح نہیں ہوگی۔ ہاں قُرب کی وجہ سے ترجیح ہوگی۔ وہ ضابطہ شروع میں بیان ہوا تھا، اس لئے یہاں ذکر نہیں کیا گیا۔

بھئی ایک شخص کا انتقال ہوا۔ باپ کی طرف سے اُس کی ایک حقیقی پھوپھی بھی زندہ ہے۔ اور ماں کی طرف سے علّاتی خالہ یا اخیافی خالہ ان دو میں سے کوئی ایک زندہ ہے۔ تو یاد رکھئے! اس صورت میں حقیقی پھوپھی کو علّاتی خالہ یا اخیافی خالہ پر ترجیح نہیں ہوگی۔ کیونکہ دونوں کی جہت الگ الگ ہے۔ حالانکہ حقیقی پھوپھی کو دیکھا جائے تو وہ میت کی دادا کی بھی بیٹی اور میّت کی دادی کی بھی بیٹی۔ تو حقیقی پھوپھی دو قرابتوں والی ہے۔ اور نیز دیکھا جائے تو دادا بھی وارث، دادی بھی وارث، دادا عصبات میں سے اور دادی ذوی الفروض میں سے۔ تو یہ حقیقی پھوپھی عصبہ کی بھی اولاد ہوئی اور ذوی الفروض کی بھی اولاد ہوئی۔ تو حقیقی پھوپھی کو قرابت بھی دو جہت سے اور وہ وارثہ کی اولاد بھی دونوں جہت سے۔ لیکن پھر بھی حقیقی پھوپھی کو ترجیح نہیں دی جائیں گی علّاتی خالہ یا اخیافی خالہ پر۔ مصنفؒ اب اسے اپنے الفاظ میں بیان فرما رہے ہیں۔

قیاسا علیٰ عمۃٍ لابٍ و امٍّ قیاس کرتے ہوئے ماں باپ شریک پھوپھی پر۔ یعنی حقیقی پھوپھی پر۔ مع کونِھا ذاتَ القرابتین باوجود اس کے کہ یہ دو قرابتوں والی ہے۔ یعنی حقیقی پھوپھی میت کے دادا کی بھی بیٹی ہے اور میت کی دادی کی بھی بیٹی ہے۔ و ولدَ الوارث من الجھتین اور یہ وارث کی بھی اولاد ہے دونوں جہت سے۔ یعنی حقیقی پھوپھی دادا کی اولاد ہے۔

اور دادا عصبة ہے۔ اور نیز یہ میّت کی دادی کی بھی اولاد ہے اور وہ ذوی الفروض میں سے ہے۔ کیونکہ دادی جدّہ صحیحہ ہے۔ هی لیست باولیٰ پھر بھی حقیقی پھوپھی اولیٰ نہیں ہے من الخالة لاب او لامّ باپ شریک خالہ سے یعنی علاّتی خالہ سے، یا ماں شریک خالہ سے یعنی اخیافی خالہ سے۔

مصنفؒ اب تقسیم کا طریقہ بتلا رہے ہیں۔ کہتے ہیں مال کی تین حصّے کئے جائیں گے۔ دو حصّے باپ کے قرابت والوں کو دیا جائے گا، اور ایک حصّہ ماں کی قرابت والوں کو دیا جائیں گا۔ یعنی باپ کا حصّہ باپ والوں کی طرف اور ماں کا حصّہ ماں والوں کی طرف دیا جائے گا۔

بھئی ماں کا ایک حصّہ کیوں اور باپ کے دو حصّے کیوں؟ جواب یہ کہ اگر مرنے والے کے صرف والدین زندہ ہوتے۔ تو اس صورت میں ماں کو ثلث الکل ملتا۔ باپ بطور عصبة ثلثان لیتا۔ تو وہ دو ثلث باپ کا حق ہے اور ایک ثلث ماں کا حق ہے۔ تو وہی حصّہ جو ذوی الارحام ہیں اُن کو بھی ملیں گا۔

لٰکن الثُلُثین لمن یُدْلِی بقرابةِ الاَبِ لیکن دو ثلُث اُس ذو رحق کے لئے ہیں جو منسوب ہے باپ کی قرابت کی وجہ سے۔ فَیُعْتَبَرُ فیهم قوةُ القرابةِ پھر اُن میں اعتبار کیا جائے گا قوّت قرابت کا۔ یعنی باپ کے طرف سے جو رشتہ دار ہیں۔ اُن میں جو قوّت قرابت والا ہوگا، اُس کو مال ملے گا باقی کو مال نہیں ملے گا۔ یعنی حقیقی پھوپھی بھی موجود، علاّتی پھوپھی بھی موجود اور اخیافی پھوپھی بھی موجود۔ تو باپ کا حصّہ دو ثلث اس طرف والے کو دیں گے۔ لیکن اس میں صرف حقیقی پھوپھی کو ملے گا، علاّتی پھوپھی یا اخیافی پھوپھی کو نہیں ملے گا۔ ثم ولدُ العصبةِ پھر ولدُ العصبة ہونے کا اعتبار کیا جائے گا۔ و الثُلُث لمن یُدْلِیْ بقرابة الامّ اور ایک ثلث مال اُن ذو رحق کے لئے ہں جو منسوب ہے ماں کی قرابت کے ذریعے۔ و تُعْتَبَرُ فیهم قوةُ القرابةِ اور اُن میں پھر قوّت قرابت کا اعتبار کیا جائے گا۔ ماں کی جانب میں کوئی عصبة ہے ہی نہیں۔ اس لئے عصبة کا اظہار ہی نہیں کیا۔ یعنی ماں کی طرف سے جو رشتہ دار ہیں۔ اُن میں جو قوّت قرابت والا ہوگا، اُس کو مال ملے گا باقی کو مال نہیں ملے گا۔ یعنی حقیقی خالہ بھی موجود، علاّتی خالہ بھی موجود اور اخیافی خالہ بھی موجود۔ تو ماں کا حصّہ ایک ثلث اس طرف والے کو دیں گے۔ لیکن اس میں صرف حقیقی خالہ کو ملے گا، علاّتی خالہ یا اخیافی خالہ کو نہیں ملے گا۔

درس 83۔ اب وہ مال جو ذوی الفروض کو ملے وہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک کس طرح تقسیم ہوگا اور امام محمدؒ کے نزدیک کس طرح تقسیم ہوگا۔ ثم عند ابی یوسفؒ پھر امام

ابو یوسفؒ کے نزدیک ما اصاب کُلَّ فریقٍ وہ جو پہنچے ہر فریق کو۔ یعنی جو حصّہ ملے ہر فریق کو یُقَسَّمُ علیٰ ابدانِ فُروعِهِم وہ تقسیم کیا جائے گا اُن کے فُروع کے بدنوں پر، یعنی جتنے افراد ہوں گے اُس اعتبار سے اُن میں مال تقسیم کیا جائے گا۔ مع اِعتبارِ عددِ الْجِهاتِ فی الفروع ساتھ اعتبار کرتے ہوئے عددِ جہات کا بھی فروع میں۔ یعنی فروع کے بدنوں کو بھی دیکھا جائے گا اور اُن کی جہت کو بھی دیکھا جائے گا۔

مثال نمبر 119

صورتِ مسئلہ امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق

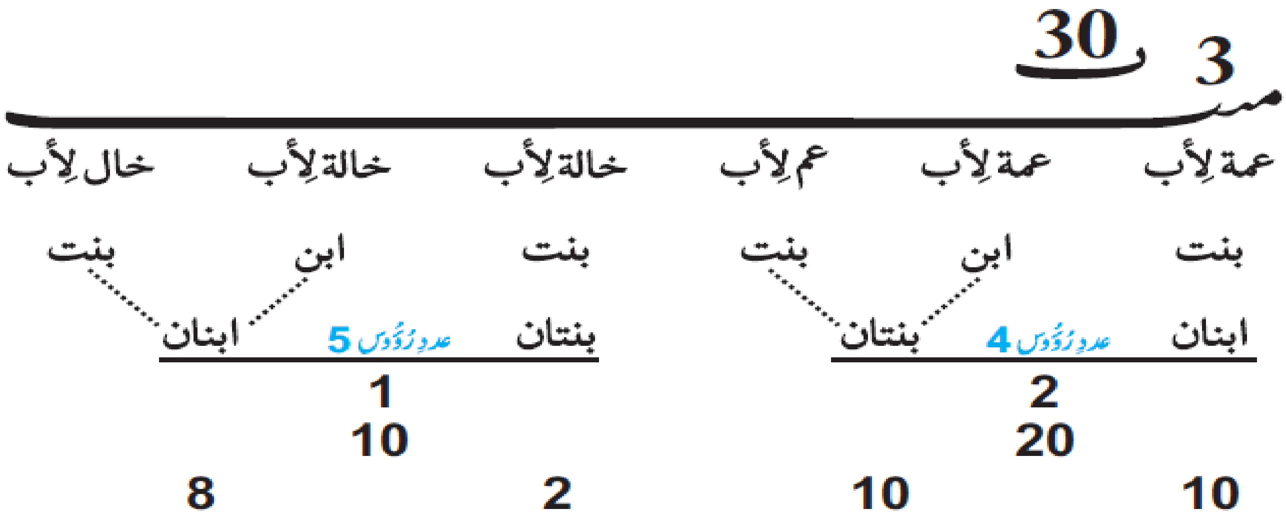

میت کے نیچے عمّۃٌ لابٍ لکھے، پھر عمّۃٌ لابٍ لکھے، پھر عمٌّ لابٍ لکھے۔ پھر خالۃٌ لابٍ، پھر خالۃٌ لابٍ اور پھر خالٌ لابٍ لکھے۔ اب پہلے عمّۃٌ لابٍ کے نیچے لکھے بنتٌ اور پھر اُسکے نیچے لکھے ابنانِ۔ دوسرے نمبر والے عمّۃ لابٍ کے نیچے لکھے ابنٌ، آگے عمٌّ لابٍ کے نیچے لکھے بنتٌ، اب اس ابنٌ اور بنتٌ کے نیچے درمیان میں لکھے بنتانِ۔ یہ اِن دونوں کی اولاد ہے۔ تو بنتانِ کو لکیر کے ذریعے ابنٌ اور بنتٌ سے ملائیں۔

اب خالۃٌ کے نیچے لکھے بنتٌ اور اس بنتٌ کے نیچے بنتان لکھے۔ پھر خالۃٌ لابٍ کے نیچے لکھے ابنٌ اور خالٌ لابٍ کے نیچے لکھے بنتٌ۔ اب اس ابنٌ اور بنتٌ کے نیچے درمیان میں لکھے ابنانِ۔ یہ اِن دونوں کی اولاد ہے۔ تو ابنانِ کو لکیر کے ذریعے ابنٌ اور بنتٌ سے ملائیں۔

اگر صرف پہلی پشت والے زندہ ہیں۔ تو اس میں عَمٌّ لابٍ یہ عصبۃ ہے۔ اور یہ سارا مال لے جائے گا۔ باقی تو سارے ذوی الارحام ہونے کی وجہ سے محروم رہیں گے۔

اور اگر دوسری نسل زندہ ہو۔ تو پھر دو حصّے مال باپ کی طرف والے کو ملے گا۔ اور ایک حصّہ ماں کی طرف والے کو ملے گا۔ باپ کی طرف سے قرابت سب کی برابر ہیں۔ اور جب قوّت قرابت

میں سب برابر ہوں تو پھر سارا مال عصبۃ کی اولاد کو ملے گا۔ تو دو ثلث عمٌّ لابٍ کی بنتٌ کو ملے گا، عصبۃ کے اولاد ہونے کی وجہ سے۔

دوسری طرف وہ جو ایک ثلث اُن کو ملے تھا وہ تینوں میں تقسیم ہوگا۔

اب یہ تیسری پشت جو ہیں یہ زندہ ہیں اور اِن سب پر مال امام ابو یوسفؒ کے طریقے پر تقسیم کیا جائے گا۔ تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک باپ کی طرف والے کو دو ثلث ملتے ہیں۔ اور ماں کی طرف والے کو ایک ثلث۔ تو مسئلہ تین سے بنے گا۔ اب باپ کی طرف میں ابنانِ اور بنتانِ کے نیچے لکیر کھینچ کر دو لکھے۔ اور آگے ماں کی طرف میں بنتانِ اور ابنانِ کے نیچے لکیر کھینچ کر ایک لکھئے۔

اب مال ان ورثاء میں تقسیم کرنا ہے۔ لیکن ان میں کسر آ رہا ہے۔ کیونکہ یہاں باپ کی طرف میں ایک طرف ابنان ہے یعنی دو بیٹے۔ اور دوسری طرف بنتان ہے لیکن یہ دو جہت سے ہیں۔ تو گویا یہ چار بنتٌ ہو گئے۔ اور چار بنتٌ دو ابنٌ کے برابر ہوتے ہیں۔ لہٰذا باپ کی طرف میں کل چار بیٹے ہو گئے۔ تو باپ کے حصّے میں تیسرے پشت میں درمیان میں لکھے عدد رؤس 4۔ اور ان کو دو حصّے ملتے ہیں۔ یہاں پر حساب کتاب کو مختصر کرنے کے لئے ہم نے دو بیٹیوں کو ایک بیٹا شمار کیا۔

اب دیکھئے ! ماں کی طرف والوں میں۔ ایک طرف بنتان ہے۔ جو ایک بیٹے کے برابر ہے۔ اور دوسری طرف ابنان ہیں۔ اور یہ دو جہت سے ہیں۔ تو گویا یہ چار بیٹے ہو گئے۔ اور اسی طرح یہ کل پانچ بیٹوں کے برابر ہوا۔ تو ماں کی طرف میں عدد رؤس میں پانچ لکھیں۔ اور انکو ایک حصّہ مل رہا ہے۔

اب باپ کی طرف میں آئیں۔ عدد رؤس چار ہے اور حصّے دو ہیں۔ تو اس میں تداخل کی نسبت ہے۔ لیکن تداخل یہاں توافق کی طرح ہے۔ اور دونوں عدد دو سے پورے پورے تقسیم ہوتے ہیں۔ لہٰذا پہلا عدد رؤس دو آیا۔ اب ماں کی طرف میں آئیں۔ عدد رؤس پانچ ہیں اور حصّہ ملا ان کو ایک۔ تو ایک اور پانچ میں تباین کی نسبت ہے۔ لہٰذا دوسرا عدد رؤس پانچ آیا۔ اب پہلے عدد رؤس جو کہ دو ہے اور دوسرا عدد رؤس جو کہ پانچ ہے ان دونوں میں تباین کی نسبت ہے۔ لہٰذا دو اور پانچ کو ضرب دیں گے تو عدد رؤس دس آیا۔

اب اصلِ مسئلہ تین کو دس سے ضرب دیں، تو تیس آیا۔ میت کے اوپر تصحیح کی علامت میں تیس لکھے۔ اور نیچے ہر کے ایک کے سہام کو بھی دس سے ضرب دیں۔ تو باپ کی طرف والوں کو بیس حصّے ملے اور ماں کی طرف والے کو دس حصّے ملے۔

اب یہ تو تھا مجموعہ۔ اب یہی بیس حصّے باپ کی جانب والوں میں تقسیم کرنا ہے۔ اور وہ دس حصّے ماں کی جانب والوں میں تقسیم کرنا ہے۔ تو باپ کی طرف میں دو بیٹے ہیں۔ اور گویا چار بیٹیاں ہیں۔ تو چار بیٹیاں دو بیٹوں کے برابر ہوتے ہیں۔ تو بیس میں سے دس حصّے ابنان کے نیچے لکھے۔ اور دس حصّے بنتان کے نیچے لکھیں۔

اسی طرح ماں کی طرف میں بنتان ایک بیٹے کے برابر ہوا۔ اور ابنان چار بیٹوں کے برابر ہوا۔ اور کل حصّے دس ہیں۔ تو بنتان کے نیچے دو لکھیں۔ اور ابنان کے نیچے آٹھ لکھیں۔

درس 84۔ ذوی الارحام کے صِنف رابع میں اُسکی اولاد کا ذکر چل رہا ہے۔ گذشتہ سبق میں ہم نے پڑھا کہ امام ابو یوسف رح کس طرح تقسیم فرماتے ہیں۔ کہ وہ فروع کے اندر فروع کے ابدان کا بھی اعتبار کرتے ہیں اور فروع کے جھات کا بھی اعتبار کرتے ہیں۔ یعنی اگر وہ دو جہت سے ہیں تو اُن کو دو شمار کیا جائے گا۔ اور پھر اُسکے مطابق اُن میں مال تقسیم کیا جائے گا۔ و عند محمّد رح اور امام محمد رح کے نزدیک یُقسَّم المالُ مال تقسیم کیا جائے گا علی اولِ بطنٍ اِختلف اوّلِ بطن جہاں پر اختلاف واقع ہو۔ یعنی ذُکور اور اُنوث کا اختلاف مع اعتبار عدد الفروع والجهات فی الاصول اعتبار کرتے ہوئے عدد فُروع کا اور جھات کا اصول میں۔ تو امام محمد رح اصول ہی کو عدد فروع کے مطابق شمار کرتے ہیں۔ یعنی اگر کسی اصول کے آگے دو فروع ہوئے۔ تو امام محمد رح اصول ہی کو دو شمار کریں گے۔ اور اسی کے مطابق مال اصول کو دیگا۔ کما فی الصّنف الاوّلِ جیسے کہ صنف اوّل میں تھا۔

اب مثال نمبر 119 کو امام محمد رح کے طریقے پر دوبارہ کرتے ہیں۔

صورتِ مسئلہ امام محمدؒ کے قول کے مطابق

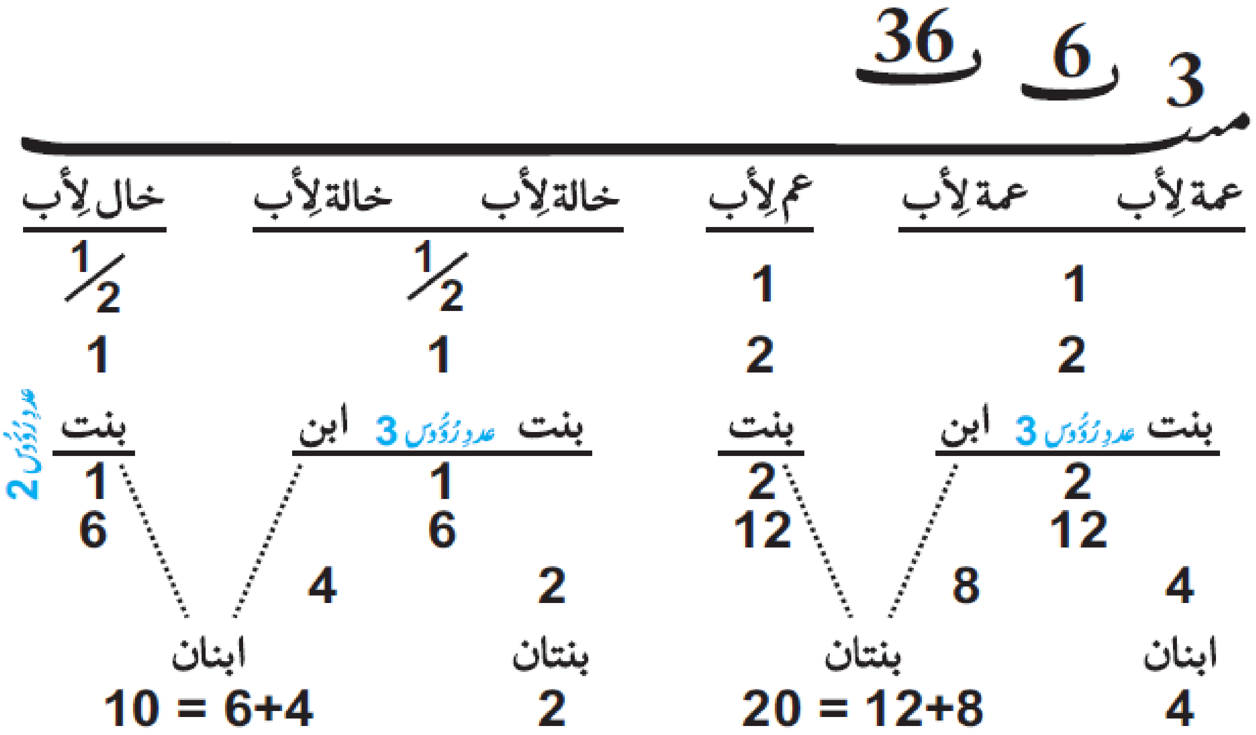

امام محمدؒ کے طریقے کے مطابق تقسیم پہلے پشت سے ہی شروع ہوں گی۔ پہلے پشت میں ہی ذکور اور اُنوث کا اختلاف آیا۔ تو مال اس پہلے پشت سے تقسیم کریں گے۔ باپ کی جانب والے کو دو ثلث اور ماں کی جانب والے کو ایک ثلث۔ تو مسئلہ تین سے بنے گا۔ اور میت کے اوپر تین لکھ لیجئے۔ اب مال کس طرح دیں گے ہر ایک کو۔ اس کی تفصیل نیچے درج ہیں۔

باپ کی طرف میں عمٌّ لابٍ کے نیچے تیسرے پشت میں بنتان ہے۔ تو وہ عدد فروع سے لیتے ہیں۔ تو گویا یہ عمٌّ لابٍ دو عمٌّ لابٍ یعنی دو چچا ہو گئے۔ اور پہلی عمۃٌ لابٍ کے نیچے تیسرے پشت میں دو ابنان ہیں۔ تو یہ عمّۃٌ لابٍ دو عمّۃٌ لابٍ یعنی دو پھوپھیاں شمار ہوں گی۔ اسی طرح دوسرے نمبر پر جو عمّۃٌ لابٍ آئی اس کے نیچے تیسرے پشت میں بنتان ہے۔ تو یہ عمّۃٌ لابٍ دو پھوپھیاں شمار ہوگی۔ تو باپ کی جانب میں چار علاتی پھوپھیاں اور دو علاّتی چچا ہو گئے۔ مال میں سے اِن کو دو حصّے ملیں ہیں۔ اور مال انکے درمیان "للذکر مثل حظ الانثیین" کے طریقے سے تقسیم کرنا ہے۔

امام محمدؒ مؤنث کا الگ گروپ بنائے اور مذکر کا الگ گروپ۔ تو عمۃ لابٍ اور عمۃٍ لابٍ کے نیچے لکیر کھینچ کر ایک گروہ بنایا۔ اور عمٌّ لابٍ کے نیچے لکیر کھینچ کر دوسرا گروہ۔ اب یہ دو پھوپھیاں چار پھوپھیوں کے برابر یعنی دو علاّتی چچاؤں کے برابر ہو گئے۔ اور یہ عمّ لابٍ بھی دو

چچاؤں کے برابر ہیں۔ تو دو حصّے مال ان میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔ اور ہر گروہ کے نیچے ایک ایک لکھیں گے۔ جیسا کہ یہ۔

مسـ

عمۃ لِأب	عمۃ لِأب	عم لِأب
1		1

اب ماں کی طرف میں، خالۃٌ لابِ ، خالۃٌ لابِ اور خالٌ لابِ ہے۔ پہلی خالۃٌ لابِ کے نیچے تیسرے پشت میں بنتان ہے۔ تو گویا اِن کے نزدیک یہ دو خالۃٌ لابِ ہو گئے۔ دوسری خالۃٌ کے نیچے تیسرے پشت میں ابنان ہے۔ تو یہ اس دوسری خالۃٌ لابِ کو دو خالۃٌ لابِ شمار کریں گے۔ تو اس حساب سے کل چار خالۃٌ لابِ ہو گئے۔ اور خالٌ لابِ کے نیچے ابنان ہے۔ تو یہ اس کو دو خالٌ لابِ شمار کریں گے۔ اب مؤنث کا ایک گروہ بنائیں۔ اور اس کے نیچے لکیر کھینچے۔ اور مذکر کا ایک گروہ بنائیں اور اسکے نیچے لکیر کھینچے۔ اب ہمارے پاس پہلی گروہ میں چار خالۃٌ لابِ دو خالٌ لابِ کے برابر ہو گئے۔ اور دوسرے گروہ کا خالٌ لابِ بھی دو خالٌ لابِ کے برابر ہوا۔ تو ایک حصّہ مال ان دونوں گروہوں میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔ اور ہر گروہ کے نیچے 1/2 لکھیں گے۔ جیسا کہ:

خالۃ لِأب	خالۃ لِأب	خال لِأب
1/2		1/2

اب کسر آیا۔ تو کسر کو ختم کرنے کے لئے ہر ایک کے سہام کو بھی دو سے ضرب دیں گے اور اصل مسئلہ کی بھی دو سے ضرب دیں گے۔ تو میت کے اوپر تصحیح کی علامت میں چھ لکھیں گے۔ باپ کی طرف میں پہلے گروہ کے نیچے بھی دو لکھے اور دوسرے گروہ کے نیجے بھی دو لکھیں۔ اور ماں کی طرف میں دونوں گروہوں کے نیچے ایک لکھیں۔ جیسا کہ

مسـ 3 ت 6

عمۃ لِأب	عمۃ لِأب	عم لِأب	خالۃ لِأب	خالۃ لِأب	خال لِأب
1		1	1/2		1/2
2		2	1		1

اب آئیں دوسری پشت میں باپ کی طرف۔ پہلی پشت میں دونوں پھوپھیوں کو دو حصّے ملے تھے۔ تیچے بنتٌ اور ابنٌ کے نیچے لکیر کھینچ کر دو لکھیں۔ یہ اِن دونوں کو ملا ہے۔ پہلی پشت میں عم لابٍ کو دو حصّے ملے تھے۔ تو دوسرے پشت میں بنتٌ کے نیچے لکیر کھینچ کر بنتٌ کے نیچے دو لکھیں۔ اسی طرح:

اب دیکھئے! دوسری پشت میں پھوپھیوں کے نیچے بنتٌ اور ابنٌ ہیں۔ اس بنتٌ کے نیچے تیسرے پشت میں ابنان ہیں۔ تو گویا یہ دو بنت کے برابر ہوگئے۔ اور ابن کے نیچے بنتان ہے، تو گویا یہ تو ابنٌ کے برابر ہو گئے۔ تو باپ کی اس طرف میں گویا دو بیٹیاں اور دو بیٹے ہو گئے۔ حساب کو آسان کرنے کے لئے گویا یہ تین بیٹے ہو گئے۔ تو ہمارے پاس پہلا عدد رؤس تین آیا۔ اور اس کو بنتٌ اور ابنٌ کے درمیان لکھیں۔

اب باپ کی جانب میں عمٌّ لابٍ کے نیچے دوسری پشت میں بنتٌ ہے۔ اس بنتٌ کے نیچے تیسری پشت میں بنتان ہے۔ تو گویا یہ دو بیٹیاں ہوئی۔ تو عدد رؤس ہے یہاں دو بیٹیاں اور اس کو حصّے بھی دو ملے۔ تو اس کے ساتھ بھی عدد رؤوس دو لکھیں۔ جیسا کہ

اب آئیں دوسری پشت میں ماں کی طرف۔ پہلی پشت میں دونوں خالاؤں کو ایک حصہ ملا تھا۔ اب دوسری پشت میں بنتٌ اور ابنٌ کے نیچے لکیر کھینچ کر ان دونوں کے نیچے ایک لکھو۔ اسی طرح پہلی پشت میں خالٌ لابٍ کو ایک حصّہ ملا تھا۔ اب دوسری پشت میں بنتٌ کے نیچے لکیر کھینچ کر ایک لکھیں۔ جیسا کہ

اب ماں کی طرف والے اس حصّے میں علّاتی خالاؤں کے نیچے بنتٌ اور ابنٌ لکھا ہے۔ تیسری پشت میں اس بنتٌ کے نیچے بنتان ہے، تو گویا یہ دوسری پشت والی بنتٌ دو بنتٌ کے برابر ہوئی۔ اور تیسری پشت میں اس ابنٌ کے نیچے ابنان لکھا ہے، تو گویا یہ دو ابنٌ کے برابر ہوا۔ تو دوسری پشت میں خالاؤں کے نیچے گویا دو بیٹیاں اور دو بیٹے ہو گئے۔ تو حساب کو آسان کرنے کے لئے اس کو تین بیٹے شمار کر لیتے ہیں۔ تو عدد رؤس تین آیا اور حصّہ ایک ملا۔ تو گویا دوسرا عدد رؤس ہمارے پاس تین آیا۔ تو اس دوسرے عدد رؤس کو بنتٌ اور ابنٌ کے درمیان لکھیں۔

اب ماں کی جانب خالٌ لابٍ کے نیچے دوسرے پشت میں ایک بنتٌ ہے، لیکن اس بنتٌ کے نیچے تیسری پشت میں ابنان ہے۔ تو گویا یہ دو بیٹیاں ہو گئی۔ اور اسکو حصّہ ایک ملتا ہے۔ تو یہاں بھی چھوٹا سا لکھیں عدد رؤس دو۔ جیسا کہ

پس ہمارے پاس چار عدد رؤس " 3، 2، 3 اور 2 " آئیں۔ تو اس سے مضروب چھ آیا۔ اب اس چھ سے سارے مسئلہ کو ضرب دیں۔ تو صورت یوں بن جائیں گی۔

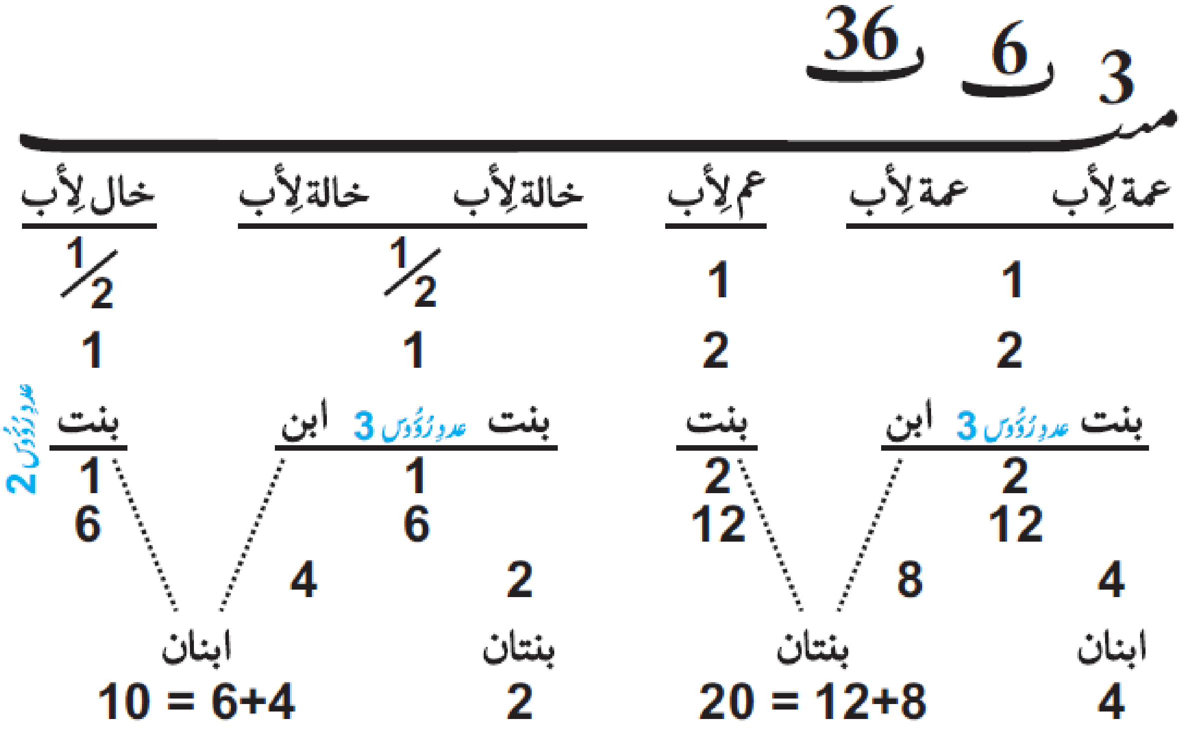

یعنی پہلی تصحیح کو مضروب چھ سے ضرب دیا تو چھتیس آیا۔ اس کو میت کے اوپر تصحیح کی علامت میں لکھا۔ پھر دوسرے پشت میں بنت اور ابن کے گروہ کو چھ سے ضرب آیا، اور اس کے نیچے 12 لکھا۔ پھر بنت کے حصے کو چھ سے ضرب دیا تو بنتٌ کے نیچے 12 لکھا۔ اب خالاؤں کی طرف، بنتُ اور ابنٌ کے حصّے کو چھ سے ضرب دیا تو بنتٌ اور ابنٌ کے نیچے چھ لکھا۔ آخر میں بنتٌ کے حصّے کو چھ سے ضرب دیا تو اس کے نیچے چھ لکھا۔

اب یہی پر ہر ایک کا حصّہ "للذکر مثل حظ الانثیین" کے طریقے سے الگ کرتے ہیں۔ تو دوسری پشت میں پہلی بیٹی کو 4 اور ابنٌ کو 8 ملا۔ بنتٌ کا وہی 12 ہے۔ ماں کی طرف میں پہلی بیٹی کو چھ میں سے 2 ملا اور ابنٌ کو چھ میں سے 4 ملا۔ اور آخر میں بنتٌ کا حصّہ یہی 6 رہا۔

اب یہ اُن کے حصّے تیسری پشت میں اُن کے وارثوں کی طرف منتقل کریں گے۔ باپ کی طرف میں پہلی بنتٌ کو چار ملا تھا تو یہی تیسری پشت میں ابنان کے نیچے لکھیں گے۔ اور یہی ابنان کا حصّہ ہوگا۔ باپ کی طرف دوسری پشت میں ابنٌ اور بنتٌ کا کل حصہ بیس بنتا ہے۔ یہی بیس آگے اُن کے ورثاء بنتان کی طرف منتقل ہو جائے گا اور بنتان کے نیچے بیس لکھیں گے۔ یہیی ان دو بہنوں کا حصہ ہے۔

اب ماں کی طرف میں پہلی بنتٌ کو دو حصّے ملے تھے۔ تو یہی دو حصّے آگے ان کے ورثاء بنتان کو منتقل ہو جائے گا۔ اور تیسری پشت میں بنتان کے نیچے دو لکھیں گے۔ دوسرے پشت میں ابنٌ اور بنتٌ کا کل حصّہ دس بنتا ہے۔ تو اگے انکے تیسرے پشت میں ان کے ورثاء ابنان کے نیچے دس لکھیں گے۔

ذوی الارحام کی چوتھی قسم ہم پڑھ رہے ہیں۔ جس میں میت کے دادا، دادی، نانا اور نانی کے اجزاء۔ یعنی حقیقی پھوپھی، علّاتی پھوپھی، اخیافی پھوپھی، اخیافی چچا، حقیقی خالہ، علاتی خالہ، اخیافی خالہ، حقیقی ماموں، علاتی ماموں اور اخیافی ماموں اور انکے اولاد ۔ یہ سارے دادا، دادی، نانا اور نانی کے اجزاء تھے۔ اگر اِن میں سے کوئی نہ ہو تو پھر اِن سے اوپر والوں کی اجزاء کی طرف جائیں گے۔ اوپر والوں میں دادا، دادی کے ماں باپ اور نانا، نانی کے ماں باپ ہیں۔ اور اُنکے جو اجزاء ہیں اور آگے پھر اُن کی جو اولاد ہے تو پھر یہ حکم اُن کی طرف منتقل ہوگا۔ اور اسی طرح آگے حکم منتقل ہوتا جائے گا۔

ثم یَنْتَقِلُ هٰذا الحکمُ پھر یہ حکم منتقل ہوگا **اِلیٰ جهةِ عُمُومَةِ اَبَوَیْهِ** میّت کے والدین کے دَدھیال کی طرف **وَ خُؤُوْلَتِهِما** اور میّت کے والدین کے ننھیال کی طرف۔ عُمومَت: باپ کی طرف سے رشتہ دار ہونا، خوولت: ماں کی طرف سے رشتہ دار ہونا۔ **ثم اِلیٰ اولادهم** پھر اُن کی

اولاد کی طرف یہ حکم منتقل ہوگا۔ اور اگر اُن میں سے بھی کوئی نہیں ہوگا۔ ثم الی جهةِ عُمومَةِ اَبَوَیْ ابویهِ پھر یہ حکم منتقل ہوگا میت کے والدین کے ددھیال کی طرف۔ وخولتهما اور میت کے والدین کے ننھیال کی طرف ثم الیٰ اولادهم پھر اُن کی اولاد کی طرف کما فی العصباتِ جیسا کہ عصبات کے اندر تھا۔

درس 85 فصل فی الخنثیٰ یہ فصل ہے خنثیٰ کے بیان میں۔

اس فصل میں خنثیٰ کے میراث کے مسائل بیان ہوں گے۔

لِلْخُنْثَیٰ الْمُشْكِلِ اَقَلُّ النصيبين خنثیٰ مشکل جو ہے اُس کے لئے جو دو حصّوں میں سے کم تر ہوگا وہ ہوگا۔ یعنی اسے مرد فرض کیا جائے اور اسکا حصّہ نکالا جائے، پھر اسے عورت فرض کریں اور اسکا حصّہ نکالا جائے۔ جس صورت میں حصّہ کم ہوں وہی خنثیٰ مشکل کا حصّہ ہوگا۔ اعنی اَسْوَأُ الْحَالَیْنِ یعنی کہ دو حالتوں میں سے بد تر۔ صاحب کتاب نے "اقل النصیبین" کی تشریح "اسوأ الخالین" سے کیا۔ اقل النصیبین کا اگر ظاہر معنیٰ لیا جائے تو اِس کا مطلب یہ ہوگا کہ خنثیٰ مشکل کو ہر صورت میں کچھ نہ کچھ ملتا ہوگا۔ لیکن بعض ایسی صورتیں ہیں کہ اگر اس کو عورت فرض کیا جائے تو یہ بالکل محروم ہو جائیں گی۔ اور بعض ایسی صورتیں ہیں جن میں اگر اسے مرد فرض کیا جائے تو پھر یہ محروم ہو جائے گا۔ تو اس لئے مصنفؒ نے "اسوأ الحالین" کہا۔ کہ دو حالتوں میں سے بد تر۔ یعنی اگر محروم ہو جائے گا تو پھر اسکو محروم مانا جائے گا۔ عندَ ابی حنیفةؒ و اصحابه امام اعظم امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور اُن کے فقہاء کے نزدیک۔ و هو قولُ عامَّةِ الصحابةِ رضی اللّٰهُ تعالیٰ عنهم اور یہی قول ہے اکثر صحابہ کرامؓ کا۔ و علیه الفتویٰ اور اسی پر فتویٰ ہے۔

مثال نمبر 120 وہ صورت جب خنثیٰ کو مرد فرض کیا گیا تو محروم رہا

مؤنث فرض کرنے کی صورت میں علّاتی خنثیٰ، علّاتی بہن ہوا

مسئلہ 6 عـ 7

علّاتی بہن (خنثیٰ)	حقیقی بہن	خاوند
1	3	3

اولاد نہ ہونے کی صورت میں خاوند کو نصف ملے گا۔ یہ نوع اوّل سے آیا۔اولاد نہ ہو اور حقیقی بہن ایک ہو تو اس کو نصف ملتا ہے۔ اور ایک حقیقی بہن کے ساتھ ایک علاّتی بہن آجائے تو اسے سدس ملتا ہے تاکہ دو ثلث مکمل جائے۔ نوع اوّل جب نوع ثانی سے ملے تو مسئلہ چھ سے بناتے ہیں۔ میت کے اوپر چھ لکھیں۔ چھ کا نصف یعنی تین خاوند کے نیچے لکھے۔ چھ کا نصف تین حقیقی بہن کے نیچے لکھے۔ اور چھ کا سدس یعنی ایک علاّتی بہن کے نیچے لکھیں۔ تو یہ کل سات حصّے ہو گئے۔ تو یہاں چھ نے ساتھ کی طرف عول کیا۔ تو عول کی علامت میں میّت کے اوپر سات لکھیں۔

مذکر فرض کرنے کی صورت میں علاّتی خنثیٰ، علاّتی بھائی ہوا

مسـ 2

خاوند	حقیقی بہن	علاّتی بھائی (خنثیٰ)
1	1	محروم

اولاد نہ ہونے کی صورت میں خاوند کو نصف ملے گا۔ یہ نوع اوّل سے آیا۔اولاد نہ ہو اور حقیقی بہن ایک ہو تو اس کو نصف ملتا ہے۔ اور علاّتی بھائی عصبة بنے گا۔ یہاں صرف نوع اوّل سے نصف آیا تو مسئلہ2 سے بناتے ہیں۔ میت کے اوپر دو لکھیں۔ دو کا نصف ایک خاوند کے نیچے لکھے۔ دو کا نصف ایک حقیقی بہن کے نیچے لکھے۔ عصبة کے لئے کچھ نہیں بچا تو اس صورت میں علاّتی بھائی(خنثیٰ) محروم رہا۔

ان دونوں حالتوں میں سب سے بد تر حالت علاّتی بھائي(خنثیٰ) کی صورت میں تھا۔ لہٰذا اس دوسرے صورت پر عمل کیا جائے گا۔ اور سارا مال شوہر اور میّت کی حقیقی بہن کے درمیان تقسیم ہوگا اور خنثیٰ کو کچھ نہیں ملے گا۔

مثال نمبر 121 وہ صورت جب خنثیٰ کو مؤنث فرض کیا گیا تو محروم رہا

مرد فرض کرنے کی صورت میں

مسئلہ 2

چچا کا بیٹا (خنثیٰ)	چچا کا بیٹا
1	1

میّت کا اور کوئی رشتہ دار نہیں۔ اور خنثیٰ کو ہم نے مذکر فرض کیا، جو میّت کے چچا کا بیٹا ہے۔ تو یہ دونوں عصبة ہیں۔ مسئلہ دو سے بنے گا۔ اور دونوں میں مال برابر برابر تقسیم ہوگا۔

مؤنث فرض کرنے کی صورت میں

مسئلہ 1

چچا کی بیٹی (خنثیٰ)	چچا کا بیٹا
محروم	1

اب خنثیٰ کو مؤنث فرض کرنے کی صورت میں ایک وارث چچا کا بیٹا ہوا اور دوسرا وارث چچا کی بیٹی ہوئی۔ تو چچا کا بیٹا عصبة میں سے ہے۔ اور چچا کی بیٹی ذوی الارحام میں سے ہے۔ اور عصبة کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام کو کچھ نہیں ملتا ۔ لہذا سارا مال چچا کے بیٹے کو ملے گا اور خنثیٰ اس صورت میں محروم رہے گی۔

ان دونوں صورتوں میں سے بد تر صورت یہ دوسرا ہے جس میں خنثیٰ محروم رہی۔ تو اس دوسرے صورت پر عمل کیا جائے گا۔

مثال نمبر 122 وہ صورت جب خنثیٰ کو مرد فرض کیا جائے تو کم حصہ ملتا ہے

جب مؤنث فرض کیا گیا

مسـ 6 عـ 8

علاّتی بہن (خنثیٰ)	اخیافی بہن	ماں	خاوند
3	1	1	3

اولاد نہ ہونے کی صورت میں خاوند کو نصف ملتا ہے۔ یہ نوع اوّل سے آیا۔ جب اولاد نہ ہو اور کسی بھی جہت سے میّت کے دو بھائی بہن ہو تو ماں کو سُدس ملتا ہے۔ یہاں پر علاّتی خنثیٰ کو علاّتی بہن فرض کیا گیا ہے۔ اخیافی بہن ایک ہے تو اسکو سدس ملتا ہے۔ اور علاّتی بہن ایک ہو تو اس کو نصف ملتا ہے۔ نوع اوّل سے نصف آیا نوع ثانی کے ساتھ۔ تو مسئلہ چھ سے بنائیں گے۔ چھ کا نصف یعنی تین حصّے خاوند کو دئیے۔ چھ کا سدس یعنی ایک ماں کو دیا۔ چھ کا سدس یعنی ایک اخیافی بہن کو دیا۔ اور چھ کا نصف یعنی تین علاّتی بہن(خنثیٰ) کو دئیے۔ یہاں چھ نے آٹھ کی طرف عول کیا۔ لہٰذا میّت کے اوپر عول کی علامت میں آٹھ لکھیں گے۔

جب مرد فرض کیا گیا

مسـ 6

علاّتی بھائی (خنثیٰ)	اخیافی بہن	ماں	خاوند
1	1	1	3

اولاد نہ ہونے کی صورت میں خاوند کو نصف ملتا ہے۔ یہ نوع اوّل سے آیا۔ جب اولاد نہ ہو اور کسی بھی جہت سے میّت کے دو بھائی بہن ہو تو ماں کو سُدس ملتا ہے۔ یہاں پر علاّتی خنثیٰ کو علاّتی بھائی فرض کیا گیا ہے۔ اخیافی بہن ایک ہے تو اسکو سدس ملتا ہے۔ اور علاّتی بھائی عصبہ بنے گا۔ نوع اوّل سے نصف آیا نوع ثانی کے ساتھ۔ تو مسئلہ چھ سے بنائیں گے۔ چھ کا نصف یعنی تین حصّے خاوند کو دئیے۔ چھ کا سدس یعنی ایک ماں کو دیا۔ چھ کا سدس یعنی ایک اخیافی بہن کو دیا۔ اور باقی کا ایک حصّہ علاّتی بھائی (خنثیٰ) کو ملے گا۔

اب دیکھئے مؤنث فرض کیا تو آٹھ میں سے تین حصّے ملے۔ یعنی 3/8۔ اور مذکر فرض کرنے سے چھ میں سے ایک ملا۔ یعنی 1/6۔ اب معلوم کرتے ہیں کہ کونسا حصّہ چھوٹا ہے۔ تو 3/8 کو اوپر نیچے 3 سے ضرب دیا تو 9/24 آیا۔ اور 1/6 کو اوپر نیچے چار سے ضرب دیا تو 4/24 آیا۔ تو پہلے صورت میں 24 میں سے 9 حصّے خنثیٰ کو ملنے تھے۔ اور دوسرے صورت میں 24 میں سے چار حصّے خنثیٰ کو ملنے ہیں۔ لہٰذ دونوں میں سے بد تر صورت یہ دوسرا ہے۔ جس میں خنثیٰ کو مرد فرض کیا گیا۔ تو لہٰذا اس دوسری صورت پر عمل کیا جائے گا۔

مثال نمبر 123 وہ صورت جب خنثیٰ کو عورت فرض کیا گیا تو کم حصہ ملتا ہے

جب مرد فرض کیا گیا

مسئلہ 5

بیٹا	بیٹی	بیٹا (خنثیٰ)
2	1	2

ہر بیٹے کو بیٹی سے دُگنا ملتا ہے۔ یہاں دو بیٹے ہیں اور ایک بیٹی۔ گویا پانچ بیٹیاں ہیں۔ تو مسئلہ پانچ سے بنے گا۔ دو حصّے بیٹے کو، پھر دو حصّے خنثیٰ کو اور ایک حصّہ بیٹی کو ملے گا۔

جب مؤنث فرض کیا گیا

مسئلہ 4

بیٹا	بیٹی	بیٹی (خنثیٰ)
2	1	1

یہاں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ مسئلہ چار سے بنتا ہے۔ دو حصّے بیٹے کو، ایک حصّہ بیٹی کو اور ایک حصّہ خنثیٰ کو۔

پس بیٹا فرض کرنے کی صورت میں پانچ میں سے دو حصّے خنثیٰ کے لئے ہے۔ اور بیٹی فرض کرنے کی صورت میں خنثیٰ کو چار میں سے ایک حصّہ ملتا ہے۔ تو بیٹی فرض کرنے کی صورت میں خنثیٰ کا حصّہ کم ہے، لہٰذا بیٹی والا صورت اختیار کیا جائے گا۔

كما اذا ترك ابنا و بنتا و خنثیٰ جیسا کسی شخص نے چھوڑا ایک بیٹا، ایک بیٹی اور ایک خُنثیٰ۔ للخنثیٰ نصیبُ بنتٍ خُنثیٰ کے لئے بیٹی کا حصّہ ہوگا۔ مثال نمبر 123 دیکھئے۔ لاَنَّه مُتَـيَقَّنٌ کیونکہ وہ یقینی ہے۔ یعنی چار میں سے ایک یعنی رُبع تو اسکا پکّا حق ہے۔

درس 86۔ و عندَ الشَّعْبِیِّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ھو قولُ ابنُ عباسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنھما اور حضرت شعبی[رض] کے نزدیک اور یہی قول حضرت ابن عباس[رض] کا بھی ہے۔ للخنثیٰ نصفُ نصیبین بالْمُنَازَعَةِ کہ خُنثیٰ کے لئے دو حصّوں کا آدھا ہے مُنازَعة کے طریقے پر۔ یعنی جھگڑے کے طریقے پر۔ اگر یہ مؤنث ہوتا تو مؤنث والا حصّہ ملتا اور اگر مذکر ہوتا تو مذکر والا حصّہ ملتا، اب یہاں کوئی طے نہیں ہوتا کہ یہ مرد ہے یا عورت۔ تو لہٰذا اب مرد اور عورت کے جو دو حصّے ہیں اسکا نصف دیا جائے گا مُنازَعة کے طریقے پر۔

گویا جھگڑا ہے ان دونوں میں۔ یہ خنثیٰ چاہتا ہے کہ اِسے زیادہ حصّہ ملے۔ اور دوسرے وارث چاہتے ہیں کہ خنثیٰ کو کم حصّہ ملے۔ تو اسکو دونوں حصّوں کا نصف ملے گا جھگڑے کے طریقے پر۔ آگے تفصیل آرہی ہے۔ و اخْتَلَفَا فی تخریجِ قولِ الشعبی[رض] اور امام محمد[رح] اور امام ابو یوسف[رح] نے اختلاف کیا ہے شعبی[رض] کے قول کی تخریج میں۔ کہ نصفِ نصیبین سے کیا مراد ہے مُنازَعة کے طریقے پر۔ قال ابو یوسفَ[رح] امام ابو یوسف[رح] فرماتے ہیں۔ لِلِابْـنِ سَهْمٌ بیٹے کے لئے ایک حصّہ ہوگا۔ و للبنتِ نصفُ سَهْمٍ اور بیٹی کے لئے نصفِ سَہم ہوگا۔ یعنی آدھا حصّہ۔ یعنی بیٹے کو بیٹی سے دُگنا ملتا ہے۔ جب بیٹے کے لئے ایک حصّہ ہو تو بیٹی کے لئے آدھا حصّہ ہوگا۔ و للخنثیٰ ثلٰثَةُ اَرْباعِ سَهْمٍ اور خنثیٰ کے لئے تین چوتھائی سَہَمْ ہوگا۔ یعنی ایک سَہم کے چار حصّے کئے جائے تو خنثیٰ کو اُس میں سے تین حصّے ملیں گے۔ لِاَنَّ الْخُنثیٰ یَسْتَحِقُّ سَهْمًا اس لئے کہ خنثیٰ مستحق ہوگا ایک سہَم کا اِنْ کان ذَکرًا اگر وہ مذکر ہوتا۔ و نصفَ سهمٍ ان کان اُنْثیٰ اور آدھے حصّے کا مستحق ہوتا اگر وہ مؤنث ہوتا۔ و هٰذا مُتَيَقَّنٌ اور یہ تو یقینی ہے۔ یعنی نصفِ سہم تو یقینی ہے۔ اور نصف سے لے کر ایک پورے حصّے تک، یہی اوپر والے آدھے میں منازعة ہے۔ خنثیٰ چاہتا ہے کہ اُسے اوپر والے نصف سے بھی ملے، اور باقی رشتہ دار چاہتے ہیں کہ خنثیٰ کو اوپر والے نصف سے کچھ بھی نہ ملے۔ فیأخُذُ نِصفَ النَّصیبین پس وہ دونوں حصّوں کا نصف لے لیں گا۔ یعنی ایک حصّہ یقینی ہے اور ایک حصّہ مشکوک ہے۔ تو دونوں جہتوں کی رعایت رکھیں گے۔ آدھا حصہ یقینی سے ملے گا اور آدھا حصّہ مشکوک سے ملے گا۔ تو یہ تین چوتھائی ہو جائے گا۔

اَوِ النِّصفَ الْمُتَيَقَّنَ مع نِصْفِ النِّصفِ الْمُتَنَازَع فيهِ یا وہ خنثیٰ نصفِ متیقَّن کے ساتھ ساتھ متنازَع فیہ کے نصف کا نصف لے لیگا۔ دیکھئے! اگر خنثیٰ مؤنث ہوتا تو نصف سھم لیتا، اور اگر مذکر ہوتا تو ایک سھم لیتا۔ معلوم ہوا کہ آدھا تو یقینی ہے۔ اب بیٹے والے ایک سھم کو ذہن میں رکھے۔ اس میں دو نصف ہوتے ہیں۔ نچھلا نصف تو یقینی ہے۔ لیکن اوپر والے نصف میں تنازع ہے۔ خنثیٰ چاہتا ہے کہ یہ اوپر والا پورا نصف مجھے ملنا چاہئے، باقی رشتہ دار چاہتے ہیں کہ یہ اوپر والا نصف خنثیٰ کو نہ ملے اور ہمارا حصّہ ہونا چاہئے۔ تو اوپر والے نصف میں تنازع ہے۔ تو اِس اوپر والے آدھے کا آدھا خنثیٰ کو دیا جائے گا، اور باقی حصّہ نہیں دیا جائے گا۔ تو دونوں کی رعایت ہو گئی۔ یعنی خنثیٰ کی بھی رعایت ہو گئی اور رشتہ داروں کی بھی رعایت ہو گئی۔

نوٹ: نصف = دو چوتھائی، نصف کا آدھا = ایک چوتھائی۔

تو خنثیٰ کا حصہ = نصف +نصف کا آدھا = دو چوتھائی + ایک چوتھائی = تین چوتھائی

فصارت لهُ ثلٰثةُ اَرباع سَهْمٍ تو خنثیٰ کے لئے تین چوتھائی سھم ہو گئے۔ وَ مَجْموعُ الْاَنصباءِ سهمانِ و ربعُ سهمٍ اور حصّوں کا مجموعہ دو حصّے اور ربع سھم ہوا۔ یعنی تینوں کے حصّوں کا مجموعہ دو سھم پورے اور ربع سھم ہے۔ تینوں سے مراد میّت کا بیٹا، بیٹی اور ایک خنثیٰ ہے۔ صورت یہ کہ جیسے پیچھے گزرا، کہ میّت کا ایک بیٹا ہو، ایک بیٹی ہو اور ایک خنثیٰ ہو۔ تو بیٹے کو ایک پورا حصّہ ملا، بیٹی کو آدھا حصّہ ملا اور خنثیٰ کو تین چوتھائی۔

پس حصّوں کا مجموعہ = ایک + آدھا + تین چوتھائی = سوا دو حصّے۔ یعنی دو حصّے پورے اور ربع سھم۔ تو مصنفؒ نے اسے "سھمانِ و ربعُ سھمٍ" کہا۔

بات چل رہی ہے حضرت شعبیؓ کے قول کی، جس کی تشریح امام ابو یوسفؒ کر رہے ہیں۔

لانه يَعْتَبِرُ السِّهامَ والعولَ چونکہ امام ابو یوسفؒ اعتبار کرتے ہیں حصّوں کا اور عول کا۔ دیکھئے! حصّوں کا اعتبار کیا۔ بیٹے کو ایک پورا حصّہ، بیٹی کو اسکا آدھا حصّہ اور خنثیٰ کو تین چوتھائی حصّہ۔ اور تینوں کو جمع کیا تو سوا دو حصّے بن گئے۔ آگے مصنفؒ نے فرمایا، والعولَ: اس سے مراد وہ عول نہیں جو ہم نے پہلے پڑھا تھا۔ بلکہ عول سے مراد یہاں کسر کو ختم کرنا ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ امام ابو یوسفؒ اعتبار کرتے ہیں حصّوں کا اور کسر ختم کرنے کا۔ وَ تَصِحُّ مِنْ تِسْعَةٍ اور صحیح ہو جائے گا مسئلہ نو سے۔

مثال نمبر 124 صورتِ مسئلہ امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق

مسئلہ $\frac{9}{4} = 2\frac{1}{4}$ ت 9

بیٹا	بیٹی	خنثیٰ
1	1/2	3/4
4	2	3

بیٹے کو ایک حصّہ ملا تھا، تو بیٹے کے نیچے ایک لکھا۔ بیٹی کو نصف ملا تھا تو بیٹی کے نیچے 1/2 لکھا۔ خنثیٰ کو تین چوتھائی ملا تھا تو خنثیٰ کے نیچے 3/4 لکھا۔ اور مسئلہ سوا دو سے بنا تھا۔ $2\frac{1}{4}$ میت کے اوپر لکھیں۔ پھر اس کو 9/4 کی صورت میں لکھیں۔ پھر 4 میں اصلِ مسئلہ کو بھی ضرب دیں اور تمام سہام کو بھی ضرب دیں۔ تو مسئلہ کی تصحیح 9 سے ہو جائے گا۔ تو میت کے اوپر تصحیح میں 9 لکھیں۔ اور نیچے بیٹے کے سہام کو چار میں ضرب دینے سے چار آیا۔ تو بیٹے کے نیچے چار لکھیں۔ بیٹی کے سہام کو چار میں ضرب دینے سے بیٹی کے نیچے دو لکھیں اور خنثیٰ کے سہام کو چار میں ضرب دینے سے خنثیٰ کے نیچے تین لکھیں۔

یا اس مسئلے کو دوسری صورت سے بھی حل کر سکتے ہیں۔ اسکو پاؤ کی صورت میں لکھو۔ بیٹے کا حصّہ ایک ہے اور ایک میں چار پاؤ ہوتے ہیں تو بیٹے کے نیچے چار پاؤ لکھیں۔ بیٹی کا حصّہ نصف ہے تو بیٹی کے نیچے دو پاؤ لکھے۔ اور خنثی کو تین پاؤ ملے تھے تو خنثی کے نیچے 3 لکھیں۔ اور مسئلہ سوا دو سے بنا تھا۔ اور سوا دو کا مطلب نو پاؤ ہوتا ہے۔ تو مسئلہ کی تصحیح میں 9 لکھیں۔ او نقولُ لِلِابن سهمان و لِلْبِنتِ سهمٌ اور یا ہم یوں کہتے ہیں کہ بیٹے کے لئے دو حصّے ہیں اور بیٹی کے لئے ایک حصّہ ہے۔ و للخنثی نصف النّصيبين اور خنثیٰ کے لئے دونوں حصّوں کا نصف۔ بیٹے کے دو حصّے اور بیٹی کا ایک حصّہ جمع کرے تو تین آیا۔ اور تین کا نصف ڈیڑھ ہوتا ہے۔ تو خنثی کو ڈیڑھ ملا۔ و هو سهمٌ و نصفُ سهمٍ اور وہ ایک پورا سہم اور ایک نصف سہم۔ صورت مسئلہ یوں ہوگا۔

مسئلہ $\frac{9}{2} = 4\frac{1}{2}$ ت 9

بیٹا	بیٹی	خنثیٰ
2	1	$1\frac{1}{2}$
4	2	3

اب بیٹے کے لئے دو حصّے، بیٹی کے لئے ایک حصّہ اور خنثیٰ کے لئے ڈیڑھ حصّہ۔ اور ڈیڑھ کا مطلب ہے 3/2 ہے۔ تو مسئلہ ساڑھے چار سے بنے گا۔ تو اوپر ساڑھے چار لکھیں۔ ساڑھے چار 9/2 ہوگا۔ کسر کو ختم کرنے کے لئے اصل مسئلہ اور تمام سہام کو دو سے ضرب دیں۔ تو مسئلہ کی تصحیح 9 سے ہوگا۔ بیٹا کے نیچے 4 لکھے، بیٹی کے نیچے 2 لکھے۔ اور خنثیٰ کے نیچے 3 لکھے۔

اب حضرت شعبی رضؓ کے قول کی تشریح امام محمدؒ کر رہے ہیں۔ و قال محمدؒ یأخذُ الخنثیٰ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ خنثیٰ لے لیں گا خُمُسَیِ المالِ مال کے دو خُمس۔ مثال 125 میں مسئلہ اولاً 5 سے بنا تھا۔ اور خنثیٰ کو دو حصّے ملے تھے، تو یہ دو خمس ہو گئے۔ ان کان ذکرًا اگر وہ مذکر ہوا و رُبُعَ المالِ اِنْ کان اُنْثیٰ اور مال کا چوتھائی لے لیں گا اگر وہ مؤنث ہوا۔ مؤنث فرض کرنے کی صورت میں مسئلہ 4 سے بنا تھا، اور خنثیٰ کو ایک حصّہ ملا تھا۔ تو یہ ربع مال ہوا۔

مثال نمبر 125 — **صورتِ مسئلہ امام محمدؒ کے قول کے مطابق**

مرد فرض کرنے کی صورت میں

مسئلہ 5 / 20

بیٹا	بیٹی	بیٹا (خنثیٰ)
2	1	2
8	4	8

بیٹی کو ایک حصّہ ملتا ہے۔ اور بیٹے کو بیٹی کا دُگنا۔ تو دو بیٹے اور ایک بیٹی ہو گئی تو مسئلہ پانچ سے بنے گا۔ میّت کے اوپر پانچ لکھیں۔ بیٹے کے نیچے دو، بیٹی کے نیچے ایک اور بیٹے کے نیچے دو لکھیں۔ اس مسئلہ کی تصحیح 20 سے ہوں گی۔ تفصیل نیچے درج ہیں۔ یعنی اصلِ مسئلہ اور تمام سِہام کو 4 سے ضرب دوں۔ تو بیٹے کا حصّہ آٹھ، بیٹی کا چار، اور خنثیٰ کا حصّہ آٹھ آیا۔

مؤنث فرض کرنے کی صورت میں

مسـ 4 تـ 20

بیٹی (خنثیٰ)	بیٹی	بیٹا
1	1	2
5	5	10

اب دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ مسئلہ 4 سے بنتا ہے۔ بیٹے کے نیچے دو اور ہر بیٹی کے نیچے ایک ایک لکھیں۔ اس مسئلہ کی تصحیح بھی 20 سے ہوں گی تفصیل نیچے درج ہیں۔ یعنی اصلِ مسئلہ اور ہر ایک کے سِہام کو 5 سے ضرب دوں۔ تو بیٹے کو دس، بیٹی کو 5 اور خنثیٰ کو 5 حصّے ملے۔

تشریح: حضرت شعبی رض کے قول کی تشریح امام محمد رح اس طرح کرتے ہیں۔ کہ پہلے مرد کا مسئلہ بناؤ، پھر عورت کا مسئلہ بناؤ۔ پھر ایک کے مسئلہ کو دوسرے کے مسئلہ سے ضرب دے۔ یہاں خنثیٰ کو بیٹا فرض کرنے کی صورت میں مسئلہ 5 سے بنا، اور بیٹی فرض کرنے کی صورت میں مسئلہ 4 سے بنا۔ تو 5 کو 4 سے ضرب دینے سے مسئلہ کی تصحیح 20 سے ہو جائیگی۔

حاصلِ مسئلہ

مسـ 40

خنثیٰ	بیٹی	بیٹا
13	9	18

پیچھے ایک مسئلہ 20 سے بنا تھا اور دوسرا مسئلہ بھی 20 سے بنا تھا۔ تو حاصلِ مسئلہ 20 اور 20 جمع کر کے 40 سے بنے گا۔ پیچھے دونوں مسئلوں میں بیٹے کو 18 حصّے ملے تھے۔ تو یہاں حاصل مسئلہ میں بیٹے کے نیچے 18 لکھو۔ پیچھے دونوں مسئلوں میں بیٹی کو 9 حصّے ملے تھے تو یہاں حاصل مسئلہ میں بیٹی کے نیچے 9 لکھو۔ اور پیچھے دونوں مسئلوں میں خنثیٰ کو 13 حصّے ملے تھے تو حاصل مسئلہ میں خنثیٰ کے نیچے 13 لکھو۔

اب مصنف رح اس مسئلہ کی وضاحت اپنے الفاظ میں فرما رہے ہیں۔ **فیأخذُ نصْفَ النصیبین** پس وہ دونوں حصّوں کا نصف لے گا۔ **و ذٰلک خمسٌ و ثُمنٌ** اور وہ خُمُس اور ثُمُن ہے۔ یعنی

دو خُمسوں کا نصف ایک خُمُس بنتا ہے۔ اور ربع کا نصف ثمن ہوتا ہے۔ باعتبار الحالین دونوں حالتوں کے اعتبار سے۔ و تَصِحُّ من اربعین اور مسئلہ کی تصحیح چالیس سے ہوگا۔ و هُوَ الْمُجْتَمَعُ مِنْ ضَرْبِ اِحْدَی الْمَسْئَلَتَین اور وہ مجموعہ ہے ضرب دینے سے دو مسئلوں میں سے ایک کو و هِيَ الْاَرْبَعَةُ اور ایک مسئلہ بنا تھا چار سے، یعنی چار میں ضرب دینا ہے فی الاخریٰ دوسرے مسئلے کو و هی الْخَمسةُ اور دوسرا مسئلہ پانچ سے بنا تھا۔ یعنی چار کو پانچ میں ضرب دینے سے۔ ثُمَّ فی الحالتین پھر دونوں حالتوں میں فمن کان لهُ شئٌ مِنَ الخمسةِ جس کے لئے کچھ چیز تھی پانچ میں فَمَضْرُوبٌ فی الاربعةِ اُس کا مضروب ہوگا چار میں۔ مثال 125 کے پہلے حصّے کا اصل مسئلہ پانچ تھا۔ تو پانچ کو بھی چار میں سے ضرب دیا اور تمام سِہام کو بھی چار میں ضرب دیا۔ و من کان لهُ شئٌ مِنَ الْاَربعةِ اور جن کو کچھ حصّہ ملا تھا چار میں سے فمضروبٌ فی الخمسةِ تو اُس کا مضروب پانچ ہوگا۔ یعنی مثال 125 کے دوسرے حصّے کا اصلِ مسئلہ چار تھا۔ اصل مسئلہ کو بھی پانچ میں ضرب دیا اور تمام سِہام کو بھی پانچ میں ضرب دیا۔ فَصَارَتْ لِلْخُنْثیٰ من الضربین تو ہو جائے گا خنثیٰ کے لئے دونوں ضربوں سے ثَلٰثَةَ عَشَرَ سهمًا اور خنثیٰ کے لئے حاصل مسئلہ سے تیرہ حصّے ہوں گے۔ جیسا کہ مثال 125 کے حاصل مسئلہ میں ہے۔ و للابن ثمانية عشر سهمًا اور بیٹے کے اٹھارہ حصّے ہوں گے و للبنت تِسْعَةَ اَسْهُمٍ اور بیٹی کے نو حصّے ہوں گے۔

درس 87 فصلٌ فی الحملِ یہ فصل ہے حمل کے بیان میں، یعنی اس میں حمل کے میراث کے احکام بیان ہوں گے۔

اکثرُ مُدَّةِ الْحَمْلِ سَنَتَانِ عندَ ابی حنیفةَ رحمه اللّٰهُ تعالیٰ حمل کے زیادہ سے زیادہ مدّت دو سال ہے امام اعظم امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک۔ امام صاحب کی دلیل یہ حدیث ہے جو کہ حضرت عائشةؓ سے روایت ہے۔ کہ وہ فرماتی ہے، " لا یَبْقَی الولدُ فِی بَطْنِ اُمِّهٖ اکثرَ مِنْ سَنَتَیْنِ"۔ کہ باقی نہیں رہ سکتا بچہ ماں کے پیٹ میں دو سال سے زیادہ۔ " وَ لَوْ بِفَلْكَةِ مِغْزَلٍ" : اگر چہ چرخے کی ایک پہیہ جتنا کیوں نہ ہو۔ اور اِس قسم کی بات عقل سے تو نہیں ہو سکتی۔ یقیناً اُس نے حضورؐ سے سنا ہوگا۔

جبکہ باقی ائمہ کے جو دلیلیں ہیں، تین سال، یا چار سال یا سات سال ہو جزئِی واقعات کو دلیل بناتے ہیں۔

و عندَ لیثِ بنِ سعدٍ ثلٰثُ سِنینَ اور لیث ابن سعدؒ کے نزدیک تین سال ہے۔ و عندَ الشَّافِعِیِّ رحمہ اللّٰہُ تعالیٰ اربعُ سنین اور امام شافعیؒ کے نزدیک حمل کی زیادہ سے زیادہ مدّت چار سال ہیں۔ و عند الزُّهرِیِّ سبعُ سنین اور امام زہریؒ کے نزدیک سات سال ہیں۔ و اقلُّها سِتَّةُ اَشْهُرٍ اور حمل کی کم سے کم مدّت چھ ماہ ہے۔ بھئی اکثر مدّت میں علماء کا اختلاف ہے لیکن اقلِّ مدّت میں علماء کا اختلاف نہیں۔ اور دلیل اسکی قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، " وَ حَمْلُهُ وَ فِصَالُهُ ثَلَاثُوْنَ شَهْرًا": کہ حمل اور اسکا دودھ چھڑانا تیس مہینے ہیں۔ اور دوسری جگہ اللہ فرماتے ہیں، " وَ فِصَالُهُ فِی عَامَیْنِ" کہ اسکا دودھ چُھڑانا دو سال میں ہوگا۔ تو اِن دونوں جگھوں سے پتہ چلتا ہے کہ حمل کی اقلِّ مدّت چھ ماہ ہیں۔

وَ یُوْقَفُ لِلْحَمْلِ عندَ ابی حنیفةَ رحمهُ اللّٰہ تعالیٰ اور روکا جائے گا حمل کے لئے امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک۔ یعنی وراثت کی مال سے کچھ حصّہ حمل کے لئے روکا جائے گا۔ اور وہ حصّہ کتنا ہوگا۔ آگے مصنفؒ بتلاتے ہیں۔ نصیبُ اربعةِ بنینَ چار بیٹوں کا حصّہ او اربع بناتٍ یا چار بیٹیوں کا حصّہ اَیُّهما اَکثرُ جو بھی اِن میں زیادہ ہوا۔ یہ چار بیٹوں یا چار بیٹیوں کا حصّہ کیوں روکا جاتا ہے؟ تو اس کے بارے میں امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ اب تک عملی طور پر ایک عورت کے ایک حمل سے زیادہ سے زیادہ چار بیٹے ہوئے ہیں۔ اور امکان ہے کہ اس کے بھی اتنے ہو جائے۔ و یُعْطیٰ لِبَقِیَّةِ الورثةِ اَقَلُّ الْاَنْصِبَاءِ اور دے دیا جائے گا باقی وارثوں کو کم تر حصّہ۔ یعنی جب حمل کے لئے چار وارثوں کا حصّہ چھوڑ دیا جائے تو باقی وارثوں کو خود بخود کم تر حصّہ ملے گا۔

و عند محمدؒ یوقف نصیبُ ثلٰثةِ بنین او ثلٰثِ بناتٍ ایُّهما اکثرُ اور امام محمدؒ کے نزدیک روکا جائے گا تین بیٹوں یا تین بیٹیوں کا حصّہ، جو اِن دونوں میں زیادہ ہوا۔ رواهُ لیثُ بنُ سعدٍ یہ روایت کیا ہے لیث ابن سعدؒ نے امام محمدؒ سے۔ و فی روایةٍ اُخریٰ اور امام محمدؒ سے دوسری روایت میں آیا ہے۔ نصیبُ ابْنَیْنِ دو بیٹوں کا حصّہ روکا جائے گا۔ و هو قولُ الحسنِ اور یہی قول ہے حسنِ بصریؒ کا بھی۔

وَ اِحْدَی الرِّوَایَتَیْنِ عن ابی یوسفؒ اور یہی ایک روایت ہے امام ابو یوسفؒ سے رواهُ عنهُ هِشامٌ جو اُس سے روایت کی ہے ہشامؒ نے۔ وَ رَوَی الْخَصّافُؒ عن ابی یوسفؒ اور روایت کیا ہے امام خصّافؒ نے امام ابو یوسفؒ سے۔ اَنَّهُ یوقفُ نصیبُ ابْنٍ واحدٍ او

بِنْتٍ واحدةٍ کہ روکا جائے گا حمل کے لئے ایک بیٹے کا حصّہ یا ایک بیٹی کا حصّہ و علیهِ الْفَتْوٰی اور اسی پر فتویٰ ہے۔ کیونکہ عموماً ایک بیٹا یا ایک بیٹی حمل سے پیدا ہوتی ہے۔ و یُؤخَذُ الکفیلُ علٰی قولہٖ اور لیا جائے گا ضامِن امام ابو یوسفؒ کے قول پر۔ یعنی وارثوں سے ضمانت لیا جائے گا، کہ اگر حمل سے دو بچے پیدا ہوئے یا تین بچے پیدا ہوئے تو آپ لوگوں نے اتنا اتنا حصّہ واپس کرنا ہے۔ فَاِنْ کانَ الحملُ من المیّتِ اگر وہ حمل مرنے والے کی طرف سے ہے۔ یعنی کسی شخص کا انتقال ہوا اور اُس کی بیوی حاملہ تھی۔ تو یہ حمل مرنے والے کی طرف سے ہے۔ و جاءَتْ بالولد اور مرنے والے کی بیوی نے بچے کو جنم دیا۔ لِتَمامِ اکثرِ مُدّةِ الحملِ اکثر مُدَّتِ حمل کے پورا ہونے کے وقت اَوْ اَقَلَّ منها یا اُس سے کم میں و لم تکن اَقَرَّتْ بِانْقِضَاءِ العدّةِ اور اِس نے اقرار نہیں کیا تھا عدّت کے گزر جانے کا۔ یعنی اِس عورت نے اپنے عدّت گزر جانے کا اقرار نہیں کیا تھا۔ یَرِثُ یہ حمل جو تھا، یہ جو اب پیدا ہوا یہ وارث بنے گا و یُورَثُ عنهُ اور اِس سے بھی وارث بنیں گے۔ مثلاً ایک شخص کا انتقال ہو جائے، اور اس کے انتقال کے بعد دو سال پورے ہونے پر یا دو سال سے پہلے پہلے اُسکی بیوی نے ایک بچّے کو جنم دیا۔ اب دیکھئے اکثر مُدّت دو سال ہے۔ اور اُس نے بھی دو سال پورے ہونے پر بچے کو جنم دیا یا اس سے پہلے پہلے بچے کو جنم دیا۔ تو مرنے والے سے اس بچے کا نسب ثابت ہو جائے گا۔ معلوم ہوا کہ یہ بچہ اُس مرنے والے کا بیٹا ہے۔ اور جب بیٹا ہے تو یہ اُس کا وارث بنے گا۔ اب اس کا حصّہ اِسے مل جائے گا۔ اور پھر اگر اس بچے کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس بچے کے والد کے رشتہ دار اِس بچے کے مال کے وارث بن جائیں گے۔

و ان جاءت بالولد لاکثرَ مِن اکثرِ مُدَّةِ الحملِ اور اگر مرنے والے کی بیوی لے آئی بچے کو یعنی بچے کو جنم دیا، حمل کے اکثر مدت سے زیادہ میں، یعنی دو سال کے بعد اُس نے بچے کو جنم دیا۔ لا یَرِثُ تو وہ بچہ وارث نہیں بنے گا۔

اب تک وہ صورت پڑھا جب حمل مرنے والے کی طرف سے تھا۔ و ان کان من غیرہٖ اور اگر حمل کسی اور سے ہو۔ یعنی مرنے والے کے کسی اور رشتہ دار کی بیوی حاملہ ہے۔ اور اگر حاملہ کی اولاد مرنے والے کے وارث بنتے ہیں۔ تو ظاہر بات ہے کہ یہ حمل بھی وارث بن جائے گا۔ مثلاً مرنے والے کی بھائی کی بیوی حاملہ ہے۔ لیکن وضع حمل سے پہلے اس مرنے والے کے بھائی کا انتقال ہو جائے۔ اور اس مرنے والے کے اور کوئی رشتہ دار نہیں ماسوائے اس حمل کے۔ تو مرنے والے کے مرنے کے بعد یہ بچہ بطور عصبة مال لے گا۔ و جاءت بالولد لِسِتَّةِ اَشْهُرٍ اور اُس نے

بچے کو جنم دیا چھ ماہ میں او اَقلَّ منها یا چھ سے کم میں یَرِثُ تو وہ وارث بنے گا وَ اِنْ جاءت بہٖ لِاَکْثَرَ من اقلِّ مدّۃِ الحملِ لا یرثُ اور اگر اُس نے بچے کو جنم دیا حمل کی اقلِّ مدت سے زیادہ میں تو پھر وہ وارث نہیں بنے گا۔ یعنی اگر اُس عورت نے چھ ماہ کے بعد بچے کو جنم دیا تو یہ بچہ پھر وارث نہیں بنے گا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اسکا حمل بعد میں ٹھہرا ہو اور یہ بچہ پیدا ہوا ہو اقلِّ مدت میں۔ مثلاً مرنے والے کے مرنے کے ساڑھے چھ ماہ بعد اُس کے ایک رشتہ دار خاتون نے ایک بچے کو جنم دیا۔ تو یہ بچہ وارث نہیں بنے گا۔ کیونکہ چھ ماہ سے اوپر کا عرضہ گزر چُکا ہے۔ تو ہو سکتا ہے کہ مرنے والے کے مرنے کے وقت یہ حمل تھا ہی نہیں۔ اور یہ ماہ مرنے والے کے فورًا بعد حاملہ ہوئی ہے اور پھر چھ ماہ میں اس نے بچے کو جنم دیا ہو۔ تو چونکہ یہاں یہ امکان ہے اس لئے وہ بچہ یہاں وارث نہیں بنے گا۔

فَاِنْ خرجَ اقلُّ الولدِ پس اگر نکلا بچے کا تھوڑا سا حصّہ۔ یعنی جنم کے دوران بچہ آدھے سے کم نکلا۔ ثم ماتَ پھر مر گیا۔ یعنی نکلتے وقت زندہ تھا۔ لیکن آدھے سے کم نکلا تھا اور اسی دوران مر گیا۔ لا یرثُ تو وہ وارث نہیں بنے گا۔ و اِنْ خرج اکثرَہٗ ثم ماتَ یرثُ اور اگر اُس کا اکثر حصّہ نکلا اور پھر مر گیا تو وہ وارث بنے گا۔ یعنی اگر بچہ آدھے سے زیادہ نکلا تھا اور اُس وقت تک زندہ تھا پھر مر گیا۔ تو اس صورت میں یہ وارث بنے گا۔

اب یہ پتہ کیسے چلے گا کہ اکثر حصّہ نکلا ہے یا نہیں نکلا۔ اب اُس کی تفصیل بیان کرنے لگے ہیں۔ فان خَرج الوَلَدُ مستقیمًا پس اگر بچہ سیدھا نکلا۔ یعنی سر باہر پہلے نکلا۔ فَالْمُعْتَبَرُ صَدْرُہٗ تو معتبر اُسکا سینہ ہے۔ یعنی اگر پورا سینہ نکلنے تک وہ زندہ تھا تو اُس کو زندہ شمار کریں گے۔ یعنی اذا خرجَ الصَّدْرُ کُلُّہٗ یرثُ یعنی اگر نکل آیا اُس کا پورا سینہ اور اُس وقت تک وہ زندہ تھا تو وہ وارث شمار ہوگا۔ وَ اِنْ خرج منکوسًا اور اگر وہ الٹا نکلا، یعنی بچے کے پاؤں پہلے نکلے۔ فَالْمُعْتَبَرُ سُرَّتُہٗ تو معتبر اُس کی ناک ہے۔ یعنی اگر بچہ الٹا پیدا ہوا اور ناک تک نکلا آیا اور اُس وقت تک زندہ تھا تو وہ وارث ہوگا۔ اور اگر اُس سے پہلے ہی مر گیا تو اُسے مردہ شمار کریں گے۔

درس 88۔ الاصلُ فی تصحیح مسائلِ الحملِ اور ضابطہ مسائل حمل کی تصحیح کے اندر یہ ہے کہ ان تُصَحَّحَ الْمَسْئَلَۃُ علیٰ تقدیرین کہ تصحیح کی جائیں گی مسئلہ کی دونوں تقدیروں پر اعنی علیٰ تقدیرِ اَنَّ الحملَ ذکرٌ و علیٰ تقدیرِ اَنـّـہٗ اُنْثیٰ یعنی اِس تقدیر پر کہ حمل مذکر ہو اور اس تقدیر پر کہ حمل مؤنث ہو۔

مثال نمبر 126 وہ صورت جب حمل کو مذکر فرض کیا گیا

مسئلہ 24 ت 216

بیٹا (حمل)	بیٹی	باپ	ماں	زوجہ
13		4	4	3

میت کے پانچ ورثاء ہیں۔ اس میں ایک بیٹے کو ہم نے حمل فرض کر لیا۔ اولاد ہو تو زوجۃ کو ثمن ملتا ہے، اولاد ہو تو ماں کو سُدس ملتا ہے۔ اور جب اولاد میں بیٹا اور بیٹی دونوں ہوں تو باپ کو سدس ہی ملتا ہے۔ نوع اوّل سے ثمن نوع ثانی کے ساتھ آیا۔ تو مسئلہ چوبیس سے بنے گا۔ میّت کے اوپر چوبیس لکھے۔ بیٹا اور بیٹی عصبۃ بنے گا۔

چوبیس کا ثمن یعنی تین زوجہ کے نیچے لکھے۔ ماں اور باپ دونوں کے نیچے چار لکھیں۔ کیونکہ ہر ایک کا حصّہ سدس ہے۔ تو یہ کل گیارہ حصّے ہو گئے۔ بقیہ تیرہ حصّے بیٹا اور بیٹی بطور عصبۃ لے گا۔ دونوں کے نیچے لکیر کھینچ کر 13 لکھیں۔ اس صورت میں مزید عمل بھی کریں گے۔ یعنی نیچے والے مسئلے کے وفق سے اصل مسئلہ اور تمام سہام کو ضرب دیں گے۔ نیچے والے مسئلہ کا وفق 9 آیا ہے۔ باقی عمل نیچے کچھ سطروں کے بعد دیکھئے۔

مثال 126 کا صورت اوّل یہاں تک چھوڑیں اور مثال 126 کے دوسری صورت کی طرف آئیں۔ جس میں حمل کو بیٹی فرض کر لیا گیا ہے۔

وہ صورت جب حمل کو مؤنث فرض کیا گیا

مسئلہ 24 ع 27 ت 216

بیٹی (حمل)	بیٹی	باپ	ماں	زوجہ
16		4	4	3

یہاں پر بھی ماں کو ثمن ملے گا، ماں اور باپ دونوں کو سدس سدس ملے گا۔ جبکہ دونوں بیٹیوں کو ثلثان ملے گا۔ ثمن نوع ثانی کے ساتھ آیا ہے تو مسئلہ 24 سے بنے گا۔ چوبیس کا ثمن یعنی تین حصّے زوجہ کے لئے، چوبیس کا سدس یعنی چار حصّے ماں کے لئے اور اسی طرح چار حصّے باپ کے لئے، چوبیس کے دو ثلث یعنی سولہ حصّے دونوں بیٹیوں کے نیچے لکیر کھینچ کر لکھیں۔ یہاں

تمام سِہام 27 کے برابر ہوئے۔ تو چوبیس نے 27 کی طرف عول کیا۔ تو میت کے اوپر عول کی علامت میں 27 لکھیں گے۔ یہ مسئلہ کی تصحیح کی۔

اب وہی عمل کریں گے جیسا کہ خنثیٰ کے مسئلے میں کیا تھا۔ اگر دونوں کے مسئلے میں تباین ہو تو ایک کے مسئلے کو دوسرے کے مسئلے سے ضرب دیں گے۔ اور اگر دونوں میں توافق کی نسبت ہوں تو پھر وفق کے ساتھ ضرب دیں گے۔

اب دیکھئے! ایک مسئلہ 24 سے بنا اور ایک مسئلہ 27 سے بنا۔ دونوں میں توافق کی نسبت ہے اور دونوں تین سے برابر برابر تقسیم ہوتے ہیں۔ اب 27 کا وفق 9 آیا۔ تو اس 9 سے پہلے مسئلہ کے اصلِ مسئلہ یعنی 24 کو بھی ضرب دے۔ اور نیچے ہر ایک کے سہام کو بھی ضرب دے دیں۔ تو صورت ایسا ہو جائے گا۔

وہ صورت جب حمل کو مذکر فرض کیا گیا

مسئلہ 24 — 216

زوجہ	ماں	باپ	بیٹی	بیٹا (حمل)
3	4	4	13	
27	36	36	117	
			39	78

یعنی 24 کو 9 سے ضرب دیا تو 216 آیا۔ ہر ایک کے سہام کو بھی 9 سے ضرب دیا اور اسکے نیچے لکھا۔ تو زوجہ کو 27 حصّے، ماں کو 36 حصّے، باپ کو 36 حصّے، بیٹی اور بیٹے دونوں کو 117 حصّے مل گئے۔ 117 کو تین پر تقسیم کریں تو 39 آیا، یہی بیٹی کا حصّہ ہے۔ اور 78 بیٹے کا حصّہ ہے۔ یہ مسئلہ کی تصحیح ہوا۔

اب دیکھئے ! پہلے مسئلے کا وفق 8 ہے۔ یعنی 24 کو 3 سے تقسیم کیا۔ اب اس وفق سے اصل مسئلہ 27 کو بھی ضرب دے اور نیچے ہر ایک کے سہام کو بھی ضرب دے۔ تو مسئلہ کا صورت یوں بنے گا۔

وہ صورت جب حمل کو مؤنث فرض کیا گیا

مسئلہ 24 عول 27 تصحیح 216

زوجہ	ماں	باپ	بیٹی	بیٹی (حمل)
3	4	4	16	
24	32	32	128	
			64	64

یعنی 27 کو 8 سے ضرب دیا تو 216 بن گیا۔ زوجہ کو 24 حصّے ملے، ماں کو 32 حصّے، باپ کو بھی 32 حصّے۔ اور دونوں بیٹیوں کو باقی کے 128 حصّے ملے۔ اور ہر بیٹی کو 64 حصّے ملے۔ یہ مسئلہ کی تصحیح ہوا۔

اب ان دونوں صورتوں میں سے کونسا صورت اختیار کرنا ہے؟ اوپر والے صورت میں "زوجہ، ماں اور باپ" کو زیادہ حصّہ ملتا ہے۔ اور نیچے والی صورت میں "زوجہ، ماں اور باپ" کو کم حصہ ملتا ہے۔ تو ان تین ورثاء کو کم تر حصّہ دیں گے۔

زوجہ کا حصّہ اوپر 27 ہے تو زوجہ کو 24 حصّے دیں گے اور تین حصّے روک لیں گے۔ ماں کا حصّہ اوپر 36 ہے۔ تو ماں کو 32 دیں گے اور انکے چار حصّے روک لیں گے۔ اسی طرح باپ کا حصّہ بھی اوپر 36 ہے۔ تو باپ کو بھی 32 حصّے دیں گے اور 4 حصّے روک لیں گے۔

پھر حمل کی طرف دیکھئے! تو بیٹے کا حصّہ زیادہ ہے تو زیادہ والا حصّہ حمل کے لئے روک لیں گے۔ تو ایک بیٹا فرض کرنے کی صورت میں حمل کے لئے 89 حصّے چھوڑیں گے۔ یعنی تین حصّے زوجہ کی، چار حصّے ماں کی، چار حصّے باپ کی اور 78 حصّے بیٹے کی۔

پھر پیدائش کے بعد دیکھ لیں گے۔ اگر بیٹی پیدا ہوئی۔ تو جو حصّے ورثاء کو ملے تھے، اُن کے یہی حصّے بنتے تھے تو وہ حصّے اُن کو ملے۔ یعنی زوجہ کی 24 بنتے تھے اور 24 ہم نے دئیے ہیں۔ ماں کے 32 بنتے تھے اور 32 دئیے ہیں۔ باپ کے 32 بنتے تھے اور 32 دئیے بھی ہیں۔ ایک بیٹی کو ہم نے 39 حصّے دئیے تھے اور حمل کے لئے 89 حصّے رکوائے تھے۔ تو 39 اور 89 کو جمع کریں تو 128 بنتا ہے۔ یہی 128 دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر کے ہر ایک کو چونسٹھ، چونسٹھ حصّے دئیے جائیں گے۔

اور اگر پیدائش کے بعد بیٹا پیدا ہوا۔ تو حمل کے لئے جو ہم نے 89 حصّے رکوائے تھے اُن میں سے زوجہ کو واپس تین حصّے دئیے جائیں گے۔ ماں کو بھی چار حصّے واپس دئیے جائیں گے۔ اور باپ کو

بھی چار حصّے واپس دیئے جائیں گے۔ تو 89 سے گیارہ حصّے اُن ورثاء کو واپس ملے تو باقی 78 حصّے رہ گئے جو بیٹے کا حصّہ ہے۔ اور بیٹی کو 39 حصّے پہلے ہی سے ملے تھے۔ یہی مسئلہ کی تصحیح ہے۔

اب یہی مسئلہ صاحب سراجیؒ اپنے الفاظ میں بیان فرما رہے ہیں۔

ثم یُنْظَرُ بَینَ تَصْحَیحَیِ المسألتین پھر دیکھا جائے گا دونوں مسئلوں کے تصحیح کے اندر فان توافقا بِجُزْءٍ اگر اُن میں توافق بِجُزْءٍ ہو۔ یعنی کسی جُز کے ساتھ توافق ہو۔ جیسا کہ 24 اور 27 کا توافق تین کے ساتھ تھا۔ فاضْرب وفقَ احدِهما فی جمیع الاٰخَرِ پھر آپ ضرب دیجئے ایک کے وفق کو دوسرے کے سارے میں۔ وَ اِنْ تبایَنا اور اگر دونوں مسئلوں میں تبایُن ہو۔ فاضرب کلَّ واحدٍ منهما فی جمیع الاٰخَر تو آپ ضرب دیجئے اِن میں سے ہر ایک کے مسئلہ کو دوسرے کے پورے میں۔ یعنی پھر پورے پورے مسئلے کو ضرب دیں گے جس طرح خنثیٰ کے مسئلہ میں تھا۔ فالحاصلُ تصحیحُ المسألةِ پس حاصل تصحیح مسئلہ ہے۔

ثم اضربْ پھر آپ ضرب دیجئے نصیبَ مَنْ کان لهُ شیءٌ اُس شخص کا حصّہ جس کو کچھ مل رہا ہے مِن مسألة ذُکورتِهِ مسئلہ ذُکورۃ میں سے۔ یعنی جب حمل کو مذکر فرض کیا۔ اب اس میں سے ہر ایک کے سِہام کو مؤنث کے مسئلہ سے ضرب دے دیں یا اُس کے وفق میں سے ضرب دے دیں۔ جیسا کہ مثال 126 میں مذکر فرض کرنے کی صورت میں تمام سہام کو 9 سے ضرب دیا تھا۔ فی مسألة اُنُوثَتِهِ اَوْ فی وَفْقِها مؤنث کے مسئلے سے یا اُس کے وفق سے۔ و من کان له شیءٌ مِن مسألة اُنوثَتِهِ فی مسألة ذکورته او فی وفْقِها اور جس کے لئے کوئی چیز ہو مسئلہ اُنوثت میں سے، اُس کے حصّے کو مسئلہ ذُکورت یا اُس کے وفق میں ضرب دیں گے۔ مثال 126 میں جب حمل کو بیٹی فرض کر لیا گیا۔ تو اس کو ذکورۃ کے افق یعنی 8 سے ضرب دیا ہر ایک کے سہام کو۔ کما فی الخنثیٰ جیسا کہ خنثیٰ میں تھا۔ ثُمَّ انْظُرْ فی الحاصلین من الضربِ پھر آپ دیکھئے دونوں کے حاصل میں اَیُّهُما اقلُّ جو اِن میں سے کم تر ہو یُعْطیٰ لِذٰلِکَ الوارِثِ وہ اُس وارث کو دے دیا جائے گا۔ جیسا کہ ایک صورت میں زوجہ کا حصّہ 27 تھا اور دوسری صورت میں 24۔ تو کم تر ان دونوں میں سے 24 ہے۔ تو یہی زوجہ کو ملے گا۔ اسی طرح باقی وارثوں میں بھی ہوگا۔ جیسا کہ مثال 126 ہے۔ والْفَضْلُ الذی بینهُما اور زیادتی جو اُن دونوں کے درمیان ہے یعنی کم تر اور زیادہ تر کے درمیان جو زیادتی ہے۔ یعنی زوجہ

کے حصّے میں تین حصّے زیادتی کے تھے۔ موقوفٌ وہ روکی جائے گی۔ مِنْ نصیب ذٰلک الوارث اُس وراث کے حصّے میں۔ تو مثال 126 میں زوجہ کے حصّے سے تین حصّے روک دئیے گئے۔
فاذا ظَهَرَ الحملُ پس جس وقت حمل ظاھر ہو جائے۔ یعنی بچے کی پیدائش ہو جائے۔ فان کان مستحقّا لجميع الموقوف پس اگر وہ بچہ مستحق ہوا سارے روکے ہوئے مال کا فَبِها تو اچھی بات ہے۔ و ان کان مستحقّا للبَعضِ اور اگر وہ مستحق تھا بعضِ حصّہ کا فَيأخُذُ ذٰلک تو وہ اُس حصّے کو لے لیگا۔ و الباقی مقسومٌ بين الورثةِ اور باقی تقسیم کر دیا جائے گا وارثوں کے درمیان فيعطیٰ لكُلِّ واحدٍ مِن الورثةِ ما کان موقوفًا مِن نصيبه پس عطا کر دیا جائے گا ہر ایک کو وارثوں میں سے وہ جو اُس کا حصّہ روکا گیا تھا اُس کے حصّے میں سے۔
کما اذا ترک بنتا وابوين وَ امْرأةً حاملاً جیسے کسی شخص نے چھوڑا ایک بیٹی کو، اور ماں باپ کو اور ایک حاملہ بیوی کو۔ یہ وہی صورت ہے جو ابھی ہم نے مثال 126 میں حل کی۔
فالمسألةُ مِن اربعةٍ و عشرين پس مسئلہ جو ہے وہ چوبیس سے ہوگا۔ علیٰ تقدير اَنّ الحملَ ذكرٌ اس تقدیر پر کہ حمل مذکر ہو۔ و مِن سبعةٍ و عشرين علیٰ تقدير اَنّهُ اُنْثیٰ اور مسئلہ ستائیس سے ہوگا اس تقدیر پر کہ حمل مؤنث ہو۔ فاذا ضُرب وفْقُ احدِهما فی جميع الاٰخَرِ پس جب ضرب دی گئی اُن دونوں میں سے ایک کے وفق کو دوسرے کے سارے میں۔
صار الحاصلُ مائتين و ستَّةَ عَشَرَ تو دو سو سولہ حاصل ہو جائے گا۔ اذ علیٰ تقدير ذُكورته للمرأةِ سبعةٌ و عشرون مذکر ہونے کے تقدیر پر بیوی کے لئے ستائیس حصّے ہیں۔ و للابوين لِكُلِّ واحدٍ ستّةٌ و عشرون کتابت کی غلطی سے عشرون لکھا ہے۔ جبکہ ثلاثونَ ہونا چاہئے۔ ای وللابوينِ لکل واحدٍ ستة و ثلاثون: اور والدین جو ہیں ہر ایک کے لئے چھتیس حصّے ہیں۔
و علیٰ تقدير اُنُوثَتِه اور مؤنث ہونے کے تقدیر پر للمرأة اربعةٌ و عشرون بیوی کے لئے چوبیس حصّے ہیں۔ و لِكُلِّ واحدٍ مِنَ الْاَبَوَينِ اثنان و ثلٰثونَ اور دونوں والدین میں سے ہر ایک کے لئے 32 حصّے ہیں۔ فَتُعْطیٰ للمرأةِ اربعةٌ و عشرون اور دے دیا جائے گا بیوی کو چوبیس حصّے و تُوقَفُ مِنْ نصيبها ثلٰثةُ اَسْهُمٍ اور روکا جائے گا بیوی کے حصّے میں سے تین حصّے و مِن نصيب کل واحد من الابوين اربعةُ اَسْهُمٍ اور والدین میں سے ہر ایک کے حصّے میں سے چار

حصّے روک دیئے جائیں گے۔ یہاں تک وہ صورت بیان کی گئی جب حمل کے لئے ایک حصّہ روک دیا جائے گا۔

اب آگے صاحب سراجیؒ وہ صورت بیان فرما رہے ہیں جب حمل کے لئے چار بیٹوں کا حصّہ روک دیا جائیں گے۔ اب پھر مثال 126 پر آئیں کہ حمل کے لئے کس طرح چار بیٹوں کا حصّہ روک دیا جائے گا۔ تو صورت یوں بنے گا۔

وہ صورت جب حمل کو چار بیٹوں کے برابر فرض کیا جائے۔

مسئلہ 24 تصحیح 216

زوجہ	ماں	باپ	بیٹی	4 بیٹے (حمل)
3	4	4	13	
27	36	36	$\frac{13}{9} = 1\frac{4}{9}$	$\frac{104}{9} = 11\frac{5}{9}$
			13	104

اس صورت میں چار بیٹوں اور ایک بیٹی کو بطور عصبة 13 حصّے ملیں گے۔ چار بیٹے آٹھ بیٹیوں کے برابر ہوں گے۔ تو یہاں پر کل 9 بیٹیاں بن جائیں گے۔ تو ایک بیٹی کا حصّہ 13/9 ہوگا۔ اور چار بیٹوں کو آٹھ بیٹیوں کے برابر 104/9 حصّہ مل جائے گا۔ اب یاد رہے مثال 126 میں نچھلے حصّے کا وفق 9 آیا تھا۔ تو یہاں پر اصلِ مسئلہ 24 کو بھی 9 سے ضرب دے اور ہر کے سہام کو بھی 9 سے ضرب دیں۔ تو میت کے اوپر تصحیح کی علامت میں 216 لکھیں۔ اور نیچے زوجہ کے نیچے 27، ماں کے نیچے 36، باپ کے نیچے بھی 36، بیٹی کا حصّہ 13 اور 4 بیٹوں کا حصّہ 104 ہے۔ تو اس میں 104 حصّے روک دیئے جائیں گے۔

اب صاحب سراجیؒ اس حساب کتاب کو اپنے الفاظ میں بیان فرما رہے ہیں۔

و تُعطٰی للبنت ثلٰثةَ عَشَرَ سَهْمًا اور بیٹی کو تیرہ حصّے دیں گے۔ لِاَنَّ الْموقوفَ فی حقِّها اس لئے کہ روکا گیا ہے اُس کے حق میں نصیبُ اربعةِ بنین چار بیٹوں کا حصّہ عند ابی حنیفةؒ امام ابو حنیفةؒ کے نزدیک۔ وَ اذا کان البنون اربعةً اور جس وقت بیٹے چار ہوں۔ تو اُس وقت بیٹی کا حصّہ ایک صحیح چار بٹ نو ہوگا۔ مصنفؒ اب وہی بیان فرما رہے ہیں۔ فنصیبُها سهمٌ تو بیٹی کے لئے ایک پورا حصّہ و اربعةُ اَتْسَاعِ سَهْمٍ اَتْسَاع یہ تُسْعٌ کی جمع

ہے۔ تُسْعُ : نوّاں حصّہ یعنی 1/9۔ تو اربعۃُ اتْساع سے مراد 4/9 ہے۔ یعنی ایک سَہم کے نو حصّے کریں تو اس میں سے چار حصّے۔ یعنی ایک سَہم پورا دینا ہے اور دوسرے سَہم سے چار تُسْعُ دینے ہیں۔ مِن اربعۃٍ و عشرین 24 حصّوں میں سے۔ مضروبٌ فی تِسعۃٍ پھر اسکو ضرب دی گئی 9 میں سے۔ فصار ثلٰثۃ عشر سھمًا تو یہ تیرہ حصّے ہو گئے۔ و ھی لھا اور یہ اُس بیٹی کا ہے۔ و الباقی موقوفٌ اور باقی موقوف ہیں۔ و ھو مائۃٌ و خَمْسَۃَ عشرَ سھمًا اور وہ 115 حصّے ہیں۔ یعنی 104 حصّے چار بیٹوں کے، تین حصّے بیوی کے، چار حصّے ماں کی اور چار حصّے باپ کے۔

فان ولدت بنتًا واحدۃ او اکثرَ پس اگر اُس عورت نے جنم دیا ایک بیٹی کو یا زیادہ کو فجمیعُ الموقوفِ للبناتِ تو سارا جو روکا گیا ہے وہ بیٹیوں کے لئے ہیں۔ کیونکہ جب حمل سے بیٹی پیدا ہو جائے تو اِس صورت میں باقی ورثاء کو کم تر ملنا تھا، اور وہ کم تر حصّہ ہم اُن کو دے چکے ہیں۔ تو پس باقی یہاں جو رہ گیا وہ سب بیٹیوں کے لئے ہوگا۔ چاہے ایک بیٹی پیدا ہوئی ہو یا زیادہ بیٹیاں پیدا ہوئی ہوں۔

و اِنْ ولدتْ ابنًا واحدًا او اکثرَ اور اگر اُس نے جنم دیا ایک بیٹے کو یا زیادہ کو فیعطیٰ للمرأۃ و الابوین ما کان موقوفا من نصیبھم تو دے دیا جائے گا بیوی کو اور والدین کو وہ جو روکا گیا تھا اُن کے حصّوں میں سے۔ بیوی کے تین حصّے روکے گئے تھے، تو وہی بیوی کو ملے گا۔ اور ماں باپ میں سے ہر ایک کے چار حصّے روک دیئے گئے تھے تو اُن کو بھی وہ چار چار حصّے مل جائیں گے۔ فما بَقِیَ پس جو باقی بچے۔ تُضَمُّ الیہِ ثلٰثۃَ عَشَرَ تو اس باقی کے ساتھ وہ تیرہ حصّے بھی ملا دیئے جائیں گے جو بیٹی کا حصّہ تھا۔ یعنی بیوی، ماں اور باپ کو اُن کے حصّے دیئے جائیں گے۔ اُس کے بعد جو حصّہ بچا اُس کے ساتھ وہ تیرہ حصّے بھی ملا دیئے جائیں گے۔ یہ تیرہ حصّے بیٹی کو ملے تھے جنم سے پہلے۔ اور پھر یہ سارے حصّے اِن کے درمیان "للذکر مثل حظ الانثیین" کے اصول سے تقسیم کریں گے۔ و یُقَسَّمُ بینَ الاولادِ اور تقسیم کر دیا جائے گا اولاد کے درمیان۔

وَ اِنْ ولدت ولدًا میّتًا اور اگر اُس نے ایک مردہ بچے کو جنم دیا۔ معلوم ہوا حمل جو بیٹا یا بیٹی فرض کیا تھا وہ ہے ہی نہیں۔ گویا اولاد صرف ایک بیٹی ہے۔ اور ایک بیٹی کی صورت میں بیٹی کو نصف ملتا ہے۔ اور والد سدس مع عصبۃ بنتا ہے۔ ماں کو سدس اور زوجہ کو ثمن۔ جیسا کہ نیچے صورت میں لکھا ہے۔

وہ صورت جب حمل مردہ ہوا

مسئلہ 24 — 216

زوجہ	ماں	باپ	بیٹی
3	4	5	12
27	36	45	108

اب صاحب سراجیؒ اس صورت کو اپنے الفاظ میں بیان کریں گے۔

فیعطیٰ للمرأۃِ والاَبَوَیْنِ ما کان موقوفًا من نصیبهم تو دے دیا جائے گا بیوی اور میّت کے والدین کو وہ جو روکا گیا تھا اُن کے حصّے میں سے۔ یعنی بیوہ کو اُس کے روکے گئے تین حصّے دئیے جائیں گے تو زوجہ کے 27 حصّے بن جائیں گے۔ ماں کے چار حصّے واپس کر کے ماں کے 36 حصّے بن جائیں گے۔ باپ کو بھی چار حصّے واپس کر کے باپ کو 36 حصّے مل جائیں گے۔ یہ باپ کا سدس حصّہ تھا۔ اب بطور عصبة بھی باپ کو کچھ ملے گا۔ و للبنت الیٰ تمامِ النِّصفِ اور بیٹی کو تمام پورے ہونے تک نصف دیں گے۔ و هو خمسةٌ و تسعون سهمًا اور اُسکو پچانوے حصّے دیں گے۔ کیونکہ اسکو تیرہ حصّے پہلے سے ملے تھے۔ تو تیرہ جمع پچانوے برابر ہے ایک سو آٹھ کے۔ و الباقی للاب اور باقی سارا باپ کا ہوگا۔ و هو تسعةُ اسهم اور وہ 9 حصّے ہیں۔ باپ کو بطور سدس 36 حصّے ملے اور بطور عصبة 9 حصّے تو یہ کل 45 حصّے ہو گئے۔ لانه عصبةٌ کیونکہ باپ عصبة ہے۔

درس 89 فصلٌ فی الْمَفْقُودِ یہ فصل ہے گم شدہ کے بیان میں

اس فصل میں گم شدہ شخص کے میراث کے مسائل بیان ہوں گے۔

المفقودُ حیٌّ فی مالِهِ وہ گم شدہ شخص زندہ ہے اپنے مال کے حق میں۔ اور جب یوں سمجھا جائے کہ وہ زندہ ہے تو اُس کا مال وارثوں کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔ حتی لا یرثَ منه احدٌ یہاں تک کہ کوئی ایک بھی وراث نہیں بنے گا اس سے۔ یعنی اِس مفقود شخص سے۔ و میّتٌ فی مالِ غیرِه اور یہ جو مفقود ہے یہ مردہ ہے اپنے غیر کے مال میں۔ حتی لا یرثَ مِنْ احدٍ یہاں تک کہ یہ وارث نہیں ہوگا کسی ایک سے بھی۔ و یُوقَفُ مالُهُ حتیّٰ یَصِحَّ موتُهُ اور روکا جائے گا

اِس کے مال کو یہاں تک کہ صحیح ہو جائے اُسکی موت۔ یعنی کہ ثابت ہو جائے اُس کی موت۔ او تَمْضِی علیہِ مُدّۃٌ یا اِس پر ایک مُدّت گزر جائے۔ تو اِس مُدّت تک اس مفقود کے مال کو روکا جائے گا۔ اب یہ مدت کتنا ہے۔ آگے مصنفؒ اسکے بارے مختلف روایات ذکر فرما رہے ہیں۔ اسکے بارے میں بہت سے اقوال ہیں۔ یہاں پر چند اقوال یہ ذکر کریں گے۔ ویسے تقریباً دس، بارہ اقوال تک ہیں اس بارے میں۔

و اختلفَ الرّوایاتُ فی تلک المدّۃِ اور مختلف ہے روایتیں اُس مدّت کے بارے میں۔ ففی ظاھر الروایۃ پس ظاھر روایت میں ہے۔ ظاھرِ روایت: امام محمدؒ کے چھ کتابیں۔ اُن میں جو مسئلہ مذکور ہو، اُسے ظاھرِ روایت کہتے ہیں۔ اَنَّہُ اذا لم یَبقَ احدٌ مِنْ اَقْرانِہٖ کہ جب کوئی ایک بھی باقی نہ رہے اِسکے ہم عمروں میں سے حُکِمَ بِمَوْتِہٖ تو حکم لگا دیا جائے گا اسکی موت کا۔ و روی الحسنُ بنُ زیادٍ عن ابی حنیفۃؒ اور حسن ابن زیادؒ روایت کرتے ہیں امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے۔ اَنَّ تِلْکَ الْمُدَّۃَ مائۃٌ و عشرون سَنۃً کہ وہ مدّت ایک سو بیس سال ہے۔ من یومٍ وُلِد فیہِ المفقودِ اُس دن سے جس دن سے مفقود کی پیدائش ہوئی تھی۔ یعنی مفقود کے گُم ہوئے ایک سو بیس سال مراد نہیں۔ بلکہ جس دن سے مفقود ہوا تھا اُس دن سے ایک سو بیس سال شمار کیا جائے گا۔

و قال محمدؒ مائۃٌ وَّ عَشَرَ سنینَ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ پیدائش سے لے کر ایک سو دس سال ہو جائے، اُس وقت تک انتظار کیا جائے گا۔ پھر اُس کے موت کا فیصلہ کیا جائے گا۔ و قال ابو یوسفَؒ مائۃٌ و خمسُ سنین اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ پیدائش سے لے کر ایک سو پانچ سال ہو جائے، اُس وقت تک انتظار کیا جائے گا۔ پھر اُس کے موت کا فیصلہ کیا جائے گا۔ و قال بعضُھم تِسعون سَنۃً اور بعض علماءؒ نے فرمایا ہے کہ نوّے سال۔ و علیہ الفَتویٰ اور اسی قول پر فتویٰ ہے۔ اس لئے کہ عام طور پر نوّے سال تک بھی بہت کم لوگ زندہ رہتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ سال والے تو بہت ہی کم لوگ ہے۔ اور "النّادِرُ کالمعدوم"۔

و قال بعضُھم اور فرمایا ہے بعض علماءؒ نے مالُ المفقودِ موقوفٌ اِلَی اجْتِھادِ الامامِ کہ مفقود کا مال روکا جائے گا خلیفہ کے اجتھاد تک۔ یعنی شہر کے قاضی کے اجتھاد تک مفقود کے مال کو روکا جائے گا۔ حاکم کی اجتھاد سے مراد یہ ہے کہ جب حاکم کی رائے یہ ہو جائے کہ اب یہ مفقود مر چکا ہے۔ و موقوفُ الحکمِ اور مفقود جو ہے وہ موقوفُ الحکم ہے۔ یعنی اُسکا

حکم موقوف ہے۔ موقوفُ الحکمِ یہ خبر ہے اور مبتدا "المفقود" مخذوف ہے۔ یا اُس کے مطابق "ھو" ضمیر نکالے۔ فی حقِّ غیرِہٖ اپنے غیر کے حق میں۔ حتیّٰ یوقفَ نصیبُہُ مِنْ مال مورثہٖ یہاں تک کہ روکا جائے گا اِس کا حصّہ اِسکے مورِث کے مال میں سے۔ بھئی اسکا مال تو روکا گیا ہے، وہ تو آگے اِسکے وارثوں کو منتقل نہیں ہوگا۔ ھاں اس کے علاوہ اس کے کسی اور رشتہ دار کا انتقال ہوتا ہے، اور وہ مفقود اُس کا وارث بنتا اگر زندہ ہوتا، تو کہتے ہیں کہ اِس کا حصّہ روک کے رکھا جائے گا اِس کے مورث کے مال میں سے۔ جس طرح حمل میں حمل کا حصّہ روک دیا جاتا تھا۔ آگے مصنفؒ آپ کو بتلائے گا، کہ دو مسئلے بنا دیئے جائیں گے۔ ایک جب مفقود زندہ تھا تو وارثوں کے کتنا ملتا تھا۔ اور پھر دوسری صورت بناتے کہ جب مفقود مر چکا ہوتا تو پھر وارثوں کو کتنا حصّہ ملتا۔ اور وارثوں کو کم تر حصّہ دے دیں گے۔ اور باقی روک کر رکھا جائے گا۔ اور خود مفقود کا حصّہ بھی روک کر رکھ دیا جائے گا۔ کما فی الحملِ جیسے کہ حمل میں تھا۔

فاذا مَضَتِ الْمُدَّۃُ پس جب وہ مدّت گزر جائے۔ یاد رکھئے! صرف مدّت کا گزر کافی نہیں ہے۔ یہ نہیں کہ مدّت گزر جائے اور اُس کے بعد بے دھڑک وارث مال کو آپس میں تقسیم کرے۔ پھر بھی قَضاءِ قاضی ضروری ہے۔ فَمَالُہٗ لِوَرَثَتِہِ الْمَوْجُوْدِیْنَ تو اُس کا مال اُن وارثوں کے لئے ہوگا جو موجود ہوں گے عندَ الْحُکم بِموتِہٖ اُس کے موت کے فیصلے کے وقت۔ جس وقت اُس کے موت کا فیصلہ کیا گیا تو یوں سمجھا جائے گا کہ گویا ابھی مرا ہے۔ تو اِس وقت جو زندہ ہے صرف اُن کو ملے گا مال۔ جو اِس سے پہلے مر چکے ہیں اُن کو نہیں ملے گا۔ و ما کان موقوفًا لِاَجْلِہٖ اور وہ مال جو روکا گیا تھا اِس مفقود کی وجہ سے۔ کتابت کی غلطی سے لا جعلہٖ لکھا تھا۔ یُرَدُّ وہ مال لوٹا دیا جائے گا الیٰ وارثِ مورثِہٖ اِس کے مورث کے اُس وارث کی طرف۔یعنی مفقود کے جو حصّہ روکا گیا تھا۔ اور اس مفقود کی وجہ سے وارثوں کو جو حصّے کم ملے تھے۔ وہ اُس مورث کے وارثوں کو لوٹا دیا جائے گا اگر وہ لوگ اُن میں سے زندہ ہوئے۔ یعنی جو وارث زندہ ہوئے تو اُن کا حصّہ اُن کو لوٹا دیا جائے گا۔ اور اگر زندہ نہ ہوئے تو پھر وہ حصّے اُن کے وارثوں کو دے دیا جائے گا۔ الذی وُقِفَ مالُہٗ جس کے مال کو روکا گیا تھا۔

و الاصلُ فی تصحیح مسائلِ الْمَفْقُودِ اور ضابطہ مفقود کے مسائل کی تصحیح میں، وہ یہ ہے۔ اَنْ تُصَحَّحَ الْمَسْأَلَۃُ علی تقدیر حیاتِہٖ کہ تصحیح کر دی جائے مسئلہ کی اُس کی زندگی کے تقدیر پر ۔ یعنی ایک مسئلہ بنا دیں گے، کہ اگر یہ زندہ ہوتا تو مال اس طرح تقسیم ہوتا۔ یعنی اس کے مورث کا انتقال ہوا ہے، مال اسکو بھی ملنا تھا۔ تو کس طرح تقسیم ہوتی۔ ثُمَّ تُصَحَّحَ

عَلٰی تقدیرِ و فاتِہٖ پھر تصحیح کر لی جائے مسئلہ کی اِس کی وفات کی تقدیر پر، یعنی اس کے وفات کو فرض کرتے ہوئے۔ و باقِی الْعَمَلِ ما ذکرنا فی الحملِ اور باقی کا عمل وہ ہے جو ہم نے ذکر کر دیا حمل کے اندر۔

درس 90 فصلٌ فی المرتدّ یہ فصل ہے مرتد کے بیان میں

اذا مات الْمُرتَدُّ عَلَی ارْتِدَادِہٖ جس وقت مر جائے مرتد اپنے ارتداد پر۔ اِرْتَدَّ یَرْتَدُّ اِرْتِدَادٌ: پھرنا، پلٹنا، مُرْتَدّ: جو پھر گیا ہو، جو پلٹ گیا ہو۔ اصطلاح شریعت میں مرتد وہ ہے جس نے دینِ اسلام کو چھوڑ دیا ہوں۔ اَوْ قُتِلَ یا اُسکو قتل کر دیا جائے اَوْ لَحِقَ بِدَارِ الْحَرْبِ اور یا دارُ الحرب چلا جائے و حَکَمَ القَاضِیْ بِلِحاقِہٖ اور فیصلہ کر دے قاضی اُس کے جانے کا، کہ وہ دارالحرب جا چکا ہے اور کفّار سے جا ملا ہے۔ یاد رکھئے! قاضی کا یہ فیصلہ بھی موت کے حکم میں ہے۔ یعنی یہ حُکمًا موت ہے۔ یعنی مرتد یا حقیقتًا مر جائے یا حُکمًا مر جائے۔

فمَا اکْتَسَبَہٗ فی حالِ اِسْلامِہٖ پس اُس نے جو کچھ کمایا ہو اپنے اسلام کی حالت میں۔ فھو لِوَرَثَتِہِ الْمُسلمین تو وہ اُس کے اُن وارثوں کے لئے ہیں جو مسلمان ہوں۔ و ما اکتسبہٗ فی حال رِدَّتِہٖ اور جو اُس نے کمایا ہو اپنے مرتد ہونے کی حالت میں۔ یُوْضَعُ فِی بیت المال اُس کو رکھ دیا جائے گا بیتُ المال میں عند ابی حنیفۃؒ اِمام اعظم امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک۔

و عندھماؒ اور صاحبینؒ کے نزدیک اَلْکَسْبَانِ جمیعًا لِوَرَثَتِہِ الْمُسلمینَ اُس کی دونوں کمائیاں جو ہیں وہ اُس کے مسلمان وارثوں کے لئے ہوں گے۔ امام صاحب فرماتے ہیں جب کوئی شخص مرتد ہوا تو اُسکی مِلکیت زائل ہوگئی یعنی اُس کا مال اُس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ نہیں اُس کی ملکیت زائل نہیں۔ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔ کیونکہ اب بیتُ المال موجود نہیں ہے۔

و عندَ الشَّافِعِیِّؒ اور امام شافِعیؒ کے نزدیک الکسبان جمیعًا یوضعان فِی بیت المال کہ اُس کی دونوں کمائیاں جو ہیں وہ رکھی جائیں گی بیتُ المال میں۔ یعنی وارثوں کو کچھ نہیں ملے گا۔

یاد رکھئے! جو شخص مرتد ہوا، مرتد بنتے ہی یہ حربی بن گیا۔ جو کافر دارالاسلام میں رہتا ہے اور جزیہ دیتا ہے وہ ذمّی کہلاتا ہے۔ اور جو حربی کافر امام طلب کر کے دارالاسلام آتا ہے وہ مستأمِن کہلاتا ہے۔ آگے مال فے کا ذکر آرہا ہے۔ یاد رکھئے! ایک ہے مالِ غنیمت ایک ہے مالِ فے۔ مالِ غنیمت وہ ہے جو کفّار سے لڑائی کے بعد حاصل ہو جائے اور مالِ فے وہ ہے جو کفّار کی

مال مسلمانوں کو بغیر لڑائی کے حاصل ہو جائے ۔ و مَا اکتسبهُ بعدَ الْلُحوق بدار الحرب فهو فیءٌ بالاجماع اور وہ جو اُس نے کمایا ہو دارالحرب چلے جانے کے بعد تو وہ مالِ فے ہے بالاجماع۔ تو اُس پر مالِ فے کے احکام جاری ہوں گے۔

و کَسْبُ الْمُرْتَدَّةِ جمیعا اور مُرتدّہ کی کمائی جو ہے ساری کی ساری۔ چاہیے اسلام میں ہو یا مرتدہ ہونے کے بعد ہو لورثَتِها الْمُسلمین وہ اُس کے مسلمان وارثوں کے لئے ہیں۔ بِلا خلافٍ بَیۡنَ اصحابِنا بغیر کسی اختلاف کے ہمارے فقہاء کے درمیان۔ یعنی ہمارے سارے فقہاءِ کرامؒ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرتدّہ کی ساری کی ساری کمائی اُسکی مسلمان ورثاء کو ملیں گی۔

وَ اَمّا الْمُرتدُّ فلا یَرِثُ مِن احدٍ لا مِن مُسلمٍ و لا مِن مرتدٍّ مثلِهٖ اور باقی مرتد جو ہے پس وہ وارث نہیں بنے گا کسی ایک سے بھی، نہ کسی مسلمان سے اور نہ اپنے جیسے مرتد سے۔ و کذٰلکَ الْمُرتَدَّةُ اور اسی طرح مرتدّہ عورت ہے۔ یعنی مرتدّہ عورت بھی کسی کی وارث نہیں بنے گی۔ الّا اِذَا ارْتَدَّ اهلُ ناحیةٍ بِاَجْمَعِهِمْ مگر جس وقت مرتد ہو جائے کسی بستی والے سارے کے سارے فحینئذٍ یتوارَثون تو اُس وقت وہ وارث بنیں گے۔ اور اگر وہ بستی دارالاسلام میں ہے تو اُس کے ساتھ جنگ بھی جائز ہو گئی۔

فصلٌ فی الاسیر یہ فصل ہے قیدی کے بیان میں۔ اس میں قیدی کی میراث کے احکام بیان ہوں گے۔ یاد رکھئے! اس سے وہ قیدی مراد ہے، جسے دارالحرب والے دارالاسلام سے ایک مسلمان کو قیدی بنا کر لے جائیں۔

حکمُ الاسیر قیدی کا حکم کَحُکمِ سائرِ المسلمینَ تمام مسلمانوں کے حکم کی طرح ہے فی المیراث میراث میں ما لم یُفَارِقْ دِیۡنَهٗ جب تک وہ اپنے دین سے جُدا نہ ہو جائے فان فارَقَ دینَهٗ فحکمُهٗ حکمُ المرتدّ اور اگر وہ اپنے دین سے جدا ہو جائے یعنی اپنے دین کو چھوڑ دیں تو اُس کا حکم مُرتد والا حکم ہے۔

فَاِنۡ لَّمۡ تُعۡلَمۡ رِدَّتُـهٗ و لا حیاتُهٗ و لا موتُهٗ فحکمُه حکمُ المفقود پس اگر معلوم نہ ہو اُس کا مُرتد ہونا اور نہ اُس کا زندہ ہونا اور نہ اُس کا مردہ ہونا تو اُس کا حکم مفقود والا حکم ہے۔ یعنی گمشدہ شخص والا حکم ہے۔

درس 91 -- درس 92۔ فصلٌ فی الْغَرقیٰ والْحَـرقیٰ والْهَدمیٰ غَرقیٰ جمع ہے غریق کی۔غریق: پانی میں دوبنے والا۔ حَرۡقیٰ جمع ہے حریق کی۔ حریق: آگ میں جھلنے والا۔ هَدمیٰ جمع

ہے ھَدِیم کی۔ ھَدِیم: وہ شخص جس پر کوئی چھت یا دیوار وغیرہ گرے۔ تو یہ سب فَعِیل (غریق، حریق، ھدیم) کی جمع ہے۔ اور فَعِیل بمعنیٰ مفعول کے ہیں۔

اس سے پہلے جتنے مسائل ہم نے پڑھے اُس میں کوئی اکیلا شخص مر جاتا۔ اب اس فصل میں ہم پڑھیں گے، کہ کئی اشخاص اکھٹے پانی میں ڈوب گئے، یا کئی افراد اکھٹے تھے اور اس پر چھت آگرا، یا کئی افراد اکھٹے آگ میں جھلس کر مر گئے۔ اب پتہ نہیں چلتا کہ کون پہلے مر گیا ہے اور کون بعد میں۔ یعنی باپ اور بیٹا دونوں اکھٹے اس کے اندر مرے ہیں۔ اگر باپ پہلے مرا ہے تو بیٹا اُس کا وراث بنے گا۔ اور باپ وارث نہیں بنے گا پھر بیٹے گا۔ کیونکہ باپ پہلے مرا ہے۔ اور اگر بیٹا پہلے مرا ہے تو باپ اُس کا وارث بنے گا، اور بیٹا اپنے باپ کا وارث نہیں بنے گا۔ کیونکہ بیٹا پہلے مرا ہے۔

لیکن یہاں صورت ایسی ہے کہ علم ہی نہیں کہ کون پہلے مرا ہے اور کون بعد میں مرا ہے۔ تو بتلائیں گے آپ کو، کہ اس صورت میں یوں سمجھا جائے گا، کہ گویا یہ اکھٹے مرے ہیں۔ اور جب اکھٹے مرے ہیں تو ایک دوسرے کے وارث بھی نہیں بنیں گے۔ ھاں جو اُن کے باقی ورثاء ہیں اُن کو مال دیا جائے گا۔

اذا ماتتْ جَمَاعَةٌ جب مر جائے کوئی جَماعت و لا یُدْرٰی ایُّھُم ماتَ اوّلًا اور یہ معلوم نہ ہوجائے کہ کون اِن میں سے پہلے مرا ہے۔ جُعِلوا کَاَنَّھُم ماتُوا معًا تو اُن کو اسی طرح قرار دیا جائے گا گویا وہ اکھٹے مرے ہیں۔ فمالُ کلِّ واحدٍ مِنْھُم لِوَرَثَــتِہِ الْاَحیاءِ تو اُن میں سے ہر ایک کا مال اُن کے زندہ وارثوں کے لئے ہوگا۔ و لا یَرِثُ بعضُ الامواتِ من بعضٍ اور بعض میّتیں بعض کے وارث نہیں ہیں۔ یعنی ایک دوسرے کے وارث نہیں بنیں گے۔ ھٰذا ھوَ الْمُختار اور یہی مختار قول ہے۔

و قال علیٌّ و ابنُ مسعودٍ رضی اللہ تعالیٰ عنھما جبکہ حضرت علی[رض] اور حضرت ابن مسعود[رض] فرماتے ہیں یَرِثُ بعضُھم عن بعضٍ کہ وہ ایک دوسرے کے وارث بنیں گے۔ الّا فی ما وَرِثَ کلُّ واحدٍ منھم مِنْ صاحبِہٖ مگر اُس مقدار میں کہ جس میں وارث ہوا ہے ہر ایک اپنے ساتھی سے۔ یعنی اُس مقدار میں وارث نہیں بنے گے جو مقدار ایک دوسرے سے لے رہیے ہیں۔

مثلاً دیکھئے! ایک جگہ چھت تلے آکر باب بیٹا ھلاک ہو گئے۔ باپ کا کل مال ہے 120 دینار۔ اور فرض کرے بیٹے کا بھی کل مال 120 دینار ہے۔ باپ کا ایک یہ بیٹا تھا جو اُس کے ساتھ مر گیا۔ اور ایک دوسرا بیٹا ہے جو ابھی زندہ ہے۔ اور بیٹا جس کا انتقال ہوا ہے اس حادثہ میں۔ اس

کے ورثاء میں ایک باپ ہے جو ابھی مر گیا اور ایک اُس کا اپنا بیٹا ہے۔ تو گویا باپ نے بھی ایک زندہ بیٹا چھوڑا اور بیٹے نے بھی ایک زندہ بیٹا چھوڑا ہے۔

ہمارے نزدیک تقسیم آسان ہیں۔ ہم یوں سمجھیں گے کہ دونوں کا اکھٹے انتقال ہوا ہے۔ کہ باپ اپنے اس بیٹے کا وارث نہیں اور یہ بیٹا اپنے باپ کا وارث نہیں۔ تو پھر باپ کا وارث صرف ایک بیٹا رہ گیا اور ایک پوتا رہ گیا۔ اور بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے کو مال نہیں ملتا۔ اب یہ سارا مال دوسرے بیٹے کا ہو جائے گا۔

اور بیٹا جس کا انتقال ہوا ہے اُس کا ایک بھائی ہے اور ایک بیٹا ہے۔ اور بیٹے کے ہوتے ہوئے بھائی کو کچھ نہیں ملتا۔ تو سارا مال اُس کے بیٹے کو مل جائے گا۔ تو باپ کا سارا مال دوسرے بیٹے کا اور بیٹے کا سارا مال اپنے بیٹے کا۔ یہ ہمارے نزدیک ہیں۔ اور یہ مختار قول ہے۔

جبکہ حضرت علی رض اور حضرت ابن مسعود رض کے نزدیک یہ ایک دوسرے کے وارث بنیں گے۔ یعنی بیٹے کو بھی اپنے باپ کے مال میں سے حصّہ ملے گے اور باپ کو بھی اپنے بیٹے کے مال میں سے حصّہ ملے گا۔

اب اگر اس مردہ بیٹے کو وارث بنائیں تو پھر باپ کے دو وارث بن گئے۔ اور باپ کا مال 120 دینار ہیں۔ تو 60 دینار زندہ بیٹے کا اور 60 دینار اس مردہ بیٹے کا۔ اور یہ 60 دینار آگے اس مردہ بیٹے کے اولاد کی طرف براہِ راست منتقل ہو جائے گا۔ تو اس مردہ بیٹے کے 120 دینار اپنے تھے اور 60 دینار اپنے والد مرحوم سے ملے جو براہ راست اِس مردہ بیٹے کو ورثاء کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اور جب اس مردہ بیٹے کا میراث تقسیم ہوگا تو ان 60 دینار سے والد کو کچھ بھی نہیں ملے گا۔ یعنی والد کو 120 دینار کا سدس ملے گا اور وہ 20 دینار ہیں۔

اب اس مردہ بیٹے کے بیٹے کے پاس 160 دینار ہو جائے گا۔ یعنی ساٹھ دینار وہ جو والد کے والد سے ملے تھے۔ اور 100 دینار وہ جو اپنے باپ سے ملے۔

اب آتے ہیں کہ باپ کو اپنے بیٹے کے مال میں سے کتنا ملے گا۔ بیٹے کے انتقال کے وقت ایک اُس کا باپ ہے، ایک اپنا بیٹا ہے اور ایک بھائی ہے۔ باپ کے ہوتے ہوئے بھائی کو کچھ نہیں ملتا۔ لہٰذا اب اس بیٹے کے دو وارث ہیں۔ یعنی باپ اور بیٹا۔ تو بیٹا عصبة بنے گا اور باپ کو سدس ملے گا۔ تو بیٹے کے 120 دینار سے سدس یعنی 20 دینار باپ کو ملے گا۔ اور یہ 20 دینار باپ کے مال میں داخل ہو جائیں گے اور یہ اُس کے باقی ورثاء کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ لیکن اس 20 دینار سے اس

مردہ بیٹے کو کچھ نہیں ملے گا۔ اور وہ جو زندہ بیٹا تھا پہلے اُس کو 60 دینار ملے تھے، اب 20 دینار مزید ملیں گے تو زندہ بھائی کا مال 80 دینار بن جائے گا۔

واللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصّوابِ وَ اِلَیہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآب۔

دُعا۔ دُعا کا طریقہ یہ ہے کہ شروع میں اللہ کی حمد آنا چاہئے۔ اور پھر اُس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم پر درود ہو۔ اور دُعا کے آخر میں بھی آمین اور درود ہو۔ تو اس سے دُعا قبولیت کے قریب تر ہو جاتی ہے۔

یا اللہ اس کاوش کو قبول فرما۔ آمین۔

عمر عزیز۔ واٹس ایپ۔ 0092 345 9452863

Umer Aziz: Contact and Whats app: 0092 345 945 28 63

Gmail: umeraziz1985@gmail.com

3 رجب المرجب 1446 ہجری بروز ہفتہ 4 جنوری 2025